

# دفاع سیدنا امیر معاویہ

رضی اللہ عنہ الخوارزمی جلیل قند ۲۰۱۳ء

## رسائل فی افضال معاویہ

۱۴۲۴ھ

تقریر شریف

امام محمد شرفی جلالی

تقدیم محمد رشید

فتح و ضیاء کا نام



دارالاسلام

رسائل تحقیقیہ

شیخ محمد حیات مندی

علامہ عبدالعزیز پیر ہاروی

مولانا عبدالقادر بدایونی

علامہ محمد عبدالرشید منگلی

پیر سائیں غلام رسول قاسمی

علامہ سید شاہ حسین گردیزی

# دفاع سیدنا امیر معاویہ

حجی ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء

## رسائل فی افضال معاویہ

۵۱۴۳۴

بشیرت نقیہ

- شیخ محمد حیات مندی
- علامہ عبدالعزیز پیرباروی
- مولانا عبدالقادر بدایونی
- علامہ محمد عبدالرشید بکوی
- پیر سائیں غلام رسول تقاوی
- علامہ شہ جہین گریزی

بشیرت نقیہ

طاب ثوابہ  
ڈاکٹر محمد شریف جلالی

بشیرت نقیہ

بشیرت نقیہ

دارالاسلام  
C-8 جی الدین ہاؤسنگ ڈاٹا دربار مارکیٹ لاہور  
Cell: 0321-9425765



## اتحاف و اتصاف

بہ گرامی خدمت حضرت مرتضویہ علویہ

شمع شبستان ولایت، بہار چمنستان معرفت

امام الواصلین، سید العارفین، خاتم خلافت نبوت، فاتح سلاسل طریقت

مولیٰ المسلمین، امیر المومنین، ابوالاعلیٰ الطاہرین، طاہر مطہر، قاسم کوثر

امام المشارق والمغرب، مظہر العجائب والغرائب

اسد اللہ الغالب، مطلوب کل طالب

حضر نقاد سیدنا و مرشدنا و کریمنا و محبوبنا و مولانا

# علی ابن ابی طالب

تَحَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمَ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ  
إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ



فیضان نور علم

امام التکلمین مجمع عقائد المسلمین  
ابو منصور محمد مازیدی

امام اعظم علی الاطلاق، بانی فقہ حنفی  
ابو حنیفہ نعمان ثابت کوفی

حضرت امام بن محمد الشافعی  
شیخ احمد فاروقی بسری

غوث اعظم شیخ طریقت  
محی الدین عبدالقادر جیلانی

شیخ الاسلام علی حضرت امام ابن قیم  
شاہ احمد رضا خان دہلوی

برکۃ المصطفیٰ فی الہند شیخ محقق  
شاہ عبدالحق محدث دہلوی

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

ابا ابی ثوری

سلسلہ حیات  
طبع  
قیمت

ناشر مجاہد احسن قادری



## عقیدتنا فی علی و معاویہ رضی اللہ عنہما

”رہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ! اُن کا درجہ ان سب (حضرات عشرہ مبشرہ و وزیر و طلحہ) کے بعد ہے اور حضرت مولیٰ کے مقام رفیع و شانِ منبع تک تو ان سے دو دور دراز منزلیں ہیں جن میں ہزاراں ہزار در ہوار برقی کردار صبار قاتر تھک رہیں اور قطع نہ کر سکیں، مگر فضل صحبت۔ ہم تو بھگداند سرکار اہل بیت کے غلامانِ خانہ زاد ہیں، ہمیں معاویہ سے کیا رشتہ کہ خدا نخواستہ ان کی حمایت بے جا کریں، مگر ہاں اپنی سرکاری طرف داری اور ان کا الزام بدگوئیوں سے بری رکھنا منظور ہے کہ ہمارے شہزادہ اکبر حضرت سبطِ محبتی رضی اللہ عنہ نے حسبِ بشارت اپنے جدِ امجد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اتمامِ مدت عینِ معرکہ جنگ میں ہتھیار رکھ دیے اور ملکِ امیر معاویہ کے سپرد کر دیا۔ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔ العیاذ باللہ۔ کافر یا فاسق فاجر یا ظالم جابر تھے، تو الزام تو حضرت امام حسن پر آتا ہے کہ انھوں نے کاروبارِ مسلمین و انتظامِ شرع و دین بہ اختیارِ خود ایسے شخص کو تفویض کر دیا اور خیر خواہی اسلام کو۔ معاذ اللہ۔ کام نہ فرمایا۔ اگر مدتِ خلافت ختم ہو چکی تھی اور آپ بادشاہت منظور نہیں فرماتے، تو صحابہ حجاز میں کوئی اور قابلیتِ نظم و نسق دین نہ رکھتا تھا جو انھیں کو اختیار کیا۔ حاشا للہ، بل کہ یہ بات خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے کہ حضور نے اپنی پیشین گوئی میں ان کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سیادت کا نتیجہ ٹھہرایا کما فی صحیح البخاری۔“

(اعتقاد الاحباب فی الجلیل والصلطفی والال والا صاحب  
از: اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ)

## پیش از کتاب...

پچھلی صدی کی ماضیت و خارجیت نے دیوبندیت کی کوکھ سے جنم لیا اور تفضیلیت و رافضیت نے سنت کی گود میں آنکھ کھولی ہے۔ اس خام پیداوار نے ماسوا اپنے گھر کو بدنام کرنے کے کچھ نہیں کمایا۔ ان میں ایک کا فساد ایک سے بڑھ کر ہے اور دونوں آج تک اپنے اپنے دائرے سے باہر قدم نہیں رکھ سکے، کیوں کہ امت کے سوا او اعظم نے انھیں ہر دور کی طرح پچھلی صدی میں بھی قطعاً مسترد کیا ہے۔ ان کی اندرونی حالت دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان کے وجود سے مہانی دین کو تزلزل لاحق ہونے کا خطرہ ہے، بل کہ دقیقہ رس اور نکتہ شیخ حضرات کا تو یہ کہنا ہے کہ ماضیہ کے نشانات صرف کتابوں کے اوراق پر موجود ہیں اور تفضیلیہ اب بھی جہالت کا ڈھکوسلا بن کر مہر زینِ علم کے سامنے شرماتا پھرتا ہے۔ غرض کہ ہر دو طبقوں میں ایسے لوگوں کو خاص پر میرائی نہیں مل سکی اور یہ صرف خداے رحمن کا فضل و احسان اور علمائے امت کے نعرہ حق کا اثر ہے۔ تاریخ میں آج تک جو فتنہ بھی اٹھا علمائے حق نے اپنی جاں سوزی مول لے کر ملت کے فرد فرد کو بدعتی گدی کی آگ سے بچایا ہے اور ان حضرات القدس کی یہ قربانیاں رانگاں نہیں گئیں۔ اللہ وحدہ لا شریک کے فضل سے جب تک ان ایسے علمائے رہبانین و رحمانین کا وجود باوجود سلامت ہے، پس پائی اور ہزیمت ایسے فتنوں کا بڑھ بڑھ کے استقبال کرے گی۔

رواں صدی کے اعتقادی منظر نامے کو سامنے رکھیں تو واضح ہوتا ہے کہ اسی فاسد المواد کے بقیہ جرثومات پھر سے پیدا ہو چکے ہیں۔ اور وہ اپنے با اثر وسائل کو کام میں لاتے ہوئے اپنے افکار کو فروغ دینے میں کافی سرگرمی بھی دکھا رہے ہیں۔ الحمد للہ علمائے کرام ان فتنوں کے رد و ابطال میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک سنی قوم کا شعور پوری طرح بیدار نہیں ہو سکا ہے۔ اس کے لیے کچھ عرصہ اور محنت کرنی پڑے گی، ہر فورم، ہر گلی، محلہ، گاؤں، یونین، قصبہ، شہر میں اپنی آواز پہنچانی ہوگی اور مسلسل اس تحریک کو جاری رکھنا ہوگا اور عوام میں ایسے پراگندہ افکار کے حاملین سے بچنے کا شعور پیدا کرنا ہوگا۔ ان شاء اللہ باطل پرستوں کا کھیل چند دنوں میں ختم ہو جائے گا۔ رافضی اور خارجی بھول بھلیاں میں نہ رہیں، کان کی کھڑکیاں کھول کر سن لیں! نہ ہماری نظروں سے تم لوگوں کی حرکتیں اوچھل ہیں، نہ قوم بدھو ہے، نہ تم بہت سیانے ہو۔ ہم اپنی ایمانی بصیرت اور اپنے معاویین علماء و محققین کی معیت میں بر ملا کہتے ہیں کہ سال ۲۰۱۳ء موجودہ حرکتِ رافضیہ تفضیلیہ کا آخری سال ہوگا اور ہم اسی سال اس فتنے کا بُت تاریک گڑھے میں دفن کر دیں گے۔



ہوئے کس درجہ فقہان حرم بے توفیق!

رافضیت کو کچھ چھوٹ ملی، تو ان کی چرب زبانی اس حد تک پہنچ گئی کہ ذرا حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کی بات ہو جائے تو ان کے لیے یہ صدمہ برداشت سے باہر ہو جاتا ہے۔ بے ساختہ کہ اٹھتے ہیں: ابی، چھوڑیے بھی! کیا ضرورت ہے ایسے بیانات کی!! جانے دیجیے! کچھ نہیں جانتا آپ کا، اور بھی تو کتنے موضوعات ہیں جن پر بات ہونی چاہیے۔ اور بھی کئی قسم کی لن ترانیاں دکھاتے ہیں۔ دوسری طرف شیخ ابن اہل بیت کی شان میں وہ غلو کہ حد نہیں۔ یہی بیماری نواصب کو ہے، حضرت مولانا رافضی یا حضرات اہل بیت کے خلاف کاذب کرا جائے تو ان کو مفت میں رخصت و تشیع کا احساس ہونے لگتا ہے۔ ادھر یزید پلید بند بے دید کو بھی کوئی اچھے لفظوں سے یاد کرے، انھیں نصب و خروج کا خطرہ تک نہیں گزرتا، بل کہ یہ لوگ تو خود اسے امیر اور خلیفہ کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ بس ان دونوں انتہاؤں سے حذر چاہیے، اور درمیانی راہ جو کہ سنت و جماعت والوں کی ہے، پر مضبوطی سے قائم رہنا چاہیے۔

صحابہ کرام علی الخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تحفظ ناموس کے لیے ہمیں یہ تحریک کیوں چلانی پڑی؟ اس کے محرکات و اسباب کی چند جھلکیں ہم پیش کرتے ہیں۔

یہ وقت ہے کہ زمانے پہ آشکار کریں! وہ راز خاص کہ حامل ہیں جس کے پرگ و پے (عرق بیسانی)

اور یہ نمونے صرف اہل سنت بریلوی حضرات کے ہیں، باقی طبقات سے بھی اگر شمار کیے جائیں اور ان کی تفصیل لکھی جائے تو کئی دفتر جمع ہو جائیں۔ راقم کے مشاہدہ سے گذشتہ چند سال سے جو باتیں آرہی ہیں، یہاں اسی ترتیب سے پیش کی جائیں گی، جس سے اس امر کا وضوح بھی ہو جائے گا کہ یہ خطرناک سوچ کیسے منظم اور مربوط انداز میں پھیلائی جا رہی ہے اور اس کے ازالہ کے لیے ہمیں کس قدر پھرتی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۔ ادارہ پاکستان شناسی، لاہور والے بابا جی ظہور الدین خان امرت سہری نے ستمبر ۲۰۱۰ء میں "البلاغ" پر ویسٹ علامہ سید محمد سلیمان اشرف بہاری، چھاپی تو اس کے شروع میں ڈاکٹر وحید عشرت کو دیباچہ شامل کیا، اس میں انھوں نے حضرت معاویہ کے متعلق کئی طرح کی سست باتیں لکھ کر ان کے کردار کو داغ دار کرنے کی کوشش کی۔

اس سے مذہبی حلقوں کے اہل علم حضرات میں کافی اضطراب پایا گیا۔ "البلاغ" میں ظہور الدین خان کی جاہ جاحاشیہ آرائی نے جلتی آگ پر تیل چھڑکنے کا کام کیا۔

اگست ۲۰۱۲ء میں ظہور الدین خان کی تحریک پر عمری مختار جاوید منہاس صاحب نے "میں زہر بلا اہل کو کیسے کہوں قند؟" میں مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور کی مطبوعہ "تاریخ اسلام" مرتضیٰ احمد خان میکیش کی کتاب کو بنیاد بنا کر ادارہ کی کئی غیر معمولی غفلتوں کی خبر لی۔ اس میں دانستہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر ایسے عامیانہ انداز میں کروایا گیا ہے کہ ایک عام مسلمان کے درجے سے بھی نیچے لے آئے۔ راقم نے منہاس صاحب سے اس معاملے پر بات کی تو انھوں نے بھی احساس کیا۔ دراصل یہ ظہور الدین صاحب کا کارنامہ ہے جو انھوں نے منہاس صاحب کے نام کے سہارے اپنے لیے راہ ہموار کی ہے۔

کچھ عرصہ سے ادارہ پاکستان شناسی کی طرف سے کتاب "مناقب اہل بیت" عزیز الحق کوثر ندوی، کی تشہیری مہم چل رہی ہے۔ ماشاء اللہ والحمد للہ! مگر اس میں بابا ظہور الدین اپنا کمال بڑا وبال بھی فرما رہے ہیں۔ وہ حسب سابق اس کتاب کی ابتدا میں اپنا دیباچہ شامل کرنا چاہ رہے ہیں اور اس میں جو معرکہ و بپا کرنا چاہتے ہیں وہ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیوی یسویں اور کچھ دیگر تاریخی باتوں کا سہارا لے کر آپ کے سیاسی اور ریاستی کردار کو بجرمانہ حد تک مجروح کرنا ہے۔ اس پر ان کے دلائل کے اہل مآخذ عیسائی مؤرخین کی کتب تاریخ ہیں۔ ایک طرح سے وہ اہل بیت کے ذکر خیر کے ساتھ ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کردار کو گندا کر دکھانے کی دانستہ کوشش میں مصروف ہیں، جس سے لازماً رافضیت و شیعیت کے پاؤں پکے ہوں گے۔ اور ایسے ہی کچھ فرض ناشناس لوگوں کی غیر ذمہ دار حرکات سے فضا و رنگ اختیار کر لیتی ہے کہ تاریخ کسی ابو یزید محمد دین بٹ اور محمود عباسی کو پیدا کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دونوں قسم کے فتنوں سے بچائے رکھے! ظہور الدین صاحب اپنی عمر کے آخری حصے میں پہنچ کر پھری سے کیوں اتر گئے ہیں اور وہ کسی کے صلاح مشورے کو خاطر میں نہ لانے پر مجبور کیوں ہیں؟ اس کے پیچھے دراصل ان کی گھریلو ناچاقیاں، حالات کی ستم ظریفی اور بیٹوں کی ان سے عدم التفاتی ہے، جس نے ان کے حس ضدیت کو پختہ تر کر دیا ہے اور قبولیت کی خصلت ان میں معدوم ہو چکی ہے، انھیں ہر وہ بات جو ان کی سوچ کے خلاف ہو اس سے چڑی ہو گئی ہے، یقین کریں، جن لوگوں کی ان سے شناسائی نہیں ہے وہ انھیں دیوانہ خیال کرنے لگے ہیں۔ آپ اندازہ کریں کہ میری ان سے ایک سال تو اترا اس مسئلہ



میں تکرار ہوتی رہی۔ میں نے ان کی نشست اپنے کرم فرما علامہ حافظ فریاد علی قادری اور مولانا عبد الجبار قادری زید مجدہما (تلمیذ ابن حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی) سے کروائی۔ عزت مآب قاری محمد لقمان قادری صاحب سے اتفاقاً میرے ہی پاس ان کی ملاقات ہو گئی، ہر بار کیا ہوا؟ یہی کہ اپنی طرف سے دو چار سنی دلائل دینے کے بعد ظہور صاحب بغیر جھانکنے لگ جاتے اور پھر ان کے درد زبان ایک ہی بات ہوتی: ”تم لکھو! میرے خلاف لکھو! میرے تحریروں کا جواب دو! مضمون لکھو! کتاب لکھو! یہ کرو، وہ بھی کرو!“ اس کے علاوہ کوئی بات، کوئی دلیل ان کے شکوک و شبہات سے برآمد نہ ہوتی۔ جو شخص منہ پر جھوٹا پڑ جائے اس کو تحریری جواب دینا اپنی حماقت کو ثابت کرنے کے مترادف ہے۔ واللہ هو المہادی و مالک یوم التنادی۔

میرا ظہور الدین صاحب سے چوں کہ ۵ سال سے تعلق ہے اور ابتدا سے کچھ عرصہ تک لٹریچر سے شناسائی میں وہ میری مدد بھی کرتے رہے ہیں، ان کو اس تکلیف میں دیکھ کر مجھے ترس آتا ہے، اور ولی تمنا بھی یہی ہے کہ وہ اس کلفت سے ماڑی جان کو آزاد کر لیں، تاکہ زندگی کے بچے کچھ دن سکھ کے ساتھ جاسکیں۔ اس واسطے ان کو مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ بابا جی! سیدھے سے جا کر اپنا گھر چلائیں! آپ کے ذہن میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جو بھی تصویر بن چکی ہے، بجا بگر وہ اپنی تمام ریاست کا انصرام آپ کے گھر سے سو گنا اچھا چلاتے تھے۔۔۔۔۔!!!!

۲۔ بیر ہارون الرشید (موہڑہ شریف، کوہ مری ضلع راول پنڈی) نے اپنی ایک دعا کے دوران حضرت سیدنا مولانا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ”منافق“ کہا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

۳۔ قاری ظہور احمد فیضی نے ”شرح خصائص علی“ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مردود و مطرود اقوال بیان کیے ہیں۔ رافضیوں کے اس اجرتی محقق کو ہم اسی سال میزان تحقیق پر پیش کریں گے، پھر آپ دیکھیے گا کہ اس کی تحقیق کی ذمیل سے کیا کیا کچھ نکلتا ہے۔

حقیقتاً ہے فریب کمال خوش نظری ترے خیال کے فرضی بتوں کی عشوہ گری  
عجب نہیں کہ خرد کا نقاب اٹھ جائے بدرو سے کار جو آئے جنوں کی پردہ دری  
(عرق لیسانی)

۴۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری کا بیداری شعور کے سلسلے میں کیے ہوئے ایک خطاب کا چھوٹا سا حصہ ہم تک پہنچا۔ اس میں خمنائے انھوں نے جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کرنے

والوں کو ”قتلہ کر ملا“، ”یزیدی ٹولہ“، ”خارجی الذہن“، ”حب الہییت کے مخالف“ وغیرہ قرار دیا۔ اور یہ سب انھوں نے کہا تو کسی اور کو نہیں، سنی بریلوی بھائیوں کو کہا۔ اتنی تواضع کرنے کے بعد وہ گویا ہوئے کہ ایسے لوگوں کو اہل سنت کی صفوں سے جوتے مار کر نکال دو!!

طاہر القادری صاحب کا دل عیسائیوں جن کے کفر پر نصوص قطعیہ شاہد ہیں، کی محبت سے اتنا پڑ ہو چکا ہے کہ اس میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول کی محبت کے لیے ذرا بھی جگہ باقی نہیں رہی ہے، البتہ وہ ہر سال کرسمس ڈے کو خوب انجوائے کرتے ہیں، حتیٰ اپنے چہیتے عیسائی بھائیوں کے لیے مسجد کے دروازے تک کھول دیتے ہیں۔ طاعوت کے پیروکاروں سے اس حد تک انسانیت اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے اتنا متغافل ہے!!

خبر ان کے اس بیان کی باقی سب باتیں تو ہماری سمجھ میں آ رہیں، مگر یہ بات اب تک ہمارے لیے ناقابل فہم رہی ہے جو انھوں نے کافی زور دیتے ہوئے کہی کہ میرے پاس عقائد کی پچاسوں کتابیں ہیں، عقیدہ کی کسی کتاب میں ان (امیر معاویہ) کے مناقب پر کوئی باب قائم نہیں ہے۔

یہ بات بھی ہمیں ہضم ہو گئی کہ اس جناب کے پاس عقائد کی پچاسوں کتابیں ہیں، مشکل یہ ہے کہ قادری صاحب! آپ کو مناقب کے ابواب حدیث کی کتابوں میں تلاش کرنے چاہیے تھے نہ عقائد کی۔ اور اگر جناب کتب عقائد میں دیکھنے پر ہی بہ ضد ہیں، تو انھی پچاسوں کتابوں میں سے جن کتب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مناقب کے ابواب ملیں گے انھی میں تھوڑا آگے بھی دیکھ لیں، آپ کو مناقب امیر معاویہ کے باب بھی نظر آ جائیں گے۔ اور اگر چند ایک کتب میں اس کے برعکس ہو بھی تو یہ قاعدہ یا فرامائیں اعداء الذکر لا یستلزم عدم الشیء۔

منہاج القرآن لاہور کے مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی نے جب ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب پر کتاب تصنیف کرنی شروع کی، تو طاہر القادری صاحب نے انھیں اس صالح کام سے ٹوک دیا۔ یہ روایت مجھ تک میرے والدہ گرامی حضرت علامہ مفتی غلام حسن قادری مدظلہ سے پہنچی ہے جو ہزاروی صاحب موصوف کے شاگرد ہیں۔

ایک بات اور، کہ طاہر القادری صاحب کی شروع دن سے شہرت مذہبی رنگیلہ کی ہی رہی ہے۔ ان کی باتوں کو اکثر لوگ سنجیدگی سے نہیں لیتے، مگر فکر اس وقت دامن گیر ہوتی ہے جب ان کے جیلے متوالے انھیں دنیا کا سب سے بڑا عالم ماننے پر تکل جاتے ہیں۔ سوچنے والی بات ہے کہ کچھ عرصہ سے ایسی کثرت باتیں کرنا ان کا محبوب مشغلہ یا گم لیس کر اپنی تشہیر کا سستا کاروبار بن چکا



ہے۔ سمجھ نہیں آتی کہ یہ اُن کے اندر کا بخار ہے یا وہ کسی کے اشارے پر یہ سب کچھ کرنے اور کہنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ خیر، حقیقت جو بھی ہے اللہ عزّ شانہ اُس سے خوب باخبر ہے۔ ویسے اب اُن کی حالت قرآن مجید میں مذکور اُس شخص کے مشابہ ہو چکی ہے جس کے متعلق اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے:

و اتل علیہم نبا الذی اتیناہ ایتانہ فانسلخ منها فاتبعد الشیطن فکان من الغاوین، و لو شئنا لوفعناہ بہا و لکنہ اخلد الی الارض و اتبع ہواہ فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث

(الاعراف: ۶-۱۷) (ترجمہ "عرفان القرآن" سے ملاحظہ ہوا)

۵۔ مولانا محمد برخوردار ملتانی کی کتاب "غوث اعظم" حال ہی میں زاویہ پہلی شریز، لاہور سے چھپی۔ اس کا آغاز نبی کریم ﷺ کے ذکر مبارک سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد خلفائے راشدین کے حالات ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور خاص طور پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذکر پاک میں مصنف نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں ایسے حیا سوز اور عظمت آمیز جملے لکھے ہیں جنہیں پڑھ کر کسی بھی سچے مسلمان کا ایمان زخمی ہو جاتا ہے۔ یہ عبارات ہم اپنے رسالہ "زبور خراب حال" میں نقل کر چکے ہیں، فہمں شاء فلیرجع الیہ مولوی برخوردار ملتانی نے آج تک اہل سنت کے علمی حلقوں سے "حاشیہ ہیراس" کی بہ دولت خاصی داد و وصول کی ہے۔ لوگ انہیں اہل سنت کا بڑا عالم گمان کیا کرتے تھے، شاید ہزار میں سے کسی ایک کو بھی اس شخص کے رافضیانہ نظریات کی خبر نہیں تھی۔ ہم قادی ظہور احمد اسد گلاڑی صاحب کے شکر گزار ہیں کہ جن کی تحریک پر "غوث اعظم" والی کتاب شائع کی گئی جس نے کم از کم اُن کی تصویر نیم زرخ کا پورا چہرہ تو نمایاں کر دیا ہے۔

۶۔ سید شمس الدین شاہ بخاری نے چند دن پہلے عثمان مسجد اسلام پورہ، لاہور میں تقریر کی۔ اسے ٹی آئی کے کچھ ساتھیوں نے بتایا کہ اُن کی کئی باتوں سے اہل علاقہ پریشان ہیں، علما اُن کے اس بیان سے بیزار ہیں۔

۷۔ سید مزل حسین شاہ نے ایک مقام پر تقریر کی جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بڑا ہی بے باک طعن کیا۔ جس پر حاضرین میں سے نعرہ بلند ہوا "معاویہ پہ لعنت" (اعوذ معاذ اللہ)۔ مزل حسین شاہ نے فوری طور پر اسے منع تو کیا۔ مگر چند لمحوں گزرنے کے بعد اُس لعین شخص کا ذکر ان الفاظ میں بیان میں اپنے عزیز کو داد دیتا ہوں، اُس کے اپنے جذبات تھے... [۱]۔

۱۔ ان تمام باتوں کے ثبوت ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ جو صاحب تصدیق چاہیں، رابطہ فرمائیں!

و من یکن یطعن فی معاویہ فذاک کلب من کلاب الہاویہ

(شہید الریاض، علامہ شہاب الدین خفائی، ج ۳ ص ۵۲۵)

مولانا مفتی محمد شوکت سیالوی صاحب (خانے وال) نے چند سال قبل ذمیرہ غازی خان میں ایک تقریر کی تھی، جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بے احتیاطی سے کئی باتیں نکل گئیں۔ اُن سے ۲۶/۲۹ دسمبر کو فون پر بات ہوئی، تو انھوں نے سابقہ کئی باتوں سے اپنا رُجوع کرنا بیان کیا، مگر ابھی تک اُن کا متعین موقف تحریری صورت میں سامنے نہیں آ سکا۔ توقع ہے کہ وہ اس نازک مسئلے میں اپنا دونوں نظر یہ جلد سے جلد شائع کریں گے۔ واللہ التوفیق!

مولانا محمد حنیف قریشی (راول پنڈی) کے چند غیر محتاط جملے بابت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مشہور ہو گئے تھے۔ اس معاملے میں اُن کی وضاحت بھی موجود ہے اور ان کے قریبی ساتھیوں سے معلوم پڑا ہے کہ اب وہ اس سے لاتعلقی ہیں۔

علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب (ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان) کے حوالے سے بھی کئی باتیں گردش میں ہیں۔ شنید ہے کہ انھوں نے علما کی ایک مجلس میں اپنی سابقہ باتوں سے رُجوع اور توبہ کر لی ہے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہوا!

یاد رکھیں! جب بھی کچھ لوگ بے دھیانی میں یا جاننے کے باوجود صحابہ کرام ایسی بڑی ہستیوں کے بارے میں نامناسب باتیں کر جاتے ہیں، تو جواباً مصلحتاً کچھ لوگوں کو اُن کی ذاتیاتی سرزنش کر کے ان کی غیرت کو اشتعال دلا کر انھیں یہ باور کرانا پڑتا ہے کہ جیسے آپ حضرات مجمع عام میں ان جلیل القدر شخصیات کی عزتیں اُچھالتے ہیں جس سے ہمارے جذبات مجروح ہوتے ہیں اور بلا ریب نبی کریم ﷺ کے قلب اطہر کو بھی پچھتی ہے، تو چلو آپ کا ظرف بھی ماپ لیتے ہیں، ذرا دیکھیں تو سہی کتنے طوفان سو سکتے ہیں آپ اس میں!! لہذا جن حضرات پر اُس قبیل سے کچھ بھی الزام ہوں کہ جن کا علاقہ کسی نہ کسی طرح عقائد سے متصل ہو وہ وضاحت طلبی پر تہیدہ اور رنجیدہ نہ ہوا کریں، کیوں کہ جہاں صحابہ کی عزت کا سوال ہو وہاں اپنی نام کی عزت کو قربان کر دینا چاہیے۔ ایسے لوگوں کے لیے دامن کی سیادی دھونے کا بہترین طریقہ یہ ہے وہ اپنا وضاحتی بیان رُجوعی موقف تحریراً تفصیلاً شائع کر دیں یا کوئی مضمون یا جامع تحقیق کتابی صورت میں پیش کر دیں۔ اگر طباعت کی بابت وہ کسی قسم کی رکاوٹ محسوس کریں تو ہمارے ادارہ سے رُجوع کریں!



ان شاء اللہ اہل سنت کی مؤید تحریریں اُن کے شایان شان شائع کی جائیں گی۔

## ایک خوش گپی کی تجزی

”تفضیلیت کو دعویٰ ہے کہ فرشِ نیکیتی پر اُن کے سوا اہل بیت رسول (علیہم السلام) کی کما حقہ منقبت سرائی کسی فرد بشر کے لیے ممکن نہیں ہے اور صحابہ تو ایسے ہی ان کے موضوع سے خارج ہیں۔ اور یہی لوگ اپنے آپ کو اہل بیت کا کلو تا وارث سمجھ بیٹھے ہیں۔ ایسے دعوے اور اس سوچ پر انھیں نظر ثانی کر لینی چاہیے۔ کیوں کہ ایسے خیالات اُن کی صحت کے لیے ہرگز اچھے ثابت نہیں ہو سکتے۔ ایسے خوش خیال حضرات کو ہمارا پیغام ہے کہ صحابہ کرام کی عظمت و رفعت اور ان کے دفاع کے لیے تو ہم کام کی ابتدا تو کر ہی دی ہے۔ عن قریب ہم حضرات اہل بیت علیہم السلام کے فضائل و مناقب اور اُن کے دفاع میں بھی کام شروع کر رہے ہیں، ساتھ ہی ساتھ اُن کے معاملے میں غلو کرنے والوں کی بھی صحیح طرح سے خبر لیں گے۔ ہم ازواجِ رسول، پسرانِ رسول، بناتِ رسول، عترتِ رسول، اقرباے رسول وغیرہم من اہل البیت پر باضابطہ اول تا آخر تحقیقی کام منظرِ عام پر لائیں گے، ان کے دن منائیں گے، ان کے نام کی محافل کرائیں گے، ان کے ناموں سے شعبہ جات کو منسوب کریں گے وغیرہ۔ اس لیے کہ ان سب کے بغیر یہ حلقہ قدسیاں نامکمل رہتا ہے۔

اور ایک بات اچھے سے ذہن نشین کر لی جائے! اول تو ہم کسی کو راستہ نہیں دیں گے، لیکن اگر کسی نا بھی یا رافضی نے اس کش مکش کی آڑ لے کر اپنے مطلب کی فضا بنانے کی جسارت کی، تو یاد رکھو! سب سے پہلے ہمارا سنگ بار قلم اُس کی گناہ کا تحقیق کو رجم کرتا نظر آئے گا۔ نہ ہمیں رخص و تفضیل قبول ہے اور نہ خروج و نصب منظور۔ ان دونوں کا استیصال اہل سنت و جماعت کا طریق ہے اور یہی ہمارا مسلک ہے۔ اللہ! ہمیں اسی پہ موت دے!!

## معاویات

”دائرِ الاسلام“ نے حضرت سیدنا امیر المومنین معاویہ علیہ السلام کے تعلق سے جملہ موضوعات کو مستقل شعبہ ”معاویات“ قرار دے کر اس مضمون کے تمامی سنی تحریری و تحقیقی کام کو شائع کرنے کا عزم کیا ہے۔ چنانچہ جولائی ۲۰۱۲ء میں ادارہ نے (۱) ”من ہو معاویہ؟“ قاری محمد لقمان کی طباعت سے، بسم اللہ ہو چکی تھی، اور یہ بغیر کسی منصوبہ سازی کے چھپی۔ سال نو ۲۰۱۳ء جنوری میں بحمد اللہ سجانہ۔ ہمارے اس منصوبہ بند کام کا آغاز کتاب ہذا (۶۵۲) ”دفاع سیدنا امیر معاویہ

رضی اللہ الجواد الجلیل عنہ“ (۲۰۱۳ء) کی طباعت سے ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ (۷) ”البشارات العالیہ لمن احب سیدنا امیر معاویہ“ معروف بہ ”مناقب سیدنا امیر معاویہ علیہ السلام“ مولانا شعلات احمد نقشبندی مجددی زید علمہ و عمرہ، کی شان دار اشاعت بھی وقوع میں آچکی ہے۔ اب کے بار تازہ ترین تھ جو ہم پیش کریں گے اُس کا نقشہ کچھ یوں ہو سکتا ہے:

- ۸- شانِ امیر معاویہ علیہ السلام: علامہ ابو محمد سید ویدار علی شاہ قادری محدث الوری
  - ۹- سیدنا امیر معاویہ علیہ السلام: محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری چشتی
  - ۱۰- فضائل امیر معاویہ علیہ السلام در ذکر امیر شام: مولانا وکیل احمد سکندر پوری
- یہ رسالہ تاقوتِ تحریر دریافت نہیں کیا جاسکا۔ پہلا نام ”مرآۃ الصانف“ ص ۲۳۷ سے لیا گیا ہے اور ناشر مطبع بھبھائی، دہلی لکھا ہے۔ جب کہ دوسرا نام پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے فاضل سکندر پوری کے ”رسالہ در دفاع“ کے مقدمہ میں ص ۹ پر ذکر کیا ہے۔

- ۱۱- فضائل حضرت امیر معاویہ علیہ السلام: علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی
  - ۱۲- حیات حضرت امیر معاویہ علیہ السلام: بیرون غلام دہگیر تابی
  - ۱۳- شخصیت جناب امیر معاویہ (انصار مناقب امیر معاویہ علیہ السلام): علامہ شعلات احمد نقشبندی
  - ۱۴- فضائل امیر معاویہ علیہ السلام اور مخالفین کا محاسبہ: مولانا محمد صدیق ضیاء نقشبندی
  - ۱۵- مناقب حضرت امیر معاویہ علیہ السلام: مولانا ابوالکرم احمد حسین قاسم حیدری رضوی
  - ۱۶- حضرت علی و امیر معاویہ کے درمیان جنگ کیا تھی؟ (اخوذ اصحاب کرام کی حقانیت): علامہ محمد شہر اورتابی
- یہاں اُن کتب کی فہرست بھی پیش خدمت ہے جو مسلسل چھپ رہی ہیں اور مارکیٹ میں دست یاب ہیں اور انھیں مکرر چھاپنے کی چنداں حاجت نہیں، تا آن کہ کسی کی طباعت ملتوی ہو جائے:
- ۱۷- دشمنانِ امیر معاویہ کا علمی محاسبہ: مولانا محمد علی نقشبندی (جلد ۲)

- ۱۸- النار الحامیہ لمن ذمّ المعادیہ: مولانا محمد نبی بخش حلوانی
- ۱۹- امیر معاویہ علیہ السلام پر ایک نظر: مفتی احمد یار خان نعیمی
- ۲۰- سیدنا امیر معاویہ علیہ السلام اہل حق کی نظر میں: سید محمد عرفان شاہ مشہدی
- ۲۱- امیر معاویہ علیہ السلام پر اعتراضات کے جوابات (صرف الاعنان عن مطاعن معاویہ بن ابی سفیان): علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی
- ۲۲- حضرت امیر معاویہ علیہ السلام: مولانا مفتی فضل الدین نقشبندی
- ۲۳- حضرت امیر معاویہ علیہ السلام: بیرون مقبول احمد سرور



ان میں بڑے حجم کی کتابیں علاحدہ اور مختصر ضخامت کی مجموعہ کی شکل میں مختلف اداروں سے شائع کروائی جائیں گی۔ ان کے علاوہ (۲۳) القول الرضی: مخدوم محمد ابراہیم ٹھٹھوی نمبرہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی اور (۲۵) حلم معاویہ: امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نیز (۲۶) تطہیر الجنان: علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ کے اردو تراجم جاری ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے! یہ صرف مطبوعہ اردو مواد کی فہرست ہے، غیر مطبوعہ کم یاب اور عدم دست یاب یا عربی و دیگر زبانوں کی کتب اور اہل سنت کے علاوہ دوسرے مکاتب کے اہل قلم کی نگارشات کی فہرست کا یہاں اندراج نہیں کیا گیا۔ علاوہ ازاں یونیورسٹی ورثی مقالے بھی ہیں، چونکہ اس وقت اکثر جامعات کے مقالات کی فہارس ہماری رسائی میں نہیں ہیں۔ لہذا کافی معلومات نہ ہونے کے باعث ہم یہاں ان کی تفصیل دینے سے قاصر ہیں۔ ان شاء اللہ العظیم کسی اہم مقالے کی اشاعت کے ساتھ وہ سلک مردار پیدیزینت قرطاس بنائی جائے گی۔

ہر لحظہ نیا طور، نئی برقی جنگی اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

### تزکِ رضوی

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت پاسبان عظمت اہل بیت وکیل اصحاب رسول سیدنا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے ۳ رسائل در فضائل حضرت امیر المسلمین سیدنا معاویہ رحمہ اللہ تصنیف فرمائے ہیں۔ ان رسائل کا آج تک کوئی سراغ نہیں مل سکا ہے۔ البتہ ان کی نشان دہی آپ کی ذاتی تحریرات سے ہوتی ہے۔ ان کے نام یہ ہیں:

۱- البشرى العاجلة من تحف اجلة (۱۳۰۰ھ)

۲- الاحادیث الراویة لمدح الامیر مغویة (۱۳۰۳ھ)

۳- عرش الاعزاز و الاکرام لاوی ملوک الاسلام

۴- ذب الالهواء الواهیة فی باب الامیر مغویة (۱۳۱۲ھ)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت کے یہ رسائل اگر عالم کے کسی گوشے میں سلامت موجود ہوئے تو ان شاء اللہ تبارک و تقدس عزت صحابہ کی اس نئی تحریک کے برکت سے ایک دن ہم انہیں نکال لائیں گے اور انہیں پڑتاک طور سے طبع کر کے اہل عالم کے لیے نشر کریں گے۔

ہمارے دوست محترم مولانا حامد علی علی زید علمہ و فضلہ نے اعلیٰ حضرت قبلہ کی کتب سے حضرت امیر معاویہ رحمہ اللہ کے متعلق میسر مواد کو ایک مضمون میں ترتیب دے دیا ہے۔ رب کریم کا

کرم عظیم شامل حال رہا تو بہت جلد یہ مضمون طبع ہو جائے گا۔  
رضا کے رسائل کی یہ دریافت رضا فروشی کا دھندا کرنے لیکن ان کے عقائد سے انحراف کرنے والوں کے گھروں میں کھرام بچا دیں گے، جس طرح کہ ”مطلع القرین“ کی رومنائی نے ان کے آگن میں بل چل بچا دی تھی۔ اَلَا مَن شَاءَ اللّٰهُ۔

### اعتنان بابا طہمنان

حضرت امیر المؤمنین ملک المسلمین سیدنا امیر معاویہ رحمہ اللہ کے فضائل و مناقب و دفاع میں رسائل کے اس مجموعہ کی اشاعت میں درج ذیل احباب نے مرکزی تعاون فرمایا۔

مولانا سید شاہ حسین گروہری صاحب نے حضرت مولانا عبدالقادر بدایونی رحمہ اللہ کے رسالہ کا ترجمہ چھاپنے کا موقع دیا اور فضیلۃ الشیخ مولانا آسید الحق محمد عاصم قادری رحمہ اللہ (بدایوں داغیا) اس کی کیوڑنگ فراہم کی اور دیباچہ بھی تحریر فرمایا۔ علامہ محمد اعظم سعیدی رحمہ اللہ نے علامہ پرہادی کے رسالہ کا ترجمہ طبع کرنے کا اذن عطا فرمایا۔ اور جناب عبدالاحد قادری صاحب نے ترجمہ کا قدیم نسخہ فراہم کیا۔

حضرت پیر سائیں علامہ غلام رسول قاسمی زید کرمہ (مرگودھا) نے اپنے رسالہ کو چھاپنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور آپ کے حکم پر برادر طارق سعید قادری صاحب نے کیوڑنگ بھی ارسال فرمائی۔

مولانا عبداللہ کبھی رحمہ اللہ (جمعیت اشاعت اہل سنت، کراچی) نے نہایت کم وقت میں شیخ محمد حیات سندھی کے رسالہ کا ترجمہ کیا اور متن و ترجمہ کیوڑنگ کے بھیج دیا۔

حافظہ اعظمہ عباس شمس یالوی رحمہ اللہ نے حضرت علامہ محمد عبدالرشید ٹھٹھکی رضوی رحمہ اللہ کے فتویٰ کی کیوڑنگ فراہم کی۔ اور شکلم اسلام کنز العلماء رحمہ اللہ شیخ حضرت ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب (امیر ادارہ صراط المستقیم پاکستان) نے ۵ جنوری ۲۰۱۳ء کو ”شان امیر معاویہ سنی“ مؤلفہ کر کے صحابہ کرام رحمہ اللہ کی میانہ ناموس کی ایک نئی روایت الی ہے، جس نے ہم ایسوں کو کام کرنے کا حوصلہ بخشا۔

فلک نے بھی سیکھے ہیں تیرے سے طور کہ اپنے کیے پر پشیمان نہیں (آزاد) یہ کتاب بھی اسی مبارک موقع کی حشرت و درفشائی کی ارزانی کے لیے شائع کی جا رہی ہے۔

علامہ قادری محمد لقمان قادری صاحب رحمہ اللہ کی مرحلہ وار توثیق اور مشارکت نے بڑا کام کیا۔  
غیر اختر حسن محمد زائد قادری کو اللہ شاد رکھے انھوں نے ماہر دولت کی خواہش پر علامہ حافظہ فضلات احمد نقشبندی رحمہ اللہ امام اللہ رحمہ اللہ کی کتاب اپنے ادارے والضحیٰ پبلی کیشنز، لاہور سے چھاپ دی ہے۔ اللہ ہم زد خود!

راقم: محمد رضا الحسن قادری

مقام اول عرب حضرت داغیا شیخ علی بھیری رحمہ اللہ

مدیر دائرہ الاسلام، لاہور

مکمل دہرہ ۱۸ صفر ۱۴۳۳ھ ۵ جنوری ۲۰۱۳ء



## فہرِس رساِکِل

۱ رسالہ فی فضل معاویہ: شیخ محمد حیات سندھی

مترجم: مولانا محمد عبداللہ فہمی سندھی

17

۲ تصحیح العقیدہ فی باب امیر معاویہ: مولانا عبدالقادر بدایونی

22

ترجمہ: اختلاف علی ومعاویہ: علامہ سید شاہ حسین گردیزی

۳ حضرت سیدنا امیر معاویہ کے بارے کیے گئے چند سوالات کے جوابات:

66

علامہ محمد عبدالرشید جھنگوی

91

۴ صافیہ لما وقع بین علی ومعاویہ: پیر سائیں غلام رسول قاسمی

۵ الناہیہ عن طعن امیر المؤمنین معاویہ: علامہ عبدالعزیز پرہاروی

137

ترجمہ: معتز ضیٰ اور حضرت امیر معاویہ: علامہ محمد اعظم سعیدی

## رسالہ فی فضل معاویہ رضی اللہ عنہ

مصنف: علامہ محدث فقیر شیخ محمد حیات سندھی مدنی (متوفی 1163ھ)  
مترجم: مولانا محمد عبداللہ فہمی سندھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم -

امام احمد نے اپنی سند میں روایت کیا ہے ایسی سند کے ساتھ جس میں کوئی حرج نہیں کہ ہے  
تک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللهم عليه الكتاب والحساب وقه العذاب.

اے اللہ! معاویہ کو کتاب (قرآن) اور حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے بچا

(مسند الامام احمد بن حنبل رقم الحديث: 17152، 27، 383)

اور طبرانی نے اوسط میں ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے معاویہ  
ﷺ کے حق میں فرمایا:

اللهم اهدنا بالهدى وجنبه الردى واغفر له في الاخرة والاولى.

اے اللہ! اسے ہدایت کے طرف رہنمائی فرما، اور ناکت سے بچا، دنیا اور آخرت

میں اس کی مغفرت فرما (المعجم الاوسط رقم الحديث: 1.1838، 498)

اور طبرانی نے ثقہ رجال کے ساتھ روایت کی ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اشهدوا معاوية امركم فانه قوي امين.

اپنے امور میں معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو گواہ بناؤ، بے شک وہ طاقت ور اور امانت دار ہے۔

(البحر الزخار رقم الحديث: 8.3507، 433، مسند الشاميين رقم الحديث: 2.1110، 161)

اسی طرح طبرانی نے اوسط میں کیا ہے: بے شک نبی کریم ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

کے حق میں دعا فرمائی کہ



اللهم عليه الكتاب والحساب ومكنه في البلاد وقه سوء العذاب  
اے اللہ! معاویہ کو کتاب (قرآن) اور حساب کا علم عطا فرما، اور اسے شہروں کی  
حکومت عطا فرما، اور اسے بڑے خراب سے بچا۔

(المعجم الكبير، رقم الحديث: 18/628، 252)

ایسی طرح طبرانی نے اوپر میں روایت کی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اکرم ﷺ کی بارگاہ  
میں حاضر ہو کر عرض کی:

يا محمد استوص معاوية فانه امين على كتاب الله ونعم الامين هو.  
یا رسول اللہ! معاویہ کے حق میں وصیت فرمائیے، بے شک وہ اللہ کی کتاب کے  
امین ہیں اور محمد امین ہیں۔ (المعجم الكبير، رقم الحديث: 3/3902، 73)

ایسی طرح طبرانی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الله ورسوله يجهان معاوية.  
بے شک اللہ اور اس کا رسول معاویہ سے محبت کرتے ہیں۔

(مجمع الزوائد، كتاب البناقب باب ما جاء في معاوية بن ابي سفيان، رقم الحديث: 9/15923، 441)  
ایسی طرح طبرانی نے عوف بن مالک سے روایت فرمائی ہے کہ بے شک انھوں نے  
خواب میں دیکھا کہ معاویہ اہل جنت میں سے ہیں۔ (المعجم الكبير، رقم الحديث: 18/686، 307)  
ایسی طرح طبرانی نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ اگر تم معاویہ کو دیکھتے تو الجنت ضرور کہتے کہ یہ  
مہدی مالک۔ (المعجم الكبير، رقم الحديث: 18/691، 308)

اور طبرانی نے مشہور سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قتلاني وقتلي معاوية في الجنة.

میرے اور معاویہ کے درمیان جنگ کے مقتولین جنتی ہیں۔

(المعجم الكبير، رقم الحديث: 18/688، 307)

ایسی طرح طبرانی نے صحیح رجال کی سند کے ساتھ ابودرداء سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول  
اللہ ﷺ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ رسول اللہ کی نماز  
کے مشابہ نماز پڑھتا ہو۔ (مسند الشاميين، رقم الحديث: 1/282، 168)

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ (ابن عباس) رضی اللہ عنہما  
نے معاویہ کے حق میں فرمایا: بے شک یہ فقیہ (مجتہد) ہیں اور آپ نے نبی کریم ﷺ کی محبت  
پائی ہے۔

(صحيح البخاري، كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ باب ذكر معاوية رقم الحديث: 2/3764، 479)  
ایسی طرح امام بخاری روایت کرتے ہیں:

ان الله يحب هذا سيدنا ولعل الله ان يضلح بيننا وبيننا فينقن من المسلمين.  
بے شک میرا یہ بڑا سردار ہے اور اللہ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے  
مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروائے گا۔

(صحيح البخاري، كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ باب ذكر

من قبيل الحسن والحسين، رقم الحديث: 2/3746، 476)

پس تحقیق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کی جماعت اور حضرت امام کن رضی اللہ عنہما اور آپ کی  
جماعت کے درمیان صلح واقع ہوئی ہے۔ پس یہ نبی کریم ﷺ کے طرف سے یہی گواہی ہے کہ  
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اس کی جماعت اسلام پہنچی۔

ایسی طرح امام مسلم نے روایت فرمائی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قتلني وقتلي معاوية في الجنة من المسلمين يغفلها أو في الظلمات من الحق.  
مسلمانوں کے قتلین کے وقت دو جماعتوں میں سے جو حق کے زیادہ قریب ہوگی  
وہ اس فرقہ کو قتل کرے گی۔

(صحيح مسلم، كتاب الزكاة باب ذكر الخوارج وصفاتهم، رقم الحديث: 3/423، 475)

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أقرب الطائفتين من الحق.

یعنی دو جماعتوں میں سے جو اس کو قتل کرے گی وہ حق کے زیادہ قریب ہوگی۔

(صحيح مسلم، كتاب الزكاة باب ذكر الخوارج وصفاتهم، رقم الحديث: 3/426، 476)

پس میں کہتا ہوں کہ قتل کرنے والا گروہ جو تھا وہ جماعت تھی جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ  
پر خروج کیا تھا، اور ہادوسرا گروہ تو وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت تھی۔ پس یہ ثابت ہوا کہ  
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت بھی حق پر تھی۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت حق سے



زیادہ قریب تھی۔

اسی طرح ترمذی نے حدیث بیان فرمائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا وَاهْدِيهِ۔

اے اللہ! معاذ یہ کو ہادی، مہدی اور ذریعہ ہدایت بنا دے۔

یہ حدیث حسن قریب ہے۔

(مسند الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاویہ بن ابی سفیان، رقم الحدیث: 43842/526)

اسی طرح ترمذی نے عمیر بن ثابت سے روایت فرمائی ہے کہ آپ نے فرمایا: معاویہ کا ذکر بھلائی کے ساتھ کیا کرو، میں نے نبی کریم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! معاویہ کو ہدایت یا فتنہ اور اس کو ذریعہ ہدایت بنا دے!

(مسند الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاویہ بن ابی سفیان، رقم الحدیث: 43843/527)

پس میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بے شک صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ گمان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نبی کریم ﷺ کے طرف سے دُعا مقبول ہوئی ہے۔ جس آپ نے حضرت معاویہ کے ذکر کو منع فرمایا، مگر یہ کہ بھلائی کے ساتھ کیا جائے اور اسی طرح یہ اس کے لیے بھی حکم ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہے۔

امام بخاری نے اُم حرام سے روایت فرمائی ہے، آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے:

أَوَّلُ جَنِيْشٍ مِنْ أَقْبَى يَغْزُونَ لِيَتَغَوَّ قَدْ أَوْجَبُوا۔

میری امت سے پہلا لشکر جو مندری جہاد کرے گا اس پر جنت واجب ہے۔

اُم حرام کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا کہ

يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتَأْمُرُ بِهِ؟

کیا میں بھی اس میں شامل ہوں گی؟

فرمایا:

أَتَمِّتُ بِهِمْ۔

ہاں! تو بھی ان میں ہوگی۔

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَوَّلُ جَنِيْشٍ مِنْ أَقْبَى يَغْزُونَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ۔

میری امت کا وہ گروہ جو سب سے پہلے شہر قیصر میں لڑے گا اس کو بخش دیا گیا ہے۔

میں پوچھا کہ

أَتَأْمُرُ بِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟

کیا میں اس گروہ میں بھی شامل ہوں گی؟

فرمایا:

نَـ

نَـ

(اصحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیور، باب ما قبل فی قتال الروم، رقم الحدیث: 22924/253)

دوسری روایت میں ہے کہ میں وہ اپنے شوہر کو لے کر عبادہ بن عامر کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے لگی۔ یہ پہلے میں جنھوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہا دیا۔

(اصحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیور، باب فضل من یصرع

فی سبیل اللہ فانت فهو مہاجر، رقم الحدیث: 22924/253)

پس اُو جَبُؤا کے قول سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی، نجات، بخشش اور کامیابی مراد ہے۔ اور یہ کیوں نہ ہو کہ معاویہ اور اس کی جماعت جو اس جنگ میں شریک تھے ان سب کے لیے جنت کی گواہی ہے اور یہ شرط حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے کافی ہے۔

حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ سے منقول ہے، آپ نے فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک کا وہ غبار جو حضور ﷺ کے ساتھ جہاد کے موقع پر واقع ہوا وہ بھی عمر بن عبد العزیز سے ہزار گنا افضل ہے۔ (وفی الحدیث: 3/33)

پس مومن کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ صحابہ سے امیر معاویہ اور ان کے مشن دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر فرمائی کرے۔ اور جو صحابہ کا اختلاف مروی ہے مناسب نہیں ہے کہ اس کو ظاہر کیا جائے۔ ان کا یہ معاملہ ارحم الراحمین کے سپرد ہے، بے شک وہی مہربان اور محانت فرمائے والا ہے۔

لَقَدْ سَأَلْتُ



# اختلاف علی و معاویہ رضی اللہ عنہما

ترجمہ تصحیح العقیدہ فی باب امیر معاویہ

مصنفہ تاج الحول حضرت شاہ عبدالقادر قادری بدایونی

مترجم: علامہ سید شاہ حسین گردیزی

عنوانات

ابتدائیہ: مولانا سید الحق قادری  
استفتاء

مخارجین کے تین گروہ

ائمہ دین کے اقوال

حضرت حسن کی دست برداری کی اصل وجہ

صحابی کا مرتبہ

خلافت میں اختلاف کے وقت خلیفہ کون تھا؟

خون بہا میں تاخیر کا سبب

امام غزالی کا نقطہ نظر

ایک شبہ کا ازالہ

امام شعبی پر اعتراض کا جواب

مشاجرات صحابہ میں سکوت کا حکم

آخری گزارش

سبب تالیف

الجواب

صحابہ پر لفظ باغی کا اطلاق

دونوں گروہ مسلمان تھے

حضرت معاویہ کے لیے دعا

قطعیات اور ظہیت میں فرق

خلافت حضرت معاویہ

اختلاف صحابہ

عمر بن عبدالعزیز کا خوب

مولانا جہاں پراعتراض

حضرت معاویہ پر تنقید زندیقوں کا کام ہے

لعنت یزید

تصدیقات علمائے بدایوں

ابتدائیہ

حضرت تاج الحول محبت رسول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی کا شمار تیرہویں صدی میں برصغیر کے اجلہ علما میں ہوتا ہے۔ اپنے زمانے میں آپ امام وقت، مرجع علماء، افتخار زمانہ، کاروان سنیت کے علم بردار اور قافلہ تصوف و سلوک کے سالار تھے۔

آپ کی ولادت بدایوں کے مشہور عثمانی خانوادے میں ۱۷۱۱ھ / ۱۸۳۷ء کو ہوئی، سیف اللہ المسلمول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی آپ کے والد ماجد اور حضرت شاہ حسین الحق عبدالعزیز قادری آپ کے جد محترم ہیں۔ تعلیم کے ابتدائی مراحل جد محترم اور والد ماجد کے زیر سایہ طے کیے، معقول و منقول کی اعلیٰ تعلیم استاذ الاساتذہ مولانا نور احمد عثمانی بدایونی اور استاذ مطلق علامہ فضل حق خیر آبادی کی درس گاہوں سے حاصل کی۔ سند الحمد شین اشبح جمال حنفی کی سے مکہ مکرمہ میں حدیث سماعت کر کے اجازت اور سند حدیث حاصل کی۔

اپنے والد حضرت سیف اللہ المسلمول سے اخذ بیعت کیا اور آپ کی زیر نگرانی سلوک کی منزل میں طے کیں، تکمیل سلوک کے بعد اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔

والد ماجد کے حکم اور اجازت سے مدرسہ قادریہ کی سند درس و تدریس کو رفتی بخشی، ایک زمانہ آپ کی درس گاہ سے فیض یاب ہوا، حافظ بخاری سید شاہ عبدالصمد سہوانی اور استاذ العلماء علامہ محبت احمد قادری بدایونی جیسے اپنے زمانے کے اجلہ علما آپ کے تلامذہ و مستفیدین میں شامل ہیں۔

احقاق حق اور ابطال باطل کا جذبہ والد محترم سے ورثے میں پایا تھا، اپنے زمانے میں اچھے والے بدعتیہ گئی، گرم راہی اور گرم راہ گری کے تمام فتنوں کے مقابلے میں مسلک اہل سنت اور عقیدہ حق کی حفاظت و دفاع کا فریضہ ایسے حسن و خوبی سے انجام دیا کہ معاصر علما و مشائخ کی نظر میں آپ کا قرب، آپ سے نسبت اور آپ کی محبت سنیت کی علامت قرار پائی۔ نور العارفین سیدنا شاہ ابوالحسن احمد نوری مارہروی قدس سرہ نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”ہمارے دور میں سنیت کی شناخت محبت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہے، ہرگز

کوئی بد مذہب ان سے محبت نہ رکھے گا۔“

(تذکرہ نوری، تمام شہر قادری ص ۲۹، علی و دارالاشاعت اہل چورہ پستان)



عربی، فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں آپ کی تصانیف کا ذخیرہ موجود ہے، جس میں بہت سی کتابیں طبع ہو چکی ہیں اور بعض دنوں غیر مطلوبہ ہیں۔

۱۷۔ اردو بادی (۱۳۱۹ھ/۱۹۰۰ء) ہر روز اتوار آپ نے وصال فرمایا، درگاہ قادری مجیدی ہدایوں میں والد گرامی کے پہلو میں آرام فرما رہے ہیں۔

مرتب رسالہ حضرت سید حسین حیدر جی میاں برکاتی مارہروی (ابن سید محمد حیدر ابن سید ولد ار حیدر ابن سید عقیب حسین) کے نواسہ برکاتیہ، رہبرہ مطہرہ کے چشم و چراغ تھے، جید عالم، واعظ شیریں بیان، پاکیزہ فکر شاعر، مصنف اور اپنے خاندان سے کی روحانی روایت کے امین و وارث تھے، آپ خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول قادری برکاتی قدس سرہ کے حقیقی نواسے، تاج دار مارہرہ سیدنا شاہ و ابوالحسنین احمد نورانی مارہروی قدس سرہ کے پھوپھی زاد بھائی اور برادر شفیق تھے، سید شاہ آل عبا شیر حیدر مارہروی کے والد ماجد اور حضرت سید العلماء و حضرت احسن العلماء کے حقیقی دادا تھے، آپ کی تعلیم و تربیت مدرسہ قادریہ ہدایوں شریف میں حضرت تاج اللہ کے زیر سایہ ہوئی، اپنے نانا حضرت خاتم الاکابر کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے، آپ کا وصال مارہرہ مطہرہ میں ہوا، درگاہ برکاتیہ مارہرہ شریف میں بیرون قبہ چوتھے پر آخری آرام گاہ ہے۔ (جسٹ خاندان برکات و مداح حضور نور)

آپ کے پر پوتے حضرت سید اشرف میاں برکاتی کے بقول:

”آپ خاندان برکات کے پہلے شخص تھے جنہوں نے منبر پر بیٹھ کر وعظ کہنا شروع کیا، اس سے پہلے احباب کے درمیان بیٹھ کر گفتگو کے انداز میں وعظ و تلقین کا رواج تھا۔“ (اہل سنت کی آواز، جلد ۱، ص ۲۲۸، اکتوبر ۱۹۹۹ء)

اپنے استاذ حضرت تاج اللہ سے خاص عقیدت و محبت رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ جب مسئلہ میلادِ قدیم کے سلسلے میں مولانا بشیر الدین قزوینی نے تاج اللہ کے رسالہ ”سیف الاسلام“ کا رد ”مطرقۃ الاسلام“ کے نام سے لکھا تو حضرت حسین حیدر صاحب نے قزوینی صاحب کے جواب میں ”صمصام الاسلام“ لکھی، اور اپنے استاذ کی طرف سے دفاع کا حق ادا کر دیا، اس عقیدت و محبت کی وجہ نسبت تلمذ کے علاوہ شاید یہ بھی تھی کہ آپ کے نانا اور چچ و مرشد حضرت خاتم الاکابر نے اپنے اخلاف کو وصیت فرمائی تھی کہ دینی معاملات میں حضرت تاج اللہ سے مشورہ کریں اور ان کی رائے پر اعتماد کریں۔ (سراج المودع ص ۲۹، تذکرہ قادری ص ۲۹)

آپ اس وصیت پر سختی سے عمل پیرا رہے، رد و انقض کے عقائد اور ان سے متعلق دیگر معاملات کے سلسلہ میں جب آپ کو کھم شرعی دریافت کرنا ہوا تو آپ نے حضرت تاج اللہ سے رجوع کیا، جس کے نتیجے میں زیر نظر رسالہ منظر عام پر آیا۔

یہ رسالہ ”تصحیح العقیدۃ فی باب امیر معاویہ“ فارسی زبان میں محاررین حضرت علی رضوی کے متعلق ایک سوال کے جواب میں تصنیف کیا گیا، جس کو سید شاہ حسین حیدر صاحب برکاتی مارہروی نے ترتیب دے کر شائع کروایا، یہی مرتبہ یہ رسالہ مطبع ماہ تاب ہند، میرٹھ سے مارچ ۱۸۷۲ء میں شائع ہوا۔

پاکستان کے حضرت علامہ شاہ حسین گردیزی چشتی نے اس کا اردو ترجمہ کیا اور ”اختلاف علی و معاویہ“ کے نام سے محدث سورتی اکیڈمی، کراچی سے شائع کیا۔

۱۹۹۸ء میں تاج اللہ اکیڈمی ہدایوں نے اس کو دوبارہ شائع کیا۔ ۲۰۰۹ء میں تاج اللہ اکیڈمی، ہدایوں نے حضرت تاج اللہ کے چار رسائل کا مجموعہ ”رد و انقض“ کے نام سے شائع کیا تھا اس مجموعے میں بھی اس رسالے کو شامل کیا گیا۔ علامہ گردیزی صاحب نے طوالت کے خوف سے رسالے میں موجود عربی و فارسی عبارتیں درج نہیں کی تھیں صرف ان کے ترجمے پر اکتفا کیا تھا، اس تیسری اشاعت میں عربی و فارسی عبارتیں بھی درج کر دی گئیں ہیں اور ترجمے پر بھی نظر ثانی کر لی گئی ہے۔

اس رسالے میں بیان کیے گئے تمام عقائد جمہور اہل سنت کے منتخب عقائد ہیں، انہیں عقائد پر سوادِ عظیم اہل سنت کی بنیاد قائم ہے، ماضی میں بھی خانقاہ عالیہ قادریہ ہدایوں سوادِ عظیم کے انہیں عقائد اور اسی مسلک کی مبلغ و ترجمان تھی اور آج بھی اس رسالے میں درج تمام عقائد کی صحت و حقانیت کے اعتراف کے ساتھ اسی مسلک سوادِ عظیم کی تبلیغ و اشاعت اور ترجمانی کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ فالحمد للہ

رب قدیر و مقتدر سے دعا ہے کہ اس رسالے کو مفید و نافع اور تاریک دلوں کے لیے نور ہدایت کا سامان بنائے۔ مصنف، مترجم اور ناشر کی اس خدمت کو قبول فرماتے ہوئے ان کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین!

سید الحق قادری

خانقاہ قادریہ، ہدایوں - ۶، صفر ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الكريم الوهاب، و الصلوة و السلام على من اوتى فضل  
الخطاب، سيدنا و مولانا محمد الشافع المشفع يوم الحساب، و على اله خير  
ال و اصحابه خير اصحاب و على سائر الاولياء و الاحباب۔

سیدنا ابوبکرؓ

جناب رسالت مآب ﷺ کے تمام صحابہ کرام کی تعظیم و تکریم دین مشین کے فرائض و واجبات سے ہے اور ان کے بارے میں خیر کے بغیر کف لسان شرع ہمیں کے لوازمات سے ہے کیوں کہ صحابہ کرام کی فضیلت سرور اہم ﷺ کی احادیث اور خداوند ذوالجلال کی کتاب کی آیات سے ثابت ہے وہ اخبار مؤثر نصین جو سوے اعتقاد کی بنیاد ہیں بعض جاہل راویوں اور لعین رافضیوں سے منقول ہیں جن کے باطل ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ اس کے باوجود کچھ لوگ ایسے ہیں جو مذہب اہل سنت و جماعت کے اعتقاد کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ان کو بعض صحابہ کرام سے سوے عقیدت ہی نہیں اُن کے بارے میں استخفاف و اہانت آمیز کلمات استعمال کرتے ہیں اس لیے ہمیں نے صرف دین کے دور اور محبت ایمانی کی بنا پر یہ مسئلہ علما اہل سنت کی خدمت میں پیش کیا اور اُن سے جواب لے کر افادہ عام کے لیے اسے طبع کرایا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو بہتر توفیق عطا فرمائے اور اس کا خیر کا ثواب اس فقیر حقیر کو عطا فرمائے۔ (آمین)

اور اس رسالے کا نام ”الصحیح العقیدۃ فی باب امیر المعاویۃ“ رکھتا ہوں اور ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ دعائے خیر میں یاد رکھیں گے اور غلطی و خطا سے باز رہ فرمائیں گے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔



فقیر سید حسین حیدر حسینی قادری برکاتی مارہروی

1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 26

**سوال:** جمہور متفقین اہل سنت و جماعت کے مذہب مختار میں محاربین عہد خلافت جناب مرقاوی پر علی الاطلاق حکم کفر صحیح ہے یا نہیں؟

حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن عاصؓ کی تعظیم و تکریم کرنا، یعنی لفظ "رضی اللہ عنہم" ان کے لیے لازم ہے یا ملحق و تحقیر سے یاد کرنا اور کوئی شخص ان حضرات کی تحقیر سے، ملحدت سے خارج ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب

محکمہ زمین کے تقسیم کرو۔۔۔

مجموعہ تحقیقین اہل سنت کے مذہبِ حق میں جیسا کہ عقائد، احادیث اور اصول کی کتب معتقدہ سے ثابت ہے خاتمِ اطفال، الراشدین حضرت امیر المومنین علیؑ کے محاربین کے تین گروہ تھے جو کہ اس فتنے میں شامل تھے ان میں سے کسی بھی گروہ کو کافر نہیں کہا جاتا تھا۔ بہر حال ان تین گروہوں میں فرق یہ ہے کہ جنگِ جمل کے محاربین کے سربراہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ تھے جو کہ عشرِ مبشرہ سے ہیں اور حضور ﷺ کی زوجہ محبوبہ ام المومنین عائشہؓ پر ہوا تھیں، ان کی غرض جدال و قتال نہ تھی بلکہ مسلمانوں کے حال کی اصلاح و پیش نظر تھی، لیکن اچانک جنگ چھڑ گئی، ان تین حضرات کا رجوع معتقد روایات سے ثابت ہے باوجود اس کے کہ نص سے اجتہاد کی ایک نواب کی مستوجب ہے، پھر بھی ان حضرات نے رجوع کیا تو اب جب ان حضرات نے رجوع کر لیا تو ان پر لفظ باغی کا اطلاق حقیقہً درست نہیں ہے۔ جنگِ صلحین کے محاربین کے سربراہ حضرت معاویہ و عمر بن عباسؓ ہیں [۱]۔ یہ دونوں حضرات بھی صحابہ کرام میں سے ہیں یہ بھی اشتباہ میں پڑے اور اپنی غلطی سے بار بار قتل و قتل پر اصرار کرتے رہے اس گروہ نے بھی خطا اجتہاد کی وجہ سے کی لیکن ان کی خطا واجبِ انکار ہے۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں "جو کافر اسلام اور جہنم کی معجز کتاب ہے، میں فرماتے ہیں۔

”مکرمہ بنی عامس“ ایک مکمل مشہور صحیفہ ہے۔ مسیح صریحاً اسے سالِ مسلمان ہوئے۔ دو بار مصر کے حاکم

ہم نے کہنے، آپ ہی نے مصرعے کیا، وہ ہیں، اٹھائی فرمائی۔



### صحابہ پر لفظ باغی کا اطلاق :-

ان حضرات پر لفظ باغی کے اطلاق کے بارے میں اختلاف ہے۔ صحیح قول یہی ہے کہ ان حضرات پر لفظ باغی کا اطلاق درست ہے، لیکن جمہور اہل سنت کے مذہب میں ان کی تکفیر و تکریم شرف صحابیت کی وجہ سے ضروری و لازمی ہے اس لیے شرعاً و بدعتاً و ذہن و وجداً واقع نہ ہوئی ہو فتی و عصیان کو مستلزم نہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد اگر اکی رُفِعَ عَنْ أَقْصَى الْخَطَا وَالنَّسِيَانِ (میر کی امت سے خطا، نسیان و انجانیاں گھٹا دی گئیں) اس پر شاہد ہے اور صحابہ کرام کی خطا کی معاف ہیں بلکہ یہ حضرات نہ تو معصوم ہیں اور نہ ہی معذور ہیں کہ عند اللہ مہجور ہیں، اس خطا کی وجہ سے ان کی شان میں بے ازنی کرنا اور ان کی تکفیر و تکریم سے زکنا اہل سنت سے خارج ہونا ہے اور مذہب اہل سنت میں یہ ہے کہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اخواننا بغوا علیہم لا یرے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کی، اس سے زیادہ ظہن جناب مرتضویؑ پر ظہن ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل ”احیاء العلوم“ ”ایوانیت“ ”شرح فقہ اکبر“ ”مرقاۃ شرح مشکوٰۃ“ ”مجمع البحار“ ”صواعق محرقہ“ اور ”شفاء“ قاضی عیاض میں دیکھنا چاہیے۔

اور وہ جو متاخرین شیعہ و سنی کی بعض کتب مناظرہ میں آتا ہے ان کی بنا تاریخی واقعات اور مبہم و مجمل الفاظ ہیں جنہیں تسلیم و تنزیل کے طور پر سلف کی تصریحات عقائد کے خلاف لکھا گیا ہے اور ان پر اعتقاد رکھنا درست نہیں ہے۔ جمہور محققین حضرات صوفیہ و محدثین فقہ اور متکلمین کا مذہب معتاد یہی ہے اور اس کا انکار کھلی گمراہی ہے۔

### ائمہ دین کے اقوال :-

یہاں پر بعض ائمہ دین کے اقوال اختصار کے ساتھ نقل کیے جاتے ہیں:

امام عسقلانی ”تقریب البہدیب“ میں حضرت معاویہؓ پر کلام کرتے ہوئے حضرت ابو نعین کے بارے میں فرماتے ہیں

ابن صخر بن حرب بن امیہ ابن عبد الشمس ابن عبد مناف الاموی ابو سفیان صحابی شہیر اسلام عدم الفتح وفات سنة الثین و ثلاثین۔  
ابو سفیان بن صخر بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف الاموی ابو سفیان مشہور صحابی ہیں، فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے۔ ۳۲ھ میں انتقال فرمایا۔

علامہ ذرقانی ”شرح مواہب“ میں حضور ﷺ کے کاتبوں کے زین میں حضرت ابو سفیان کے متعلق فرماتے ہیں:

اسلم فی الفتح و کان من المؤلفۃ ثم حسن اسلامہ و روى عن النبی ﷺ و عنه ابنہ معاویہ و ابن عباس۔

فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے، پہلے مؤلفۃ القلوب میں سے تھے، پھر بہترین مسلمان ہو گئے، احادیث رسول ﷺ کی روایت کرتے ہیں اور آپ سے آپ کے بیٹے حضرت معاویہؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے روایت کی ہے۔

اور اسی میں ہے کہ

معاویہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیہ الاموی ابو عبد الرحمن الخلیفۃ صحابی اسلم قبل الفتح و کتب الوحی و مات فی رجب سنة ستین و قد قارب الثمانین۔

معاویہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیہ الاموی ابو عبد الرحمن الخلیفۃ صحابی تھے، فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے، کاتب وحی بھی رہے۔ ۶۰ھ ماہ رجب میں انتقال فرمایا۔ تقریباً اسی سال عمر تھی۔

امام بخاری نے اپنی کتاب میں لکھا کہ

عن ابن ابی علیکۃ قال اوتر معاویہ رضی اللہ عنہ بعد العشاء برکعۃ و عدہ مولی لابن عباس فانی ابن عباس فقال ای ابن عباس دعه لانه قد صاحب رسول اللہ ﷺ۔

حضرت ابن ابی علیکۃ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہؓ نے عشا کی نماز کے بعد ایک رکعت وتر پڑھی۔ آپ کے پاس ابن عباسؓ کے ایک غلام بھی موجود تھے جب حضرت ابن عباسؓ تشریف لائے تو انھوں نے یہ بات آپ سے بیان کی، اس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ”انھیں چھوڑ دے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔“

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:

انہ فقیہ الحدیث۔ (یہ حدیث کی سمجھ کئے والے ہیں)

تو اب صحیح بخاری کی روایت سے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے ارشاد کے مطابق آپ کا



صحابی ائمہ و ائمہ اور آپ پر اعتراضات سے رکنا ثابت ہو گیا۔ چنانچہ اسلام کا محمدؐ غزالی قدس سرہ کو  
عقائد کا ہر وہاں کے ائمہ میں اپنی کتاب "احیاء العلوم" میں جو کہ فن تصوف میں اپنی نظیر نہیں  
رکھتی فرماتے ہیں کہ

اعتقاد اہل السنة تركه جميع الصحابة و التناء عليهم كما نسي الله  
سبحانه تعالى و رسوله ﷺ و ما جرى بين معاوية و علي كان  
مسبباً على الاجتهاد۔

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کو پاک سمجھنا اور ان کی ایسی تعریف و توصیف  
کرنی جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے بیان کی ہے اور جو کچھ حضرت  
معاویہ اور حضرت علی کے درمیان ہوا وہ اجتہاد پر مبنی تھا۔

امام شہرانی نے اپنی کتاب "الواقیت والجواہر فی بیان عقائد الما کاہرہ" میں مشائخ کرام کے  
عقائد حضرت شیخ اکبر کے کلام سے خصوصاً اور دیگر اکابر طریقت کے اقوال سے مجموعہ کیے ہیں،  
آپ اس میں آپ فرماتے ہیں:

المبحث الحادی و الاربعون فی بیان وجوب الکف عما شجر بین  
الصحابة و وجوب اعتقاد انهم ماجورون و ذلك لانهم كنهم عدول  
باتفاق اهل السنة سواء من لابس الفتن و من لم يلبسها كل ذلك  
احساناً لظن بهم و حملهم فی ذلك على الاجتهاد فان تلك الامور  
ميناها عليه و كل مجتهد مصيب و ان المصيب واحد و المخطي  
معدور ماجور قال ابن الانباري ليس المراد بعد انهم ثبوت العصمة  
لهم و انما المراد قبول رواياتهم فی احكام ديننا من غير تكلف  
بحث عن اثبات العدالة و طلب التركية و لم يثبت لناشي بفتح فی  
عدالتهم فنحن على استصحاب ما كانوا عليه فی زمن رسول الله  
ﷺ حتى يثبت خلافه و لا التفات الى ما يذكروه بعض اهل السير  
فان ذلك لا يوضح و ان صح فله تاويل صحيح و كيف يجوز الطعن  
فی حملة ديننا فنحن لم با تنا خبر عن نبينا ﷺ الا بواسطة  
فمن طعن فی الصحابة طعن فی نفس دينه فيجب سد الباب جملة لا

بينهما الخوض فی معاوية و عمرو بن العاص و اخر بها و لا يتغى  
الاغترار بما نقله بعض الروافض من اهل البيت من كراهتهم فان  
مثل هذه المسئلة نزاعاً دقيق و لا يحكم فيها الا رسول الله ﷺ  
فانها مسئلة نزاع بين اولاده و اصحابه رضى الله عنهم قال الكمال  
بن ابي شريف و ليس المواد بما شجر بين علي رضى الله تعالى عنه  
و معاوية رضى الله عنه المنازعة فی الاعارة كما توهمه بعضهم و  
انما المنازعة كانت بسبب تسليم قتلة عثمان كان رأى على ان  
تأخير تسليمهم اصوب اذا المبادرة يؤدى الى اضطراب امر الامة و  
رأى معاوية الى ان المبادرة للاقتصاص منهم اصوب فكل منهما  
مجتهد ماجور فهذا هو المراد بما شجر بينهم۔

اکتالیس ویں بحث مشاہرات صحابہ میں خاموشی کے واجب ہونے کے بیان میں۔  
اس بات کا اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ وہ عند اللہ ماجور ہیں اور یہ اتفاق اہل سنت  
تمام صحابہ عادل و منصف ہیں جو ان فتنوں میں شریک ہوئے یا کنارہ کش رہے اور  
ان کے تمام جھگڑوں کو اجتہاد پر محمول کیا جائے ورنہ ان کے بارے میں نہ گمان  
کا حساب لیا جائے گا اس لیے کہ ان امور کا نشانہ حضرات پر عیب جوئی کرنا ہے اور  
یہ بات بھی ہے کہ ہر مجتہد مصیب و ماہر پائے گا اور ظلمی معذور و ماجور ہوگا۔

ابن الانباری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کی عدالت سے ان کی عصمت کا ثبوت مراد  
نہیں بل کہ اس سے مراد ان کے اثبات عدالت اور تقویٰ و پرہیزگاری کی بحث کے  
تکلف میں پڑے بغیر اپنے دین کے سلسلے میں ان کی روایات کو قبول کرنا ہے، اگر  
کوئی ایسی چیز ہمارے علم میں آئے جس سے صحابہ کی عدالت پر عیب لگ رہا ہو تو  
ہمیں چاہیے کہ ہم ان کی محبت رسول کو یاد کریں اور بعض سیرت نگاروں نے جو لکھا  
ہے وہ قابل التفات نہیں ہے، اس لیے کہ وہ روایات صحیح نہیں ہیں اور اگر صحیح بھی  
ہوں تو ان کی معقول تاویل بھی ہو سکتی ہے۔

یہ مقام غور ہے کہ یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے دین کے حاملین (یعنی رسول اللہ  
ﷺ سے دین لے کر ہم تک پہنچانے والوں) پر طعن کریں۔ ہمیں رسول اللہ سے جو



کچھ بھی ملا ان کے واسطے اور ذریعے سے ملا تو جس نے صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کی گویا کہ اس نے خود اپنے دین پر طعن و تشنیع کی۔ صرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام کے بارے میں زبان طعن و تشنیع راز نہ کی جائے اور صحابہ کرام کی اہل بیت پر جو کثیر بعض روافض سے منقول ہے اس کی طرف قطعاً توجہ نہ کی جائے کیوں کہ ان حضرات کا یہ جھگڑا برا رشتہ ہے اور یہ بھی ہے کہ یہ جھگڑا حضور ﷺ کی اولاد اور صحابہ کے مابین ہے اس لیے اس کا فیصلہ آپ ہی پر چھوڑ دیا جائے۔ علامہ کمال ابن ابی شریف فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین اختلاف کا مقصد حکومت و امارت کا استحقاق نہیں تھا بلکہ اختلاف منزع کا سبب قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قصاص میں تاخیر کو زیادہ مناسب سمجھتے تھے اور ان کا خیال تھا جلدی سے حکومت میں انتشار و اضطراب پڑے گا اور حضرت معاویہ قصاص میں تعمیل زیادہ مناسب سمجھتے تھے۔ دونوں مجتہد عند اللہ ماجور و مثاب ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کا نشانے اختلاف یہی تھا۔

غوث اعظم سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی "غنیۃ الطالبین" میں فرماتے ہیں:

و اما قتالہ الطلحہ و الزبیر و عائشہ و معاویہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فقد نص الامام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علی الامساک عن ذلك و جميع ما شجر بينهم من منازعة و مناظرة و خصومة لان الله تعالى يزيل ذلك من بينهم يوم القيامة كما قال عز من قائل: و نزعنا ما في صدورهم من غل اخوانا علی سرر متقابلین و لان علیاً رضی اللہ عنہ کان علی الحق فی قتالہ لانه کان يعتقد صحة امامته علی ما بیننا من اتفاق اهل الحل و العقد من الصحابة رضی اللہ عنہم علی امامته و خلافتہ فمن خرج عن ذلك و ناصبه حریا کان باغیا خارباً علی الامام فجاء قتالہ و من قتالہ من معاویہ و طلحہ و الزبیر رضی اللہ عنہم طلبوا ثار عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ حق المقتول ظلماً و الذین قتلوه کانوا فی عسکر علی رضی

اللہ عنہ فکل ذنب الی تاویل صحیح فاحسن احوال الامساک فی ذلك و امرهم الی اللہ عزوجل و هو احکم الحاکمین و خیر الفاصلین و الاشتغال بعیوب انفسنا و تطہیر قلوبنا من امہات الذنوب و ظواہرنا من موبقات الامور و اما خلافتہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ فتأبئة صحیحہ بعد موت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بعد خلع الحسن بن علی نفسه من الخلافتہ و تسليمها الی معاویہ رضی اللہ عنہ لرای راہ الحسن رضی اللہ عنہ و مصلحتہ عامۃ تحققت له و ہی حقن دماء المسلمین و تحقیق لقول النبی ﷺ فی الحسن رضی اللہ عنہ ابنی هذا سید بصلح اللہ بین فتنین عظیمین من المسلمین فوجبت امامتہ بعقد الحسن له لسمی عامہ عام الجماعة لارتفاع الخلاف بین الجميع و اتباع الكل لمعاویہ لانه لم یکن هناك منازع ثالث فی الخلافتہ و خلافتہ مذکورۃ فی قول النبی ﷺ و هو ماری عن النبی ﷺ تدور رضی الاسلام خمساً و ثلاثین سنة او ستاً و ثلاثین او سبعاً و ثلاثین و المراد بالرحی فی هذا الحديث القوة فی الدین و الخمس سنین الفاضلة عن الثلاثین فهو من جملة خلافتہ معاویہ الی تمام تسعة عشرة سنة و شہور لان الثلاثین کملت لعلی رضی اللہ عنہ علی ما بیننا۔

امام احمد بن حنبل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مابین جھگڑوں، نفرتوں اور دشمنی پر کف لسان کی تفصیل فرمائی ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو ان باتوں سے قیامت کے دن پاک فرمادے گا جیسا کہ اس کا ارشاد گرامی ہے و نزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین (اور جو کچھ ان کے دلوں میں کینہ ہوگا اُسے ہم دور کریں گے۔ بھائی بھائی کی طرح آسنے سانسے جھگڑوں پر رہیں گے) اس جنگ میں حضرت علی حق پر تھے کیوں کہ وہ خود اپنی امامت کی صحت کا اعتقاد رکھتے تھے اور ان کی خلافت و امامت پر صحابہ کرام میں اہل حل و عقد اتفاق فرما چکے تھے۔



اس کے بعد جس نے ان کی بیعت کا قیادہ اپنی گردن سے اتارا وہ باغی اور امام پر خروج کرنے والا تھا۔ اس صورت میں اس کا قتل جائز تھا اور جن حضرات مثلاً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی وہ خلیفہ برحق حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کر رہے تھے جن کو ظلماً قتل کیا گیا تھا۔ یہ قاتل حضرت علی کے لشکر میں تھے۔ ان دونوں گروہ نے اپنی اپنی جگہ صحیح تاویل اختیار کی، ہمارے لیے اس معاملے میں سکوت سب سے بہتر ہے۔ ان حضرات کا معاملہ اللہ رب العزت کے سپرد ہے، وہ احکم الحاکمین اور بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ ہمارے لیے عیوب سے نفیس کی اور گناہوں سے دل کی تطہیر اور موبقات امور سے اپنے ظاہر کو پاک کرنے میں مشغول ہونا زیادہ بہتر ہے۔ اور ربی حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات اور حضرت حسن کی خلافت سے دست برداری اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سوئپ دینے کے بعد ثابت و درست ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ غور و فکر کے بعد مصلحت عام کو پیش نظر رکھتے ہوئے خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد کر کے مسلمانوں کو خون ریزی سے بچا کر حضور ﷺ کی پیشین گوئی پر پورے اتر آئے کیوں کہ آپ ﷺ کا فرمان تھا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے، اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امامت واجب ہو گئی اور اس اتحاد و اتفاق والے سال کو "عام الجماعت" (اجتماع کا سال) کہا جانے لگا اس لیے کہ تمام لوگوں نے اختلاف ختم کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس کے علاوہ کوئی تیسرا دعویٰ دار تھا بھی نہیں۔

حضرت معاویہ کی خلافت کا ذکر احادیث مبارکہ میں بھی آتا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ "اسلام کی چکی ۳۵ یا ۳۶ یا ۳۷ سال تک چلتی رہے گی" اس حدیث میں چکی سے مراد دین کی قوت ہے اور تیس سال سے پانچ سال جو زائد ہیں ان سے حضرت معاویہ کے انیس سالہ زمانہ خلافت کے پانچ سال مراد ہیں، کیوں کہ تیس سال حضرت علی کی خلافت تک مکمل ہو چکے تھے، جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

اسی کتاب میں مزید فرماتے ہیں:

اتفق اهل السنة على وجوب الكف فيما شجر بينهم و الامساك عن مساويهم و اظهار فضائلهم و محاسنهم و تسليم امرهم الى الله عز وجل على ما كان و جرى اختلاف على و طلحة و الزبير و عائشة و معاوية رضوان الله عليهم اجمعين على ما قدمنا بيانه و اعطاء كل ذي فضل فضله كما قال الله عز وجل: و الذين جاءوا من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا و لاجواننا الذين سبقونا بالايمن و لا تجعل في قلوبنا غلا للذين امنوا ربنا انك رؤوف رحيم۔ و قال الله: تلك امة قد خلت لهما ما كسبت و لكم ما كسبتهم و لا تمسكون عما كانوا يعملون۔ اهل سنت اس پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام کے آپس کے اختلافات اور ان کی برائی سے خاموشی اختیار کرنا ضروری ہے اور ان کے فضل و محاسن کا اظہار کرنا اور ان کے تمام معاملات جیسے بھی تھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ضروری ہے۔

حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اختلافات کے بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور ہر صاحب فضل کو اس نے حصہ عطا فرمایا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں آتا ہے:

"اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے یہ دعا کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دے، اے ہمارے رب! تو یزید اشیقی ہے بڑا مہربان ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

"یہ ایک جماعت جو گزر چکی ان کا کیا ان کے سامنے آئے گا اور تمہارا کیا تمہارے سامنے آئے گا اور جو کچھ وہ کرتے رہے ان کی پوچھ گچھ تم سے نہ ہوگی۔"

"تلفیظ الطالین" میں حضور غوث اعظم نے اس سلسلے میں متعدد احادیث نقل فرمائی ہیں ان میں ان میں سے کچھ نقل کر رہے ہیں:

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا ذكر اصحابي طامسكوا۔



جب میرے صحابہ کا ذکر ہوتا اپنی زبانوں کو قابو میں رکھو!

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

و اياكم و ما شجر بين اصحابي فلو اتفق احدكم مثل احد ذهابا  
بلغ مد احدهم و لا نصفه۔

میرے صحابہ کے آپس کے اختلاف کے بارے میں خاموش رہو! تم میں اگر کوئی  
أحد پہاڑ جتنا سونا خرچ کر دے تو ان جیسا ثواب نہیں پاسکتا بل کہ اس کا نصف  
ثواب بھی حاصل نہیں کرسکتا۔

آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا:

لا تسموا اصحابي فمن سبهم فعليه لعنة الله۔

میرے صحابہ کو دشنام (گالی) نہ دو جس نے میرے صحابہ کو دشنام دی اس پر اللہ کی  
لعنت ہے۔

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

طوبى لمن رانى و من رانى من رانى۔

اس آدمی کے لیے خوش خبری ہے جس نے مجھے دیکھا اور اس شخص کو دیکھا جس نے  
مجھے دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث مروی ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

ان الله عز وجل اختارني و اختار لي اصحابي فجعلهم انصاري و  
جعلهم اصهارى و انه سيجي اخر الزمان قوم ينقصونهم الا فلا  
تواكلوهم الا فلا تشاربوهم الا فلا تناكحوهم الا فلا تصلوا معهم و  
لا تصلوا عليهم عليهم حلت اللعنة۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند کیا اور میرے لیے میرے صحابہ کو، پس انھیں میرا  
مددگار اور دشمن دار بنایا، مگر قریب آخری زمانے میں ایک قوم آئے گی جو ان  
حضرات کی تنقیص کرے گی۔ خبردار! ان کے ساتھ کھانا پینا نہ کرنا، خبردار ان کے  
ساتھ نکاح نہ کرنا، خبردار ان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا اور نہ ان پر جنازہ پڑھنا، ان پر  
لعنت مسلط ہوگی۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

لا يدخل النار احد ممن بايع تحت الشجرة۔

جن لوگوں نے (حدیبیہ کے مقام پر) درخت کے نیچے بیعت کی ہے ان میں سے  
کوئی ایک بھی جہنم میں نہ جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اطلع الله على اهل بدر فقال: اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم۔

اللہ تعالیٰ اہل بدر پر متوجہ ہوا اور فرمایا: تمہیں معاف کر دیا ہے، اب جو چاہو  
کرو!

حضرت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ

اصحابي كالنجوم فلا يحسبهم احدكم اهتديتم۔

میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تو تم نے ان میں سے جس کی بھی اقتدا کی ہدایت  
پاؤ گے۔

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

من مات من اصحابي يارضى جعل شقيقا لاهل تلك الارض۔

میرا جو صحابی جس علاقے میں انتقال کرے گا وہاں کے لوگوں کا شفیق ہوگا۔

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جس نے اصحاب رسول کی اہانت میں ایک کلمہ بھی کہا ہو وہ اہل ہوا میں شامل ہے۔

علامہ قاضی عیاض شافعی فرماتے ہیں کہ

و من توقيره عليه السلام و بره توقيره اصحابه و برهم و معرفة حقهم و

الاقتداء بهم و حسن الثناء عليهم و الامساك عما شجر بينهم و

معاداة من عاداهم و الاضرار عن اخبار المؤرخين و جهلة الرواة و

ضلال الشيعة و المنعة عين الفاحشة في احد منهم و ان يلتمس لهم

فيما نفل من مثل ذلك فيما كان بينهم من الفتن احسن التاويلات و

يخرج اصوب المخارج انهم اهل لذلك و لا يذكر احد منهم يسوء

و لا يلغض عليه امرأ بل يذكر حسناتهم و فضائلهم و حميد سيدهم



و يسكت عما وراء ذلك كما قال: اذا ذكر اصحابي فامسكوا۔  
 حضرت ﷺ کی تعظیم و تکریم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ آپ کے صحابہ کی تعظیم کی جائے ان کے ساتھ نیکی کی جائے ان کے حقوق کو پہچانا جائے اسی طرح ان کی امتداد کرنی، عمدہ الفاظ میں تعریف و توصیف کرنی اور ان کے آپس کے اختلافات سے کف سامان کرنا ان کے دشمنوں سے دشمنی کرنا، مؤرخین کے اقوال گم راہ شیعوں اور بدعتیوں کی بے سرو پا روایتوں سے احتراز کرنا اور ان کے آپس کے جھگڑوں اور اختلاف کو اچھی تاویلات پر محمول کرنا اور وہ ان تمام باتوں کے اہل بھی ہیں۔ اسی طرح انھیں برائی سے یاد نہ کرے بل کہ ان کے حسنات اور فضائل بیان کرے اس کے علاوہ تمام باتوں سے خاموشی اختیار کرے جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو زبانوں کو قابو میں رکھا کرو! آگے مزید فرماتے ہیں:

قال رجل للمعالي ابن عمران ابن عمر بن عبد العزيز عن معاوية فغضب و قال لا يقاس باصحاب النبي ﷺ احد معاوية صاحبه و صهره و كتابته و امته على و حبه الخ  
 ایک آدمی نے حضرت معالی بن عمران بن عمر بن عبد العزیز کے سامنے حضرت معاویہ کے بارے میں کچھ بری بات کی تو وہ غصہ میں آ گئے اور فرمایا کہ رسول اللہ کے صحابہ کو کسی پر قیاس نہ کیا جائے۔ حضرت معاویہ صحابی ہیں، رسول اللہ کے رشتہ دار ہیں، کاتب رسول ہیں اور وحی کے امین ہیں۔

امام نووی شرح مسلم کتاب الزکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ

الروایات صریحة فی ان علیا رضی اللہ عنہ کان هو المصیب الحق و الطائفة الاخری اصحاب معاوية كانوا بغاة مناوئين و فيه التصريح بان الطائفتين مومتون لا يخرجنون بالقتال عن الايمان و لا يفسفون و هذا مذهبنا و مذهب موافقنا۔

اس بارے میں صریح روایات ہیں کہ حضرت علی حق و صواب پر تھے اور حضرت معاویہ کے گروہ نے ان سے بغاوت کی تھی اور اسی میں یہ تصریح بھی ہے کہ دونوں

گروہ مومن ہیں اور اس جدال و قتال سے ایمان سے خارج نہیں ہوئے اور قاسم بھی نہیں ہوئے۔ یہی ہمارا اور ہمارے اصحاب کا مذہب ہے۔ اسی شرح مسلم کی کتاب الفتن میں امام نووی فرماتے ہیں:

و اعلم ان الدماء التي جرت بين الصحابة رضي الله عنهم ليست بدخلة في هذا الوعيد و مذهب اهل السنة و الحق احسان الظن بهم و الامساك عما شجر بينهم و تاويل قتالهم و انهم مجتهدون متاولون لم يقصدوا معصية و لا محض الدنيا بل اعتقد كل فريق انه الحق و مخالفه باغ فوجبت عليه قتاله ليرجع الى امر الله و كان بعضهم مصيبا و بعضهم مخطيئا معذورا في الخطاء لان اجتهاد المجتهد اذا اخطا لا اثم عليه و كان علي رضي الله عنه هو الحق المصيب في تلك الحروب هذا مذهب اهل السنة۔

جانتا چاہیے کہ وہ خون ریزی جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے مابین واقع ہوئی ہے وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے اور اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ کہتا ہے کہ ان کے ساتھ حسن ظن رکھو، ان کے آپس کے اختلافات سے خاموشی اختیار کرو اور ان کے جدال و قتال کی تاویل یہ ہے کہ وہ مجتہد اور تاویل کرنے والے تھے۔ انھوں نے یہ اختلاف معصیت اور دنیا کی ہوا و حرص کے لیے نہیں کیا بل کہ ان دونوں گروہوں میں ہر ایک پر یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مخالف غلطی پر ہے اس صورت میں قتال واجب تھا تا کہ مخالف گروہ کو اللہ کے راستے کی طرف واپس پھیر دیا جائے چنانچہ اس اجتہاد میں بعض مصیب اور بعض مخطی تھے، لیکن معذوری انھوں نے اس لیے کہ مجتہد سے جب خطا ہو جائے تو اسے مجرم نہیں ٹھہرایا جاتا، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ان جنگوں اور لڑائیوں میں حضرت علی کا اجتہاد مصیب اور درست تھا۔ اہل سنت کا مذہب یہی ہے۔

اسی طرح امام نووی حدیث پاک ”یا عمار تقتلك فئة الباغية“ (اے عمار! تجھے باغی گروہ قتل کرے گا) کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ

قال العلماء: هذا الحديث حجة ظاهرة في ان عليا كان محقا مصيبا



و الطائفة الاخرى بغاية لكنهم مجتهدون فلا اثم عليهم لذلك كما قد مناه في مواضع۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت علی کی اصابت اور حق پر ہونے اور دوسرے گروہ کے باغی ہونے پر واضح دلیل ہے چوں کہ دوسرا گروہ بھی مجتہد تھا اس لیے ان پر کوئی گناہ نہیں ہے جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے کئی مقامات پر وضاحت کی ہے۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں تو قیصر صحابہ اور جاہل مؤرخین کی مقولہ روایات طعن و تشنیع سے عدم التفات کی وضاحت کے بعد فرماتے ہیں کہ

و ما وقع بينهم من المنازعات و المحاربات فله محامل و تاويلات و هو ان كلا اداه اجتهاده الى ان الحق ما فعله فتعين عليه و ان كان اخطاء كعمارية مع علي فانه مصيب باتفاق اهل الحق و معاوية ماجور و ان اخطا۔

ان حضرات کے مابین جو منازعات اور محاربات تھے ان کے محامل اور تاویلات ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک نے اپنے اجتہاد کے تقاضے کو پورا کیا، اگرچہ اس میں غلطی بھی ہوئی جیسا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا حالاً کہ بد اتفاق اہل حق حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تھے، لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی غلطی کے باوجود عند اللہ ماجور ہیں۔

علامہ زرقانی اسی شرح مواہب میں حضور ﷺ کے خصائص کے بیان میں فرماتے ہیں: منها ان اصحابه كله عدول بتعديل الله تعالى و تعديله عليه السلام لظواهر الكتاب نحو: محمد رسول الله و الذين معه الآية، و السنة فتقبل رواياتهم كما نص عليه ابن الاباري و غيره و اشار اليه بقوله فلا يبحث عن عدالة احد منهم في شهادة و لا رواية كما يبحث عن سائر الرواة و غيرهم لانهم خير الامة و من طرء منهم قاذح كسرفة و زنا عمل بمقتضاء و لكن لا يفسقون بما يفسق به غيرهم كما ذكره جلا المحلي في شرح جمع الجوامع فتقبل رواياتهم و

شهاداتهم و لو وقعت كبيرة من بعضهم اقيم حدها۔

تمام صحابہ تعدیل الہی اور تعدیل حضور ﷺ کے ساتھ عادل ہیں جس کا ثبوت ظواہر کتاب و سنت سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: محمد رسول الله و الذين معه الآية، تو ان کی روایات قبول کی جائیں گی، علامہ ابن الاباری نے اس طرف اپنے اس قول میں اشارہ کیا ہے کہ دوسرے راویوں کی طرح ان کی شہادت اور روایت میں کسی کو بحث نہیں کرنی چاہیے کیوں کہ یہ خیر الامت ہیں اور جن حضرات سے چوری اور زنا ایسی غلطی سرزد ہوئی ہے اسے اقتضائے بشری پر مجبور کیا جائے گا اور جس عمل سے دوسروں کو فاسق کہا جاتا ہے اس عمل سے صحابہ کو فاسق نہیں کہا جاسکتا جیسا کہ علامہ جلال الدین محلی نے شرح جمع الجوامع میں لکھا ہے کہ ایسے افراد کی روایت اور شہادت قبول کی جائے گی، ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر ان میں سے کسی سے گناہ کبیرہ سرزد ہوا تو اس پر حد لگے گی۔

دونوں گروہ مسلمان تھے:-

علامہ زرقانی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین صلح والی حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ

و فيه انه لم يخرج احد من الطائفتين في تلك الفتنة بقول او عمل عن الاسلام اذ احدهما مصيبة و الاخرى مخطئة و كل منهما ماجور۔  
اس فتنے میں شامل دونوں گروہوں میں کوئی ایک بھی نہ قولاً اور نہ فعلاً اسلام سے خارج ہوا، مگر ایک گروہ مصیب اور دوسرا غلط تھا اور دونوں ہی اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔

حضرت حسن کی دست برداری کی اصل وجہ:-

علامہ ترمذی شرح بخاری باب علامات النبوة میں حدیث و لعل الله بصلح به فتنين من المسلمين (اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرواے گا) کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ

فتنين اي الطائفتين طائفة معاوية بن ابي سفيان و طائفة الحسن و كانت اربعين الفا بايعوه على السور و كان الحسن احق الناس لهذا



الامر فدعاه ودرعه التي ترك الملك وغبة فيما عند الله و لم يكن ذلك لعله و لا لقله و قوله من المسلمين دليل على انه لم يخرج احد من الطائفتين في تلك الفتنة من قول او فعل عن الاسلام اذ احدى الطائفتين مصيبة و الاخرى مخطئة ماجورة۔

فتمین سے مراد حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا گروہ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا گروہ ہے، جنہوں نے اُن کے ہاتھ پر سرنے کی بیعت کی ہوئی تھی ایسے لوگوں کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ خلافت کے سب لوگوں سے زیادہ حق دار حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ تھے لیکن اُن کے ورع و تقویٰ اور رغبت مع اللہ نے انہیں دنیاوی حکومت سے دور رکھا۔ آپ کی طرف سے صلح کی پیش کش کم زوری اور قلت لشکر کی وجہ سے نہیں تھی، حدیث پاک میں لفظ المسلمین اس بات کی دلیل ہے کہ اس وقت میں شامل دونوں گروہوں میں سے کوئی بھی قویاً اور فعلاً اسلام سے خارج نہیں ہوا، ان دونوں میں سے ایک مصیب اور دوسرا قتل ہے، لیکن عند اللہ دونوں باجور و مثاب ہیں۔

حضرت معاویہ کے لیے دعا:-

حدیث پاک میں وارد ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاویہ کے لیے دعا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”اے اللہ! تو ان کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا، اور ان کے ذریعے سے ہدایت دے!“

اس حدیث کی شرح کے ضمن میں ملا علی قاری مرقاة شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

لا ارتباب ان دعا النبی ﷺ مستجاب فمن كان هكذا حاله كيف يرئب في حقه۔

بے شک نبی ﷺ کی دعا مستجاب ہے تو جس کی ایسی حالت ہے اس کے بارے میں کیسے شک کیا جاسکتا ہے۔

صحابی کا مرتبہ:-

نبی ﷺ کی قری مرقاة شرح مشکوٰۃ میں دوسروں پر صحابہ کرام کی فضیلت بیان کرتے ہوئے

لکھتے ہیں کہ

سئل لابن المبارك ايهما افضل معاوية او عمر بن عبد العزيز فقال الغبار الذي دخل في انف فرس معاوية مع النبي ﷺ خير من مثل عمر بن عبد العزيز كذا كذا مرة۔

اگر کوئی آدمی حضرت ابن مبارک سے حضرت معاویہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز کے بارے میں سوال کرتا کہ ان میں سے کون افضل ہے تو آپ فرماتے حضور ﷺ کے ساتھ جاتے ہوئے حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں جو غبار داخل ہوا وہ عمر بن عبد العزیز سے بہتر ہے۔

قطعیات اور ظنیات میں فرق:-

بقرہ المذہب میں ہے کہ

اجمع اهل السنة والجماعة على وجوب تعظيم الصحابة و الكف عن ذكرهم الا بخير لما ورد من الآيات و الاحاديث في فضائلهم و مناقبهم و وجوب الكف عن الطعن فيهم عموماً۔

اہل سنت و جماعت کا تعظیم صحابہ کے وجوب، ان کی اچھی باتوں کے ذکر اور ناپسندیدہ باتوں سے خاموشی پر اجماع ہے اس لیے کہ آیات و احادیث ان کے فضائل و مناقب میں وارد ہیں ان حضرات کے بارے میں طعن و تشنیع سے زبان کو روکنا واجب ہے۔

وہ آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ جو عمومیت کے ساتھ صحابہ کی فضیلت میں تھیں لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

و ما نقله ارباب السير في بعضهم كمعاوية و عمرو بن العاص و مغيرة بن شعبه و غيرهم رضى الله عنهم بغض عنه و لا يسمع اذ فضل صحبتهم مع النبي ﷺ قطعي و ما نقل ظني فلا يزاحم القطعي و ايضاً فقد قال النبي ﷺ اذا ذكر اصحابي فامسكوا و الواجب على كل من سمع شيئاً من ذلك ان يلبث فيه و لا ينسبه الى



برحق اور امام صادق مقرر ہوئے۔ حضرت حسن علیہ السلام کا خلافت سے دست بردار ہونا اضطراب کی نہیں بلکہ اختیار کی تھا۔ ان پر عیب جوئی اور طعنہ زنی سے باز رہنا چاہیے اور دشنام طرازی سے احتراز کرنا چاہیے ان پر طعنہ زن خود مطعون ہے بلکہ وہ اپنے نفس اور دین پر طعنہ زنی کر رہا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی "صواعق محرقة" میں فرماتے ہیں کہ

و من اعتقاد اهل السنة و الجماعة ان ماجرى بين علي و معاوية من الحروب فلم يكن لمنازعة معاوية لعلي رضي الله عنه في الخلافة للاجماع على حقيقتها لعلي فلم تهيج الفتنه بسببها و انما هاجت بسبب ان معاوية و من معه طلبوا من علي تسليم قتلة عثمان رضي الله عنه اليهم لتكون المعاوية ابن عمه فامتنع علي ظنا منه ان تسليمهم اليه على الفور مع كثرة عشائرهم يؤدى الى اضطراب و تزلزل في امر الخلافة۔

یہ بات اہل سنت و جماعت کے اعتقاد میں شامل ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اور حضرت معاویہ علیہ السلام کے مابین جو لڑائیاں ہوئی ہیں اس پر اجماع ہے کہ وہ انتہائی خلافت میں نہ تھیں اور جو فتنے برپا ہوئے ان کا سبب بھی یہ نہ تھا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت معاویہ علیہ السلام حضرت عثمان علیہ السلام کے چچا زاد بھائی ہونے کی حیثیت سے حضرت علی علیہ السلام سے قاتلین عثمان کو مانگتے تھے، حضرت علی انھیں سپرد کرنے سے یہ گمان کرتے ہوئے احتراز کر رہے تھے کہ ان قاتلین کے رشتہ داروں کی کثرت کی وجہ سے ان کی فوری سپردگی سے اختلاف پھیلے گا اور نظام حکومت تذبذب کا شکار ہو کر رہ جائے گا۔

علامہ ابن حجر مکی "صواعق محرقة" کے ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ

و من اعتقاد اهل السنة و الجماعة ايضا ان معاوية رضي الله عنه لم يكن في ايام علي رضي الله عنه خليفة حق و امام صدق بعد علي رضي الله عنه عند تسليم الحسن رضي الله عنه امر الخلافة له و ان هذا التسليم لم يكن اضطراريا بل اختياريا و انه لم يستحق الشين و الطعن و لا يباح له السب و اللعن فالطاعن فيه مطعون طاعن في نفسه و دينه۔

حضرت معاویہ علیہ السلام حضرت علی علیہ السلام کے دور میں خلیفہ نہیں تھے بل کہ حضرت علی علیہ السلام کی وفات اور حضرت حسن علیہ السلام کے امر خلافت ان کے سپرد کرنے کے بعد وہ خلیفہ

احدهم لمجرد رواية في كتاب او سماعة من شخص بل لا بد ان يبحث عنه حتى يوضح عنده نسبتة الى احدهم فحينئذ الواجب ان يلتمس لهم احسن التاويلات اصوب المختار ج اذ هم اهل لذلك و ما وقع بينهم من المنازعات و المحاربات فله محامل و تاويلات۔

ارباب سیر نے حضرت معاویہ علیہ السلام، حضرت عمرو بن عامر علیہ السلام اور حضرت مغیرہ بن شعبہ علیہ السلام کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس سے صرف نظر کرنی چاہیے اور ان کی باتوں پر توجہ نہیں دینی چاہیے اس لیے کہ ان کی فضیلت صحبت مع النبی ﷺ قطعی ہے اور ارباب سیر کے اقوال قطعی ہیں اور جو چیز ظن سے منقول ہو وہ قطعی سے مزاحم نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو اپنی زبانوں کو قابو میں رکھا کرو اور جو آدمی بھی ان حضرات کے بارے میں کوئی اس قسم کی بات سنے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس میں غور کرے صرف کسی کتاب میں دیکھنے یا کسی شخص سے سنانے سے ان کی طرف نسبت نہ کرے، غور و خوض کے بعد جب ایک چیز ثابت ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کی اچھی تادیل کرے اور اسے درست خارج پر محمول کرے اس لیے کہ وہ اس (حسن ظن) کے اہل ہیں، اور ان کے درمیان جو اختلافات اور جنگیں واقع ہوئیں ان کی تاویلیں ہیں۔

### خلافت میں اختلاف کے وقت خلیفہ کون تھا؟۔

اسی طرح صاحب بحر امداد ابی امدادین کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

فتلخص ان معاوية رضي الله عنه لم يكن في ايام علي رضي الله عنه خليفة و انما كان خليفة حق و امام صدق بعد علي رضي الله عنه عند تسليم الحسن رضي الله عنه امر الخلافة له و ان هذا التسليم لم يكن اضطراريا بل اختياريا و انه لم يستحق الشين و الطعن و لا يباح له السب و اللعن فالطاعن فيه مطعون طاعن في نفسه و دينه۔

حضرت معاویہ علیہ السلام حضرت علی علیہ السلام کے دور میں خلیفہ نہیں تھے بل کہ حضرت علی علیہ السلام کی وفات اور حضرت حسن علیہ السلام کے امر خلافت ان کے سپرد کرنے کے بعد وہ خلیفہ



اہل سنت کے اعتقاد میں یہ بات بھی داخل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ تھے البتہ انھیں اپنے اجتہاد کا ایک اجر ضرور ملے گا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک اجر صرف اجتہاد پر اور دوسرا اجتہاد کے درست ہونے پر ملے گا بل کہ دس اجزائیں ملے گی۔

#### خلافت حضرت معاویہؓ:-

”صحیح بخاری“ کی دو حدیث جو پیچھے مذکور ہوئی جس میں حضور اکرم ﷺ نے امام حسن کے بارے میں فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہوگا، اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہ ہوں گے درمیان صلح کروائے گا، اس حدیث کے تحت علامہ ابن حجر مکی ”صواعق محرقہ“ میں فرماتے ہیں:

فكان توجيهاً له ﷺ لوقوع الاصلاح بين الفئتين من المسلمين فيه دلالة على صحة ما فعله الحسن رضي الله عنه و علي انه مختار فيه و علي ان تلك الفوائد الشرعية و هي صحة خلافة معاوية فالحق ثبوت الخلافة لمعاوية من حيثئذ و انه بعد ذلك خليفة حق و امام صدق كيف و قد اخرج الترمذي و حسنه عن عبد الرحمن بن ابي عميرة الصحابي عن النبي ﷺ انه قال لمعاوية اللهم اجعله هادياً مهدياً و اخرج احمد في مسنده عن العرابي ابن سارية سمعت رسول الله ﷺ يقول: اللهم علم معاوية الكتاب و الحساب و فيه العذاب فتأمل دعاء النبي ﷺ في الحديث الاول بان الله يجعله هادياً مهدياً الحديث حسن فهو مما يحتاج به علي بفضل معاوية و انه لا ذم يلحقه بتلك الحروب لما علمت انها كانت بغية علي اجتهد لان المجتهد اذا اخطأ لا يلام عليه و لا ذم يلحقه بسبب ذلك لانه معذور و لذا كتب له اجر و مما يدل بفضله ايضاً الدعاء له في الحديث الثاني و لا شك ان دعاءه ﷺ مستجاب فعلمنا منه انه لا عقاب علي معاوية فيما فعل بل له الاجر كما تقرر و قد سمي النبي ﷺ فئة مسلمين فدل على بقاء حرمة الاسلام و انهم فئتان

علي حد سواء فلا فسق و لا نفض يلحق احد بهما لما قررناه و فئة معاوية و ان كانت باغية لكنه بغى لا فسق۔

اس حدیث میں حضور ﷺ نے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے مابین صلح کا ذکر فرمایا اور یہ دلیل ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کے درست ہونے کی دوسری بات یہ ہے کہ اس سے صلح کے بارے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا اختیار بھی ثابت ہوتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا صحیح ہونا بھی ثابت ہوتا۔ حق بات تو یہ ہے کہ اس صلح کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت ہوگئی اور وہ اس کے بعد خلیفہ برحق اور امام صادق قرار پائے۔

امام ترمذی نے روایت کی ہے اور اس روایت کو حسن قرار دیا ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی عمیرہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہم اجعله هادياً مهدياً (اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا) اور امام احمد اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عرابی بن ساریہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”اے اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور اس کو عذاب سے بچا“

جہلی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ آپ کے لیے یہ دعا فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہادی و مہدی بنائے۔ یہ حدیث حسن ہے اور اسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے مابین جو جنگیں ہوئیں ہیں ان میں آپ پر انگشت نمائی نہیں کی جاسکتی کیوں کہ وہ جنگیں اجتہاد پر مبنی تھیں اور اگر مجتہد غلطی کرے تو اس کا عذر مقول ہونے کی وجہ سے اس کی ملامت اور مذمت نہیں کی جائے گی۔ اسی غلطی کی وجہ سے تو وہ ایک اجر کا مستحق ہو رہا ہے۔

دوسری حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ آپ کے لیے دعا فرما رہے ہیں اور دعاے رسول یقیناً مستجاب و مقبول ہے چنانچہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو کچھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں کیا ہے اس پر انھیں اجر ملے گا۔ حدیث مذکورہ میں فئتين من المسلمين کا لفظ ہے جو ان کے اسلام کی بنا پر دلالت کر رہا ہے۔ دونوں گروہ علاحدگی میں برابر ہیں کسی کی تقصیر، تنقیض درست نہیں۔ اگرچہ



حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ باغی تھا، لیکن اس کو قاسم نہیں کہا جائے گا۔

علامہ ابن حجر مکی "صواعق محرقة" میں فرماتے ہیں:

و اما ما يستباحه بعض المعتدعة من سبه و لعنه فله فيه اسوة اى اسوة بالشيعين و عثمان و اكثر الصحابة فلا يلتفت لذلك و لا يقول عليه فانه لم يصدر الا من قوم حمقاء جهلاء فلعنهم الله و خذلهم اقبح اللعنة و الخذلان و اقام على رؤوسهم من سيوف اهل السنة ما وضع الدلائل و البرهان۔

یہ جو بعض بدعتی لوگ کہتے ہیں کہ "جس نے ابن حضرت کو گالی دی اور ان پر لعنت بھیجی اس کے لئے طریقہ ہے۔" یعنی حضرات شیخین اور حضرت عثمان کا طریقہ ہے ان کے اس قول کا کوئی اعتبار نہیں کیوں کہ ایسی باتیں اکثر جہلا کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو اور ذلیل و رسوا ہوں اہل سنت کے واضح دلائل و براہین کی تلواریں ایسے لوگوں کے سروں پر لٹک رہی ہیں۔

### خون بہا میں تاخیر کا سبب:-

علامہ ابن ہمام "مسارۃ" میں فرماتے ہیں:

و ما جرى بين معاوية و علي رضي الله عنه كان مبنياً على الاجتهاد و لا منازعة من معاوية اذ ظن علي رضي الله عنه ان تسليم قتلة عثمان مع كثرة عشائرتهم و اختلاطهم بالعسكر يؤدى الى اضطراب امر الامامة خصوصاً في بدايتها و التأخير اصوب الى ان يتحققوا التمكن منه و يلتقطهم فان بعضهم عزم على الخروج على و قتله لما نادى يوم الجمل بان يخرج عنه قتلة عثمان على ما نقل في القصة من كلام الاشتر النخعي ان صح۔ والله اعلم۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ منازعت اور جھگڑے پر نہیں، اجتہاد پر مبنی تھی۔ حضرت علی کا خیال تھا کہ قاتلان عثمان بڑے قبیلہ والے ہیں اور فوج میں شامل ہو گئے ہیں اب اگر کوئی فوری کارروائی سامنے آتی ہے تو اس سے

انظام خلافت درہم برہم ہو جائے گا اس لیے تاخیر زیادہ مناسب ہے یہاں تک کہ ان پر مکمل کنٹرول نہ ہو جائے کیوں کہ اشتر نخعی سے یہ بات منقول ہے کہ جنگ جمل کے دن حضرت علی نے آواز دی کہ قاتلین عثمان ہم سے علاحدہ ہو جائیں تو ان لوگوں نے آپ پر بھی خروج اور قتل کی تدبیر سوچنی شروع کر دی۔

### اختلاف صحابہ:-

"شرح عقائد مسلم" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیان میں ہے کہ

و ما وقع من المخالفات و المحاربات لم يكن من نزاع في خلافة بل عن خطأ في الاجتهاد۔

ان میں جو جنگیں اور مخالفتیں ہوئیں وہ احتقاق خلافت میں نہیں تھیں بل کہ خطائے اجتہادی تھیں۔

علامہ خیالی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

قوله بل عن خطأ في الاجتهاد فان معاوية و حذابه بغوا عن طاعته مع اعتراضهم بان افضل اهل زمانه و انه الاحق بالامامة بشبهة هي ترك القصاص عن قتلة عثمان رضي الله عنه۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس اعتراف کے باوجود کہ وہ اہل زمانہ سے افضل اور امامت کے زیادہ حق دار ہیں قاتلین عثمان سے قصاص نہ لینے کے شبہ میں بغاوت کر دی۔

علامہ قاری "شرح فقہ اکبر" میں لکھتے ہیں:

لا تذكر الصحابة الا بخير يعني و ان صدر من بعضهم بعض مافي صورة شر فانه اما كان عن اجتهاد او لم يكن على وجه فساد من اصرار و عناد بل كان رجوعهم عنه الى خير معاوية على حسن الظن بهم بقوله عليه السلام: خير القرون قرني۔ و بقوله عليه السلام: اذا ذكر اصحابي فامسكوا و لذا ذهب جمهور العلماء الى ان الصحابة كلهم عدول قبل فتنة عثمان رضي الله عنه و علي رضي

اللہ عنہ و کذا بعدہا و لقولہ علیہ السلام اصحابی کالتجوم باہم اقتدیتم اہتدیتم۔ رواہ الدارمی وابن عدی وغیرہما۔ قال ابن دلفیق العبد فی عقیدتہ ما نقل فیما شجر بینہم و اختلفوا فیہ فمنہ ما ہو باطل و کذب فلا یلتفت الیہ و ما کان صحیحاً اولئاء تاویلا حسنا لان الثناء علیہم من اللہ سابق و ما نقل من الکلام اللاحق محتمل للتاویل و المشکوک و الموهوم و لا یبطل المحقق و العلوم۔

صحابہ کا ذکر خیر ہی کر دیا اگر ان میں کسی کی کچھ ایسی باتیں ہیں جو بہ ظاہر شر نظر آتی ہیں تو وہ اجتہاد کی قلیل سے ہیں یا ایسی ہیں جن سے ان کا مقصد فساد و عتائ نہیں بل کہ ان حضرات سے حسن ظن کی بنا پر خیر پر محمول کرنا چاہیے کیوں کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”سب سے بہتر زمانہ میرا ہے“ اور مزید ارشاد فرمایا کہ ”جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو خاموش رہو“ اسی لیے جمہور علما کا قول ہے کہ تمام صحابہ کرام کمال عثمان اور اختلاف علی و معاویہ کے پہلے بھی اور بعد بھی عادل ہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے جسے داری اور ابن عدی نے روایت کیا ہے کہ ”میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، تو ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے، ہدایت پا جاوے گے۔“ علامہ ابن دقیق العید فرماتے ہیں کہ ”مشاجرات صحابہ میں دو قسم کی روایتیں منقول ہیں ایک باطل اور جھوٹ، یہ تو قائل اعتقادی نہیں اور دوسری صحیح روایتیں، ان کی اچھی اور مناسب تاویل کرنی چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ پہلے ان کی تعریف و توصیف فرما چکا ہے اور بعد میں جو باتیں ان سے منسوب یا منقول ہیں وہ قابل تاویل ہیں اس لیے کہ محقق و معلوم کو غلوک و موهوم چیز باطل نہیں کر سکتی۔

ملا علی قاری ”شرح فقہ اکبر“ میں فرماتے ہیں:

و اما ما وقع من امتناع جماعة من الصحابة عن نصرة علی رضی اللہ عنہ و الخروج معه الی المحاربة و من محاربة طائفة منهم کما فی حرب الجمل و الصفین فلا يدل علی عدم صحة خلافته و لا علی تضلیل مخالفیه فی ولايته اذ لم یکن ذلك عن نزاع فی حقیه امارته بل کان عن خطاء فی اجتہادهم حیث انکروا علیہ ترک القوم من

فتلۃ عثمان رضی اللہ عنہ و المخطی فی الاجتہاد و لا یضلل و لا یفسق علی ما علیہ الاعتماد۔

اور یہ جو بعض صحابہ حضرت علی کی مدد و نصرت سے باز رہے، اور کچھ نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے خروج کیا، جیسا کہ جنگ جمل و صفین میں ہوا تو اس چیز سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی مخالفین کی گم راہی ثابت ہوتی ہے کیوں کہ اختلاف و نزاع آپ کی امارت و خلافت کے حق ہونے میں نہیں تھا بل کہ اختلاف قاطلان عثمان سے جلد یا بدیر بدھ لینے میں تھا اس میں بھی اختلاف اجتہادی تھا، لہذا معتد قول کے مطابق اختلاف کرنے والوں کو نہ گم راہ کہا جائے گا نہ فاسق۔

اسی ”شرح فقہ اکبر“ میں ہے کہ

و قد کان امر طلحة و الزبیر خطاء غیر انہما فعلا ما فعلا عن اجتہاد و کان من اهل الاجتہاد فظاہر الدلائل توجب القصاص علی قتل العمد و استیصال شان من قصد دم امام المسلمین بالاراقۃ علی وجه الفساد فاما الوقوف علی الحاق التاویل بالفاسد بالصحیح فی حق ابطال المؤاخذۃ فہو علم حقی فاز بہ علی کما ورد عن النبی ﷺ انہ قال لہ انتک تقاتل علی التاویل کما تقاتل علی التنبیل و قد ندما علی ما فعلا و کذا عائشۃ رضی اللہ عنہا ندمت علی ما فعلت و کانت لبکی حتی نبل خمارھا ثم کان معاویۃ رضی اللہ عنہ مخطئاً الا انہ فعل ما فعل عن تاویل فلم یصر بہ فاسقا و اختلف اهل السنۃ و الجماعة فی تسمیۃ بہا فمنہم من امتنع من ذلك و الصحیح قول من اطلق لقولہ علیہ السلام نعمار: تقتلک الفتنۃ الباغیۃ۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا حضرت علی سے جنگ کرنا تھا تو خطا گروہ حضرت مجتہد تھے، انھوں نے جو کیا اپنے اجتہاد میں نہایا پر کیا۔ کیوں کہ دلائل شرع کا ظاہر قتل عمد پر قصاص کو واجب قرار دیتا ہے۔ نیز اس بات کو بھی واجب قرار دیتا ہے کہ جس نے فتنہ و فساد کے ذریعہ ام المسلمین کا خون بہانے کی جرأت کی اس کے



نہتے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ یہ آگاہی کہ تاویل فاسد مواخذہ (وجہ) اٹھا دینے میں (عند الشریع) تاویل صحیح کے مساوی تھہری ہے تو یہ وہ ہم خفی تھا جو حضرت علی کے حصے میں آیا تھا۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا تھا کہ "تم سے تاویل پر جنگ کی جائے گی جیسا کہ تخیل پر کی گئی ہے" چنانچہ بعد میں دونوں صحابی اپنے کیے پر نادم تھے اور حضرت عائشہ بھی پہچنتی تھیں اور آثار میں کہ وہ پتہ تر ہو جاتا، حضرت معاویہ بھی اگرچہ غامض تھے، مگر آپ نے جو کچھ کیا تاویل کی بنیاد پر کیا، لہذا اس سے آپ فاسق نہیں ہوئے، اہل سنت و جماعت نے انھیں باغی کہنے میں اختلاف کیا بعض نے اس سے روکا، لیکن دوسرا گروہ رسول اللہ کی وہ حدیث پیش کرتا ہے جس میں آپ نے حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ "تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی "تکمیل الایمان" میں فرماتے ہیں:

و نکف عن ذکر الصحابة الا بخير رؤس اهل السنة و جماعت آنت است کہ صحابہ رسول را بجز خیر یاد نمی کند و لعن و سب و شتم و اعتراض و انکار بر ایشان نکند و با ایشان بد راہ سوئی ادب نرود از جهت نگاه داشت صحبت آن حضرت علی رضی اللہ عنہ و ورود فضائل و مناقب ایشان در آیات و احادیث عموماً۔

ہم صحابہ کا صرف ذکر خیر ہی کرتے ہیں اور اہل سنت و جماعت کا طریقہ بھی یہی ہے کہ صحابہ کا ذکر خیر ہی کیا جائے۔ ان پر لعن طعن، تشنیع اور اعتراض و انکار نہ کیا جائے اور ان سے سوے ادبی نہ کی جائے، کیوں کہ ان حضرات نے رسول اللہ کی صحبت پائی ہے اور ان کے فضائل و مناقب آیات و حدیث میں بہ کثرت موجود ہیں۔

مزید فرماتے ہیں:

وازاں چہ از بعضی از ایشان مشاجرات و محاربات و تفصیر در حفظ حقوق اہل بیت نبوی و رعایت ادب ایشان نقل کنند بعد از تسلیم صحبت آن اخبار از اہل اغماض و رزق و تغافل کنند و گفتہ و شنیدہ نہ شنیدہ و نگارند زیرا کہ صحبت ایشان با پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یقینی است و نفس ہای دیگر ظنی و ظن با یقین مع رضی گروہ یقین بہ ظن متروک مگر وہ و بالجملہ سرحد دار السلام و سہام معاویہ و عمرو بن العاص و خیرہ بن شعبہ و اشباہ و امثال ایشان است

ہر کہ بد راہ اتباع مشائخ سنت و جماعت اور گو کہ زبان را از سب و لعن ایشان بر بندد و اگرچہ بہ جهت تصور بعضی امور کہ قدر مشترک از اہل بسرحد تو اتر رسیدہ است باطن را کہ دورنی و خاطر را و شخصی دست دہد با وجود و سلامت و راغماض و کف از ایشان دست آور آرد آمدہ است کہ در غزو و صفین شصتہ را از جانب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نزد حضرت امیر المومنین اسیر کردہ آورند کیے از حاضران بر حال وی ترحم آورد و گفت سبحان اللہ من می دانم کہ وہ مسلمان بود و مسلمان خوب بود حیف کہ آخر حال دے چنین شد حضرت امیر ولایت چناہ فرمودہ چہ گوئی کہ وہی بنو مسلمان است و بالجملہ بے لعن و رایشان اگر مخالف دلیل قطعی باشد کفر است چنانچہ قدف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا معاذ اللہ من ذلک کہ طہارت ذیل وی از اہل انصاف قرآن ثابت است و لا بدعت و فتنہ بود۔

بعض کی آپس میں مشاجرات و محاربات اور اہل بیت رسول کے حقوق میں کوتاہی منقول ہے اس میں اول تو تحقیق و تفتیش کی جائے اگر ایسی کوئی چیز ثابت بھی ہو تو اُسے گفتہ و شنیدہ اور شنیدہ نہ شنیدہ کر دیا جائے کیوں کہ ان حضرات کی صحبت مع النبی یقینی ہے اور روایات ظنی۔ چنانچہ ظن یقین کا معارض نہیں اسی لئے ظن سے یقین متروک نہیں ہوتا۔ چنانچہ سرحد دار السلام پر آپا حضرات میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ وغیرہم کی کچھ باتیں ایسی ہیں جو حد تو اتر کو پہنچی ہوئی ہیں جن سے باطن میں کدورت اور دل میں وحشت پیدا ہوتی ہے لیکن جو لوگ مشائخ اہل سنت و جماعت کے تابع ہیں اپنی زبانوں کو بند رکھتے ہیں اور ان حضرات کے بارے میں کوئی نازیبا کلمہ زبان پر نہیں لاتے۔ آثار میں ہے کہ جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر سے ایک گرفتار شدہ آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ حاضرین میں سے ایک آدمی کو اس پر رحم آگیا اور کہنے لگا: ہجان اللہ! میں تو انھیں بہت اچھا مسلمان سمجھتا تھا انہوں نے کہ آخر ان کی یہ حالت ہو گئی، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا کہہ رہے ہو وہ تو اب بھی مسلمان ہیں۔ حضرات صحابہ کرام پر لعن و طعن اور دشنام طرازی اگر دلیل قطعی کے مخالف ہے تو کفر ہے جیسے حضرت عائشہ پر شہرت لگائی جائے معاذ اللہ عن ذلک ان کی طہارت انصاف قرآن سے ثابت ہے اور اگر دلیل قطعی سے ثابت نہ ہو تو بدعت و فتنہ ہے۔

اسی میں آگے فرماتے ہیں:

وبعد از وی علی مرتضیٰ خود متعین بود پس وے کرم الله وجهہ بہ اجماع اہل حل وعقد خلیفہ برحق و امام مطلق شد و مزاحمے و خلائیے کہ از مخالفان در زمان خلافت وی بہ وجود آمدند در آن مخالفان خلافت و حق امامت بود بل کہ نشانای آن نگی و خروج و خطا در اجتہاد کہ قبیل عقوبت قاضی عثمان باشد یورس معاویہ و عائشہ بر آں آمدند کہ زود عقوبت باید کرد علی و صحابہ دیگر بہ تاخیر آں رفتند۔

شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ (حق دار ہونے کی بنا پر) خود بہ خود خلیفہ متعین ہو گئے۔ آپ اہل حل وعقد کے اجماع سے خلیفہ برحق اور امام مطلق ہوئے اور مخالفین کی طرف سے جو نزاع آپ کے دور خلافت میں ہوا اور اختلاف خلافت اور حق امامت میں نہیں تھا بل کہ اس بغاوت و خروج کا نشانہ اجتہاد میں خطا تھی کہ حضرت معاویہ اور حضرت عائشہ قاتلین عثمان کو فوری سزا دینے کے حق میں تھے، اور حضرت علی اور دیگر صحابہ اس میں تاخیر مناسب سمجھتے تھے۔

علامہ جمال الدین محدث "روضة الاحباب فی سیرۃ النبی والاولیاء" میں فرماتے ہیں:

پوشیدہ نمائند کہ مخالفت و مخالفت کہ میان بعضی از صحابہ واقع شدہ نزد اہل سنت و جماعت محمول براین است کہ عن اجتہاد بود لائن نفسانیت و ہمہ آں ہا قابل تاویلات و محال صحیحہ است و بر تقدیر تسلیم کہ بعضی از محمل توہم و تاویلے مستقیم باشد گویم ایں مخالفت و مخالفت منقول ست از ایشان بہ طریق اخبار آحاد و اکثر آں ہا اضعاف و جائزۃ الکذب است و صلاحیت معارضہ بہ آیات قرآنی و احادیث صحیحہ مشہورہ ندارد پس سزاوار آں است کہ بہ سبب آں اخبار جسارت بہ طعن اصحاب جناب نبوت مآب کہ آں طعن موجب جسارت است یوم یقوم الحساب نہ نمایند تا ابطال کتاب و سنت بہ اخبار جائزۃ الکذب لازم نیاید و از تجدیدات و وعیدات کہ از صاحب شرع بہ ثبوت پیوستہ بر حذر باشد۔

واضح ہو کہ بعض صحابہ کرام کی آپس میں مخالفت و مخالفت اہل سنت کے نزدیک نفسانیت پر نہیں بل کہ اجتہاد پر محمول ہے۔ اس سلسلہ (مخالفت و مخالفت) کی تمام روایات تاویلات محال صحیحہ کے قابل ہیں۔ اگرچہ ان میں بعض روایات ایسی بھی

ہیں جن کی کوئی مناسب تاویل نہیں کی جاسکتی، لیکن میں کہتا ہوں: اول تو یہ باتیں بہ طریق اخبار آحاد منقول ہیں، دوم یہ کہ ان کے راوی اکثر ضعیف اور کذاب ہیں دونوں صورتوں میں یہ روایات آیات قرآنی اور احادیث مشہورہ کے مقابل میں نہیں آسکتیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر مناسب یہی ہے کہ ان اخبار و روایات کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام پر طعن و تشنیع نہیں کرنی چاہیے کیوں کہ ان حضرات پر طعن و تشنیع آخرت میں نقصان اور خسارہ کا سبب ہے اور اس طریقہ پر جھوٹوں کی خبروں سے کتاب و سنت کا ابطال بھی لازم نہیں آئے گا۔ اس سلسلہ میں جو وعیدیں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں ان کا خیال رکھنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔

علامہ ابو الفضل توربشتی "المعتمد فی المنقذ" میں تو قیر صحابہ کرام کے بیان میں فرماتے ہیں کہ

وآں چہ ہم دین عموم مسلمانان است آنست کہ بہ نظر تعلیم بدیشان نگزید و بیچ حال زبان طعن در ایشان دراز نکند کہ رسول اللہ ﷺ امامت را از یں قندہ تخریر کردہ است و گفتہ از خدا ترسید در حق اصحاب من پس از من ایشان را نشانہ تکلید کہ بدان خدائے کہ در رائے جان محمد است ﷺ کہ اگر یکی از شما شغل کوہ احد ز خرچ کند یعنی در راہ خدا نیک مدطعمی کہ یکے از ایشان خرچ کردہ باشد ز مسد بہ ہمہ آں، و شیطان از طریق ہوا و تھب مردم را تسویل کند کہ خصومت ایشان مع بعضی از صحابہ رسول اللہ ﷺ از بہر دین است چہ ایشان بعد از رسول ﷺ سیرت بگردانیدند و ہا یک دگر منازعت گردید نہ بجائے رسید کہ خو ہا رہنم شدہ و ایں مسلمان کہ بدیں قندہ ہاجلا گشتہ است اول باید کہ بدانند کہ از ایشان آدمیان بودند نہ ملائکہ نہ انبیاء کہ معصوم اند بل کہ خطا برایشان روا بود اگرچہ خدا تعالیٰ ایشان را بہ شرف صحبت و غیرہ ﷺ گرامی کردہ بود بل یکے از ایشان چون در گناہے افتادے مصرعہ سے وزود ہا حق گردیدے و بدانند کہ مذہب اہل حق آنست کہ بندہ بہ گناہ کا فر نشود و وکیل آں بعد از یں گفتہ شود و چون کا فر نشود ضرورۃً مؤمن باشد و سب فساق اہل ایمان روا نیست کلیف صحابہ کہ باری تعالیٰ بر عموم ایشان ثنا گفتہ است و رسول ﷺ بہ حفظ و حرمت ایشان وصیت فرمودہ و از وقیعہ در ایشان زجر بلایع کردہ و گفتہ کہ از اصحاب من چیز ہا پیدا شود کہ ذکر



آں نیکو نباشد شہدایان ایشان را بہ بدی یا دیکلید کہ حق تعالیٰ بہ برکت صحبت من آں بار از ایشان در گزارند و در این باب احدیث بسیار است۔

تمام مسلمانوں کے لیے لازمی ہے کہ صحابہ کرام کو بہ نظر تعظیم دیکھیں اور کسی حال میں بھی ان لغوی قدسیہ کے سلسلے میں زبان درازی نہ کریں کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس فتنہ سے اُمت کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”میرے صحابہ کے بارے میں اللہ رب العزت سے ڈرو اور انہیں اعترافات کا نشانہ نہ بناؤ، مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اگر تم احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کرو تو بھی اس اجر و ثواب کو نہیں پاؤ گے اور نہ اس کا آدھا جو میرے صحابہ کو حاصل ہے۔“ شیطان تعصب اور نفس پرستی سے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتا رہتا ہے کہ صحابہ کرام کی آپس کی مخالفت دین کی وجہ سے رسول اللہ کے بعد ان کی سیرت میں تغیر آگیا تھا آپس میں جنگ کی، خون ریزی کی، مسلمانوں کو فتنے میں مبتلا کیا۔

ان کے متعلق پہلے یہ بات ذہن میں راسخ کر لینی چاہیے کہ وہ بہ برکات آدمی تھے فرشتے نہ تھے اور منصب نبوت پر بھی فائز نہ تھے کہ گناہوں سے معصوم ہوتے ان سے خطا تو ہو سکتی ہے، لیکن رسول اللہ کے شرف صحبت و مجلس کی وجہ سے اس پر اصرار ممکن نہیں جب کبھی ایسا موقع آیا تو حق بات کی وضاحت کے بعد فوراً حق کی طرف مائل ہو گئے اس بارے میں اہل حق کا مذہب بھی یہ ہے کہ بندہ صرف گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا (اس کی دلیل عن قریب آئے گی) اور اگر کافر نہیں ہوتا تو لازماً مومن ہوگا تو مومن فاسق کو بھی سب و شتم کرنا جائز نہیں۔ چہ جائے کہ صحابہ کرام کی برائی کی جائے جن کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی عزت و حرمت کی وصیت فرمائی ہے اور ان کی عیب جوئی پر سرزنش کی ہے اور فرمایا: میرے صحابہ سے کچھ نامناسب چیزوں کا صدور ہوگا، لیکن تم لوگ ان پر نگاہیں نہ کرنا کیوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب ان کی اس قسم کی باتوں سے درگزر فرمائے گا۔

امام غزالی کا نقطہ نظر:-

امام غزالی رحمہ اللہ ”کیا یہ سعادت“ میں اعتقاد کے بیان میں فرماتے ہیں:

پس بہ آخر ہم رسول ﷺ پر خلق فرستاد و نبوت دی بہ درجہ کمال رسانید کہ سچ زیادت را یان را نمود بہ این است اور خاتم انبیاء کر کہ بعد از وی سچا غلبہ نہ باشد بعد خلق را از جن و انس بہ متابعت او فرمود و اور ہمہ سید بنی مرثا کر داند و یاران و اصحاب اور اہم ترین یاران و اصحاب دیگر پیغمبران کر وصلوات اللہ علیہم اجمعین۔ اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کے آخر میں ہمارے نبی ﷺ کو مخلوق کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا، اور مقام نبوت میں ولولہ عطا فرمایا جس سے زیادتی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور خاتم الانبیاء بنا کر بھیجا جن کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آسکتا۔ تمام جن و انس کو آپ کی اطاعت و مطابعت کا حکم دیا گیا اور تمام نبیوں کا سردار بنایا گیا اور دوسرے انبیاء کے کرام کے صحابہ سے بہتر صحابہ عطا فرمائے گئے۔

عمر بن عبد العزیز کا خواب:-

نیز امام غزالی رحمہ اللہ ”کیا یہ سعادت“ میں احوال مردماں کے بیان میں لکھتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز منگولید رسول ﷺ فرما بہ خواب دیدم یا ابو بکر و عمر فرشتہ چوں پایشان نشستہ ناگاہ علی و معاویہ را بیاورند و در خانہ فرست دند و در بستند و وقت علی را دیدم کہ بیرون آمد و گفت قضی لی و رب الکعبۃ یعنی کہ حق مرا آئندہ پس ہر وہی معاویہ بیرون آمد و گفت غفر لی و رب الکعبۃ مرا نیز عنقریب دند و بیامرزیدند۔

عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اس محفل میں حاضر ہی ہوا تھا کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں آئے اور ایک مکان میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر آئے اور فرمایا: قضی لی و رب الکعبۃ (واللہ امیر الحق ثابت ہو گیا) پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ باہر آئے اور فرمایا: غفر لی و رب الکعبۃ (رب کعبہ کی قسم! مجھے معاف کر دیا گیا)۔

خبردار! یہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بغاوت میں خطا پر ہونے کے باوجود معذور رہا کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک خطا سے انتہاؤں کی وجہ سے مایوس و متشبہ ہیں۔ اس باب میں مؤرخین کی داستانیں اور قصے بہ دلائل اُسران جن اس کو تسلیم بھی کریں تو بھی حضور علیہ السلام کی شرف محفل

اور حضور ﷺ کے وعدہ کے مطابق صحابہ کرام کی خطائیں بخشش شدہ اور مغفور ہیں۔

### ایک شبہ کا ازالہ:-

اگر کوئی یہ کہے کہ ”تحفہ اشاعریہ“ (تصنیف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ) میں رہنمائیوں اور اہل سنت کے سلسلہ میں ایک سوال و جواب میں مذکور ہے:

**سوال:** جب آپ انھیں (حضرت معاویہ کو) باغی و مقلب سمجھتے ہیں تو ان پر لعنت کیوں نہیں کرتے؟

**جواب:** اہل سنت و جماعت کے نزدیک مرتکب کبیرہ پر لعنت جائز نہیں اور باغی مرتکب کبیرہ ہے اس لئے اس پر لعنت جائز نہیں۔

اس جواب سے ظاہر ہے کہ شاہ صاحب حضرت معاویہ پر اگرچہ لعنت کو جائز نہیں سمجھتے، مگر ان کو مرتکب کبیرہ ضرور سمجھتے ہیں، جب کہ آپ نے ثابت کیا کہ حضرت معاویہ سے خطائے اجتہادی ہوئی تھی۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ”تحفہ اشاعریہ“ میں شاہ صاحب کا مخاطب فرقہ مخالف سے ہے۔ اس لیے اسے مبنی بر تنزیل سمجھا جائے گا، ورنہ اس جواب میں جمہور کی مخالفت کے ساتھ ساتھ اپنے والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب ”ازالۃ الخلل“ کی مخالفت بھی لازم آئے گی۔ حالانکہ آپ ”تحفہ اشاعریہ“ میں اس کتاب کی تعریف کر چکے ہیں، مثلاً شاہ ولی اللہ دہلوی اپنی کتاب ”ازالۃ الخلل“ میں فرماتے ہیں:

حضرت معاویہ مجتہد فاضل ہیں اور شبہ سے تمسک کی وجہ سے معذور ہیں۔ اس پر قصہ اہل جہل کی طرح میزان شرع میں میں نے بہت واضح دلیل دی ہے۔

اور شیخ احمد سرہندی نے اپنے ”مکتوبات“ میں جو قول نقل کیا ہے، شاہ عبدالعزیز کا یہ جواب اس کے بھی مخالف ہے۔

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے اپنے ”مکتوبات“ میں اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، ”مکتوبات“ جلد اول مکتوب نمبر ۲۵۱ میں جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کی تلخیص ہم یہاں نقل کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ بزرگ ہیں اور ان کا ذکر عزت و احترام سے کرنا

چاہیے۔ خطیب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ان اللہ اختارنی و اختار لی اصحاب و اختارنی منهم اصهاراً و انصاراً فمن حفظنی فیہم حفظہ اللہ و من اذانی فیہم اذاه اللہ (بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لیے صحابہ کو پسند کیا انھیں میرے لیے مددگار اور رشتہ داری کے لیے پسند کیا جس نے ان کے بارے میں مجھے محفوظ رکھا اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھے گا اور جس نے ان کے بارے میں مجھے اذیت و تکلیف دی اللہ تعالیٰ اسے اذیت و تکلیف دے گا)

اور طبرانی ابن معین رحمہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من سب اصحابی فعلیہ لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعین (جس نے میرے صحابہ کو برا کہا اس پر اللہ تعالیٰ ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے) ابن عدی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان انشور اثمی اجر اھم علی اصحابی (میری امت کے شریر لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ پر جرات کریں گے) ان حضرات کے اختلاف کو اچھی چیز پر محمول کرنا چاہیے اور ہوا وہوس پر قیاس نہ کرنا چاہیے کیوں کہ ان حضرات کے اختلاف اجتہاد اور تاویل پر مبنی ہیں اور جمہور اہل سنت و جماعت کا یہی مذہب ہے۔ آگے مزید فرماتے ہیں:

یہ بات پیش نظر رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقابلہ و مقاتلہ کرنے والے خطا پر تھے اور حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا چوں کہ یہ خطا اجتہادی تھی اس لیے ان حضرات کو ملامت اور ان سے مواخذہ نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ شارح مواقف نے آمدی سے نقل کیا ہے کہ اختلاف جنس اور صفین اجتہاد پر مبنی تھا۔ شیخ ابو شامہ سلمی نے تمہید میں تصریح کی ہے کہ ”اہل سنت و جماعت اس پر متفق ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے معاونین خطا پر تھے، لیکن یہ خطا خطائے اجتہادی تھی۔“ شیخ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ ”اہل سنت کے معتقدات میں یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف اجتہاد پر مبنی تھا اور جو شارح مواقف نے لکھا ہے کہ ہمارے بہت سے اصحاب کا قول ہے کہ ”یہ اختلاف اجتہاد پر مبنی نہیں تھا۔“ اس قول



میں کون سے اصحاب مراد ہیں (ان کی وضاحت نہیں ہے) اہل سنت کا قول مذکور شدہ اوراق میں آپ پڑھ چکے ہیں اور علامہ امت کی کتابیں اس خطا کے خطائے اجتہاد کی ہونے پر شاہد ہیں جیسا کہ ہم غرضی بیستہ اور قاضی ابوبکر بیستہ نے بھی صراحت کی ہے اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واولوں کی تھلیل و تفسیق جائز نہیں۔ قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں کہ "جو شخص صحابہ رسول مثلاً حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت معاویہ اور حضرت مروان عاص میں سے کسی ایک پر سب و شتم کرے یا ان کی تھلیل و تکفیر کرے تو اسے قتل کر دیا جائے اور اگر ائمہ کرام پر سب و شتم کرے تو اسے سخت ترین سزا دی جائے۔ حضرت علی اور حضرت معاویہ کی طرف سے لڑنے والوں کی تکفیر جائز نہیں جیسا کہ خوارج نے کی اور اسی طرح ان کی تفسیق بھی جائز نہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے اور شارح مواقف نے کہا ہے کہ صحابہ نے ان حضرات کی طرف فسق کی نسبت کی ہے، یہ کیوں کر ہو سکتا ہے جب کہ حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور دیگر بے شمار صحابہ کرام اس میں شریک تھے بل کہ حضرت زبیر اور حضرت طلحہ جنگ جمل میں شہید ہوئے جب کہ حضرت معاویہ کا واقعہ جس میں انھوں نے تین ہزار لشکر کے ساتھ خروج کیا (اور معرکہ صفین برپا ہوا) بہت بعد کا ہے، ان حضرات کو فاسق کہنے کی جرأت وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں مرض اور باطن میں خبیثہ ہو۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض علمائے جو لفظ جوہر استعمال کیا ہے اور کہا ہے: کان اماماً جائزاً اس سے مراد وہ جوہر نہیں جس کا معنی فسق و طاعت ہے بل کہ اس سے مراد حضرت علی کی موجودگی میں خلافت کا عدم تحقق ہے اور یہ قول مذہب اہل سنت کے مطابق ہے۔ ادب استقامت خلاف مقصود الفاظ کے استعمال سے اجتناب کرتے ہیں اور خطائے اجتہاد کی سے زیادہ کچھ نہیں کہتے۔ اس سے زیادہ الفاظ جائز بھی کیسے ہو سکتے ہیں کیوں کہ امام ابن حجر کی "صواعق محرقہ" میں لکھتے ہیں: قد صح أنہ کان اماماً عادلاً فی حقوق اللہ سبحانه و فی حقوق المسلمین۔ بے شک وہ حقوق الہی اور حقوق المسلمین میں امام عادل تھے۔

(ترجمہ ملخصاً)

### مولانا جامی پر اعتراض:-

حضرت شیخ احمد ربیع بنی ای کتاب میں آگے فرماتے ہیں:

مولانا عبدالرحمن جامی نے اس خط کو خطائے منکر سمجھتے ہیں۔ حقیقت یہ یہودی ہے، اہل کہ خطا پر اضافہ یہودی ہے اور اس کے بعد مولانا جامی کا یہ فرمانا کہ "اوستی لعنت است" (یعنی وہ لعنت کے مستحق ہیں) بالکل نامناسب ہے اس مقام میں نہ کوئی اشتباہ ہے اور نہ ہی یہ تردید کی جگہ ہے۔ اگر بڑے کے بارے میں لکھتے تو اس میں گنجائش تھی لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسا قول نامناسب ہے۔ ثقہ اسناد سے حدیث میں یہ روایت موجود ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: "اے اللہ! انہیں کتاب و حکمت اور حساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے محفوظ رکھ" ایک دوسری روایت میں آپ نے فرمایا: "اے اللہ! انہیں ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا" آپ ﷺ کی دعا یقیناً مقبول و منظور ہو گا۔ خداوندی ہے۔ اصل میں اس مقام پر مولانا جامی سے سبب و سبب نہ دیکھا جائے اور وہ مولانا جامی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام لینے کی بجائے "اس صابی دیگر" (وہ دوسرے صابی) کے الفاظ استعمال کیے یہ بھی مولانا کی ناخوشی پر اہل سنت کو رہے ہیں رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِينَا۔ (ترجمہ ملخصاً)

### امام شعبی پر اعتراض کا جواب:-

آگے فرماتے ہیں:

حضرت امام شعبی سے جو کچھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں منقول ہے اس کے بارے میں حق بات تو یہ ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف فسق کی نسبت کبھی نہیں کی اور وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ اس سے بالاتر سمجھتے رہے۔

ہمارے امام حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اس لئے ہمارے لیے ضروری و لازمی تھا کہ ہم بر تقدیر صدق اس روایت کا ذکر کرتے۔ امام شعبی کے معاصر حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ جو تابعی اور اعلیٰ علمائے مدینہ ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مروان عاص پر سب و شتم کرنے والے وہ جب انھیں سمجھتے ہیں۔ اگر یہ

حضرات ایسے ہوتے تو امام مالک کیسے ان پر سب و شتم کرنے والے کو واجب القتل سمجھتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ اسے کہاڑ میں شمار کرتے تھے ورنہ علم قتل نہ لگاتے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی برائی کو حضرت ابو بکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی برائی کی طرح تصور کرتے تھے چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کسی مذمت و ملامت کے مستحق نہیں ہیں۔ (زبد مرصع)

حضرت معاویہ پر تنقید زندیقوں کا کام ہے:-

اس سلسلہ میں مجدد الف ثانی لکھتے ہیں:

اے برادر! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان میدان میں اکیلے نہیں بل کہ کم و بیش نصف صحابہ کرام آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے والوں کو اگر کافرو ذوق کہا جائے تو بنی مین کے اس حصے سے دست بردار ہونا چاہئے گا جو ان حضرات کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ اس کو صرف زندیق ہی جرات قرار دے سکتے ہیں جن کا مقصد دین مبین کا ابطال ہوتا ہے۔

اے برادر! اس فقرہ کا منشا قاتلین عثمان سے قصاص لینا تھا۔ سب سے پہلے مدینہ منورہ سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ میدان میں آئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان حضرات کی موافقت و موافقت کی۔ جنگ جمل حضرت علی اور ان حضرات کے مابین ہوئی اور تیرو ہزار آدمی شہید ہوئے۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ اس جنگ کا سبب قاتلین عثمان سے قصاص میں تاخیر کرنا تھا۔ اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اس گروہ میں شامل ہو گئے اور معرکہ صفین برپا ہوا۔

حضرت امام غزالی نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ اختلاف حق خلافت میں نہیں تھا بل کہ حضرت علی سے مطالبہ قصاص تھا۔ امام ابن حجر مکی نے بھی اس قول کو اہل سنت کے معتقدات میں شمار کیا ہے۔

حضرت شیخ ابوالشکور سالمی نے مندرجہ بالا قول سے اختلاف کیا ہے، مجدد صاحب نے ان کی عبرت نقل کی ہے، شیخ ابوالشکور سالمی فرماتے ہیں:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف مسئلہ خلافت میں تھا کیوں کہ حضور ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: اذا ملكك الناس فارفق بهم۔ (جب تو لوگوں پر حاکم ہو جائے تو نرمی سے پیش آنا) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں اسی وقت سے خلافت کی امید پیدا ہو گئی تھی، لیکن اس اجتہاد میں خطا وار تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تھے کیوں کہ ان کی خلافت کا وقت حضرت علی کے بعد تھا۔ امام غزالی اور ابوالشکور سالمی کے ان دونوں مختلف اقوال میں تطبیق دیتے ہوئے حضرت شیخ احمد سرہندی فرماتے ہیں:

ان دونوں اقوال میں تطابقی و توافق اس طرح ہوگا کہ ابتدا میں منشاے اختلاف تاخیر قصاص تھا۔ بعد ازیں خلافت کی امید پیدا ہوئی (اور خلافت کے حصول میں جنگ ہونے لگی)۔ یہ ہر صورت یہ اجتہادی مسئلہ تھا اگر خطا وار ہیں تو ایک درجہ ثواب اور اگر حق پر ہیں تو دودر بے ثواب بل کہ دس درجے ثواب ملے گا۔

مشاجرات صحابہ میں سکوت کا حکم:-

مشاجرات صحابہ میں سکوت کا حکم کرتے ہوئے مجدد صاحب اسی مکتوب میں آگے فرماتے ہیں: اے برادر! اس سلسلے میں سب سے اچھی چیز یہی ہے کہ مشاجرات صحابہ میں سکوت اختیار کیا جائے کیوں کہ حضور ﷺ نے ان کے آپس کے اختلاف میں پڑنے سے منع فرمایا ہے۔ حدیث میں ہے کہ اَيُّكُمْ وَ مَا شَجَرَ بَيْنَ اصْحَابِي (میرے صحابہ کے آپس کے اختلاف میں خاموش رہو) اور فرمایا: "جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو زبان قابو میں رکھو" فرمایا: "میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو! میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو! انھیں اعتراضات کا نشانہ نہ بناؤ!" امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور یہی بات حضرت عمر بن عبد العزیز سے منقول ہے کہ "اس خون سے اللہ نے ہمارے ہاتھوں کو پک رکھا تو ہماری زبانوں کو بھی (ان حضرات کی بدگوئی) سے پاک رہنا چاہیے" اس عبارت سے یہ مفہوم پورا ہوتا ہے کہ ہمیں ان کی خطا کو زبان پر نہیں لانا چاہیے اور ان کا ذکر ہمیشہ اچھائی سے کرنا چاہیے۔

لعنت پزیر:-

اسی مکتوب میں لعنت پزیر کے مسئلہ میں فرماتے ہیں:



البتہ بزیادہ فائقوں کے گروہ میں شامل ہے اس کی امت میں توقف اور سکوت اس لیے ہے کہ اہل سنت و جماعت کے ہاں یہ قاعدہ ہے کہ شخص معین اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو اس پر لعنت جائز نہیں البتہ اس کے خاتمہ یا لغو کا یقین ہو جیسا کہ ابولہب اور اس کی بیوی ہیں۔ اہل سنت کے سکوت کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ مستحق لعنت نہیں بلکہ اس کا ملعون ہونا آیت "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ اللَّهُ وِرَسُولُهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ (بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے) سے ثابت ہے۔

آخری گزارش:-

کتوب کا اختتام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

اس دور میں اکثر لوگوں نے خلافت و امامت میں بحث شروع کی ہوئی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت کو اپنا نصب العین بنایا ہوا ہے۔ جب امام مؤرخین اور مردگان اہل بدعت کی تقلید میں صحابہ کرام کو نازیبا اغاظ سے یاد کرتے ہیں اور ان نفوس قدسہ کی طرف نامناسب باتیں منسوب کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے عوام کی ضرورت اور خیر خواہی کے پیش نظر اپنے علم کے مطابق جو کچھ جانتا تھا پیر و قریاں کر کے دستوں اور عزیزوں کو ارسال کیا کیوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اذا ظهرت الفتن، او قال: البدع و سبت اصحابي فليظهر العالم علمه فمن لم يفعل ذلك فعليه لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعين لا يقبل الله حوفا و لا عدلا۔ (جب فتنے ظاہر ہوں یا بدعت کا رواج ہونے لگے اور میرے صحابہ پر دشنام طرازی ہونے لگے پس عالم کو چاہیے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے ورنہ اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت سے ان کے ذوال اور نہ فرض قبول کیے جائیں گے) چنانچہ اہل سنت و جماعت کے معتقدات کو مدار اعتقاد بنانا چاہیے اور زید و عمرو کی باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہیے۔ من گھڑت افواہوں کو مدار اعتقاد بنانا اپنے آپ کو ضائع کرنا ہے صرف گروہ ناجیہ کی تقلید ضروری ہے جس پر نجات کا مدار ہے اس کے علاوہ امید نجات کہیں بھی درست نہیں کی جاسکتی۔ و السلام علیکم و علی سائر من اتبع الہدای و التزم متابعدہ المصطفیٰ

علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و السلام۔ (ترجمہ ملخصاً)

سر دست اپنے ائمہ کرام کی کتابوں کے حوالوں سے یہ مختصر رسالہ پیش کر رہا ہوں اگرچہ اس کے علاوہ دوسری عبارتیں بھی ہیں، لیکن ہم نے اپنے ائمہ کرام کی عبارات کو کافی سمجھتے ہوئے دوسری عبارتوں کا تذکرہ نہیں کیا۔

یہ پوری بحث جنگ جمل و صفین کے شرکاء کے بارے میں ہے جن کے سربراہ حضرات صحابہ کرام تھے، لیکن جنگ نہروان کے شرکاء جو کہ محققین کے قول کے مطابق نہ صحابہ کرام تھے اور نہ وہ مجتہد تھے، یہ اس وجہ سے حضرت علی کے لشکر سے علاحدہ ہو لیے اور خواہ مخواہ آپ کی تکفیر کی ایسے لوگ فاسق ہیں البتہ ان کے کفر میں اختلاف ہے تاہم عدم تکفیر کا قول رائج ہے۔ صحیح روایات کے مطابق خود حضرت علی نے ان کی تکفیر سے انکار کیا ہے جیسا کہ امام قسطلانی نے "ارشاد الساری شرح بخاری"، امام نووی نے "شرح صحیح مسلم"، ملا علی قاری نے "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" اور امام ابن ہمام نے "فتح القدیر" میں اور دوسرے علما نے اپنی اپنی کتابوں میں اس بات کی تحقیق کیا ہے۔ ہم نے یہ خوف طوالت ان کتابوں کی عبارتیں نقل نہیں کی ہیں۔ مزید تحقیق کے طالب ان کتابوں کی طرف رجوع کریں ان شاء اللہ

عبد القادر محبت رسول (ابن مولانا افضل رسول قادری بدایونی)  
کان اللہ لہما

تصدیقات علمائے بدایوں

- ۱- الجواب صحیح۔ نور احمد قادری
- ۲- صحیح الجواب۔ محمد سراج الحق عفی عنہ
- ۳- ما حرره المحجیب المصیب فهو مقرون بالصواب۔ محمد فصیح الدین قادری
- ۴- جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً۔  
العبد المہین محمد جمیل الدین احمد قادری
- ۵- اصحاب المحجیب۔ محبت احمد قادری
- ۶- الجواب صحیح۔ محمد فضل الحمید القادری
- ۷- الجواب صحیح۔ محمد سدید الدین احمد

## حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کے بارے میں کیے گئے چند سوالات کے جوابات

محیط: خواجہ قطب الارشاد، شیخ الحدیث و التفسیر

علامہ محمد عبدالرشید جھنگوی رحمہ اللہ

آستانہ عالیہ قطب آباد شریف، جھنگ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله لقد جاءت  
رسول ربنا بالحق والحمد لله الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره  
على الدين كله و لو كره المشركون۔ تبارك الذي نزل الفرقان على عبده  
ليكون للعلمين نذيراً۔ هو الذي ارسل نبينا ﷺ رحمة للعلمين فادخل  
تحت رحمته الانبياء والمرسلين والملائكة المقربين فصلى الله تعالى وسلم و  
بارك عليه وعلى آله واصحابه وكل منسب اليه دائماً ابداً كما يحب ربنا و  
يرضى و هو الولي الاعلى و قال في شان المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم  
باحسان: رضي الله عنهم ورضوا عنه و قال في مقام آخر في علو شانهم: و  
الذين امنوا بالله ورسوله اولئك هم الصديقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم  
و نورهم و الذين كفروا و كذبوا بايتنا اولئك اصحاب النجيم۔ و قال في حال  
المنافقين والرفضة و المبتدعة: انا اطعنا سادتنا و كبراءنا فاضلونا السبيلا، ربنا  
انهم ضعيفين من العذاب والعنهم لعناً كبيراً۔

اما بعد...

آپ کا گرامی نامہ رمضان المبارک شریف کے اوائل میں موصول ہوا۔ اپنی علالت و سبب  
فرسقی کی وجہ سے جواب دینے میں تاخیر رہی، والد صاحب کے مزار شریف کا کام بھی شروع تھا،  
حفاظت کی منزلیں بھی سنی تھیں، بخار نے بھی اپنا ناغہ نہ کیا، اس وجہ سے دیر ہوگئی، پھر آپ کے یکے  
بعد دیگرے دو مکتوب آئے، ہمیں نے یہی سمجھا کہ سابقہ مکتوب کا جواب چاہتے ہیں، بغیر پڑھے  
ان کو رکھ دیا، اب تیسرا خط جب آیا ہے جس میں ایک مولوی صاحب کی تقریر اور حضرت امیر  
معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں سب دشمن اور ان کے والدین کے کفر لکھے ہوئے کو جب پڑھا تو طبیعت  
کی خرابی کے باوجود سہا پ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آمد و سوالات کے جوابات لکھ دیتا ہوں کہ  
ایسے شقی القلب خبیث الغفل کا جواب دینا باقی مشاغل کو چھوڑ کر لاپرواہی اور ضروری ہے۔ ثابت کیا  
جائے گا کہ اس بے ہودہ شخص نے قرآن مجید فرقان حمید اور حدیث پاک اور اجماع اُمت کی  
مخالفت کی ہے، نیز سامعین کے اعتقادات کو برباد کرنے کے لیے ڈیڑھ دو گھنٹہ بیان کیا ہے اس  
کا جواب دینا لازم ہے۔

اذا كان الغراب دليل قوم سبهديهم طريق الهالكين

”جس قوم کا راہ نما گواہ ہو وہ قوم کی مرداروں کی طرف ہی روٹمائی کرے گا۔“

سوال ۱: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امین اسرار نبوت، کاتب الوحی و خاتم المومنین اور رضی اللہ  
عنه کہنا جائز ہے یا نہ؟

الجواب: جائز ہے۔ عام قاعدہ ہے کہ کوئی اعلیٰ درجہ کی نبوی و رضی یا کالج ہو تو اس میں داخلہ کے

لیے ٹیسٹ لیا جاتا ہے، جب کہ عام کالجوں میں داخلہ کے لیے صرف یہ دیکھ لیا جاتا ہے کہ  
پہلے درجہ کا امتحان پاس کر لیا ہے، محمد رسول اللہ ﷺ کی درس گاہ کوئی عام درس گاہ نہ تھی، بل  
کہ دنیا بھر میں لائسنس تربیت گاہ تھی، اس میں داخلہ کے لیے بھی رتبہ العالمین مل جاتا  
تھا۔ ایک ٹیسٹ رکھا ہوا ہے جس کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے:

اولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى لهم مغفرة و اجر عظيم۔

(پارہ ۱، ص ۲۶، اجرات ۳)

”وہ ہیں جن کا دل اللہ عز و جل نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے

بخشش اور بڑا ثواب ہے۔“ (کنز العمال)

اور سورۃ فتح میں فرمایا:



و الزمهم كلمة التقوى و كانوا احق بها و اهلها۔ (پارہ ۲۶، صفحہ ۲۶)  
 ”اور پرہیزگاری کا لفظ ان پر لازم فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے۔“ (کنز الایمان)

متحکم لوگ امتحان لے کر جن لوگوں کو پاس کر دیتے ہیں اور ان کو نمبر دے دیتے ہیں اس میں غلطی کا احتمال بھی ہو سکتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ علیم بذات الصدور سے کب غلطی ممکن ہے، ادنیٰ خیال غلطی کا بھی کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

و كان الله بكل شيء عليم۔ (پارہ ۲۶، صفحہ ۲۶)

”اور اللہ عزوجل سب کچھ جانتا ہے۔“ (کنز الایمان)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے قدم قدم اور اذنی علم کے بعد ان کو جانچ پرکھ کر اس چیز کا حق دار بنادیا اور ثابت کر دیا کہ حضور ﷺ کی درس گاہ اور تربیت گاہ میں داخلہ کی اہلیت اور قابلیت رکھتے ہیں اور یہی لوگ اس شرف کے حق دار ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ پسند نہ ہو، اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اور اس کا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ بل کہ تمام مسلمانوں کو حکم دیا۔ فرمایا:

فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد ائتمروا۔ (پارہ ۱۱، بقرہ ۱۳)

”پھر اگر وہ بھی یوں ہی ایمان لائے جیسا کہ تم لائے جب تو وہ ہدایت پا گئے۔“

(کنز الایمان)

تو جو ان کو نہ مانے اس کے بارے میں فرمایا:

و ان تولوا فانما هم في شقاق۔ (پارہ ۱۱، بقرہ ۱۳)

”اور اگر منھ پھیریں تو وہ نری ضد میں ہیں۔“ (کنز الایمان)

ندان کی دنیا ہے نہ آخرت اور نہ ہی ان کے اعمال ظاہری و باطنی سے کوئی تعلق بل کہ وہ تمام اعمال ہباء مشطور ہو جائیں گے اور یہ صرف صحابہ تک محدود نہ رکھا، بل کہ سورہ توبہ میں فرمایا:

و الذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم و رضوا عند۔ (پارہ ۱۱، آیت ۱۰۰)

”اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیچ و پیچ ہوئے اللہ عزوجل ان سے راضی اور وہ اللہ

عزوجل سے راضی۔“ (کنز الایمان)

تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہو گیا کہ آپ کو رضی اللہ عنہ کہنا جائز ہے۔ یعنی حضرت امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنا جائز ہے۔

### خال المؤمنین:-

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہم شیرہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ازدواجی رشتہ امت کے تمام افراد کے ساتھ ایک رشتہ قائم کر دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

النبي اولی بالمؤمنین من انفسهم و ازواجه امہاتہم۔ (پارہ ۲۶، آیت ۶)

”یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیہاں ان کی مائیں

ہیں۔“ (کنز الایمان)

جب ان کی بیویاں تمام امت کی مائیں ہوئیں تو ان کے بھائی تمام امت کے خال ہوئے، رشتہ کے شرف کے ساتھ ان کا مؤمن ہونا بھی شرط ہے جو ایمان کی دولت سے محروم ہو اس کے لیے حضور ﷺ کی بیویاں مائیں نہیں اور نہ ان کا بھائی خال ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خال المؤمنین ہونا اور کاتب الوحی ہونا تو شیعہ حضرات نے بھی تسلیم کیا ہے۔ ان کی کتاب ”احتجاج طبری“ مصری ص 92 پر ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا:

قال كتب معاوية الي امير المؤمنين علي عليه السلام ان لي فضائل

كثيرة كان ابی سیدا فی الجاهلیة و صرت ملكا فی الاسلام و انا

صهر رسول الله ﷺ و خال المؤمنین و كاتب الوحی۔

”ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت علی

رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ میں بہت فضائل کا مالک ہوں میرے والد زمانہ جاہلیت میں سردار

تھے اور میں اسلام میں سردار ہوں اور میں زوجہ رسول کا بھائی اور خال المؤمنین اور

کاتب الوحی ہوں۔“

احتجاج طبری کے حاشیہ پر اس کا محشی لکھتا ہے:

يقولون ان معاوية خال المؤمنین لان صفیة زوجة الرسول بنت ابی

سفیان و هی ام المؤمنین بناء علی ان ازواج النبی ﷺ کلھن۔

امہات المؤمنین فحبیبہ بكون معاوية خال المؤمنین۔

”امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خال المؤمنین اس لیے کہتے ہیں کہ صفیہ بنت ابی سفیان زوجہ

رسول تھیں اور ازواج نبی ﷺ تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں، لہذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خال المؤمنین کہتے ہیں۔“

نوٹ: شیعہ غشی کو اتنا معلوم نہیں کہ ابوسفیان کی بیٹی کا نام ام حبیبہ ہے یا صفیہ، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اس لیے کہ جس گھر کے ساتھ کسی کے روابط اور تعلقات نہ ہوں اس گھر کے افراد سے واقفیت نہیں ہو سکتی روافض کو چون کہ اہل بیت رسول ﷺ سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں پھر واقفیت کیسے ہوگی؟ کچھ بھی ہو، سنی سنائی باتوں سے یہ تو لکھ دیا کہ وہ خال المؤمنین ہیں جیسے کسی شاعر نے کہا۔ گو دشمنی سے کرتے ہیں کرتے تو یاد ہیں نہیں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

کاتب الوحی:-

قرآن مجید چون کہ الہی کتاب ہے، اس کے تعارف کے لیے بھی آسمانی کتاب درکار ہے، آسمانی کتاب کی اشاعت کا انحصار آسمانی حفاظت اور بقا پر ہے، اس واسطے رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ (پارہ ۱۲، سورہ بقرہ)

”بے شک ہم نے آنکارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہ بان ہیں۔“

(کنز الایمان)

اب جس پر نازل ہوئی اس کا امین ہونا اور لانے والے کا امین ہونا بھی ضروری ہے۔ لانے والے کو روح الامین کا لقب عطا فرمایا اور جس پر نازل ہوئی اس کے حافظے اور یادداشت کی ضمانت بھی اللہ تعالیٰ نے خود دی۔ فرمایا:

مَسْقُورٌ لَّكَ فَلَا تَنْسِي۔ (پارہ ۱۲، سورہ بقرہ)

”اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے۔“ (کنز الایمان)

انسانوں تک پہنچانے والا امین ہو۔ پہنچانے کے دو ذریعے ہیں: وقت اور دائمی: وقت یہ کہ حضور ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے تلاوت کر کے جیسی نازل ہوئی تھی سنائی۔ یہ حضور ﷺ کی ذات تک تھی، خود کیا، صحابہ کبار کو بھی علم دیا۔ دائمی یہ ہے کہ اس کتاب کی کتابت کا انتظام فرمایا، کتابت کا فریضہ یہ ہے کہ حضور ﷺ جیسے شخص کو کتابت کے لیے مقرر فرمائیں جو امین ہو۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی جا چکی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب الوحی تھے۔

”معانی الاخبار“ شیخ صدوق قمی ص 346 طبع جدید مطبع حیدری، تہران: اس میں ایک پورا باب ہے، جس کا عنوان ہے:

”استعانة النبي ﷺ بمعاوية في كتابة الوحى“

یعنی نبی ﷺ کا کتابت وحی میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدد حاصل کرنا۔

”انوار افرانیہ“ محدث نعمت اللہ الجزائر کی ص 247 پر ہے:

و كذلك جعل معاوية من الكتاب قبل موته بسة اشهر بمثل هذه المصلحة و ايضا عثمان و اضرابه ما كانوا يحضرون الا في المسجد مع جماعة الثامس فما يكتبون الا ما نزل به جبرئيل بين الملاء۔

اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات سے چھ ماہ پہلے اس مصلحت کی بنا پر کاتب وحی مقرر فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی مشی کاتب وحی مقرر فرمائے جو مسجد نبوی میں حاضر ہو کر وحی قرآن لکھتے تھے جو ظاہر یا ہر نازل ہوتا تھا۔

محدث نعمت اللہ الجزائر کی کو یہاں دو باتوں کا اعتراف ہے:

- ۱- یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی مقرر فرمایا۔
- ۲- یہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی دیانت و امانت میں کوئی شبہہ نہیں، وہ وحی قرآن لکھتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا تھا۔

”تفتیح المقال فی علم الرجال“ معروف بہ ماہنامہ ص 222 پر حروف تہجی کے لحاظ سے باب میم میں لکھتا ہے: (یہ کتاب شیعہ کے نزدیک اس سے رجال میں لاثانی ہے)

فهو معاوية بن ابي سفيان اسمه صخر بن حرب بن امية بن عبد الشمس بن عبد مناف يكنى ابا عبد الرحمن القرشي الاموي كاتب رسول الله ﷺ ولي الخلافة حين سلم الامر اليه حسن بن علي عليهما السلام و صالحه و ذلك في شهر ربيع الآخر او جمادى الاولى سنة احدى و اربعين و مات يوم الخميس ثمان بقين من رجب سنة ستين و هو ابن ثمان و سبعين سنة۔

”یہ معاویہ بن ابی سفیان ہیں۔ ان کا نام صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہے۔ کنیت ابو عبد الرحمن قرشی اموی کاتب رسول اللہ ﷺ ہیں جن سے امام حسن



نے صلح کر لی اور خلافت ان کے حوالے کی تو یہ والی خلافت ہے۔ یہ صلح ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ 41ھ میں ہوئی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات 22 رجب 60ھ میں یہ عمر 78 برس ہوئی۔

یعنی شیعہ فتنہ رجال کے ماہر علامہ مامقانی نے یہ تسلیم کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب الوحی مقرر فرمایا۔ محدث نعمت اللہ الجزائری کی تحریر سے پہلے لکھا جا چکا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی وفات سے چھ ماہ قبل مصلحت کے طور پر ان کو کاتب وحی مقرر فرمایا اور ظاہر ہے کہ یہ انتخاب حضور اکرم ﷺ نے بہ حکم خداوندی کیا تھا، خدا و رسول کے اس انتخاب سے ناراض ہو کر اس حقیقت کو مخفی کرنے کے لیے بہت کوششیں لوگوں نے کی ہیں جس میں ”فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب“ میں موجود ہے، مگر اصل حقیقت مذکورہ چار کتابوں سے ثابت ہوگئی کہ حضور ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی بہ امر خداوندی مقرر فرمایا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو مصر کا عامل (گورنر) بنایا تھا۔ کیا غیر مومن بھی کاتب الوحی مقرر ہو سکتا ہے؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتب الوحی ہونا ایک تاریخی حقیقت ہے، پھر بھی اگر ہٹ دھرمی کر کے یہ کہا جائے کہ مانا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے صہر تھے، تمام امت کے ماموں تھے، کاتب وحی تھے، مگر ان تمام اوصاف کے ہوتے ہوئے وہ مومن نہ تھے۔ (معاذ اللہ)

پھر اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اتنی بڑی ذمہ داری کسی غیر مومن کو بھی سونپی جاسکتی ہے؟ قرآن پاک سے رہ نمائی ملتی ہے۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

انما المشرکون نجس فلا یقرءوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا۔

(پارہ ۱۰ سورہ بقرہ ۲۸)

”مشرک نرے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں۔“ (کنز العمال)

یہ آیت کریمہ 9ھ میں نازل ہوئی۔ نجاست کی دو قسمیں ہیں: ظاہری اور باطنی: ظاہری نجاست پانی کے ساتھ دھونے سے بھی دور ہو جاتی ہے، مگر نجاست باطنی پانی کے ساتھ دھونے سے بھی دور نہیں ہوتی۔ تو ان کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نجاست باطنی تھی (معاذ اللہ)، وہ پانی کے ساتھ دھونے سے بھی نہ اتر سکتی تھی، تو ان کو کاتب وحی کیوں مقرر کیا گیا؟

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ان کو ان اوصاف کا مانگ کیوں بنایا۔ واضح رہے: کاش کہ مبلغ صاحب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر عقیدہ رکھتے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں انتہائی بے ہودہ باتیں کر کے اپنا اور سامعین کا ایمان خراب نہ کرتے۔

کیا ایسے شخص کی تقریر سننا، اس کی مجلس میں آنا اور خاموش بیٹھ رہنا اور دعوت دے کر اس کی خدمت اور نوازشیں کرنا اور تعظیم کے ساتھ روانہ کرنا جائز ہوگا؟ کیا وہ قابل تعظیم و تکریم ہے؟ حاشا و کلا۔

**سوال 2:** حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ زندگی کے آخری دم تک شرف صحابیت پر فائز رہے یا جناب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کے بعد اس شرف سے محروم ہو گئے؟

**سوال 3:** جنگ جمل وصفین میں جن لوگوں نے جناب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے خلاف حصہ لیا، وہ کس لقب کے مستحق ہیں؟

**الجواب:** ایہا الناس کا جواب ہماری سابقہ تحریر سے ثابت ہو گیا، تفصیلی جواب جنگ صفین کے بیان میں آجائے گا۔

یہودی سازش کے تحت سینکڑوں سال مسلسل پروپیگنڈا سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے محاسن اور مناقب پر دہیز پردے ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے، مگر جاہلوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ ان الزام تراشیوں کا تھوک کا کاروبار بھی شروع کر دیا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر جو الزام ہاندھے گئے ان میں واضح بہتان ہے کہ انھوں نے خلیفہ راشد کے خلاف جنگ کیوں کی؟ اس ضمن میں سب سے پہلے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جنگ کی وجہ اور بنیاد کیا تھی؟

”کتاب البلاغہ“ مع شرح ابن میثم طبرانی جلد ۲، غم ص 194 پر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی ایک چشمی ہے جو تمام شہروں میں بھیجی گئی:

کتبہ الی اهل الامصار یقص فیہ ما جرى بینہ و بین اهل الصیفین و کان بداء امرنا انا التقینا و القوم من اهل الشام و المظاہر ان ربنا واحد و نبینا واحد و دعوتنا فی الاسلام واحدة لا نستزیدہم فی الایمان باللہ و التصدیق برسولہ و لا یستزیدوننا الامر واحد الا ما اختلفنا فیہ من دم عثمان و نحن عند براء۔

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے تمام شہروں کے لیے ایک حشمتی مراسلہ لکھا کہ صفین میں ہمارے اور اہل شام کے درمیان جو جنگ ہوئی اس سے کوئی غلط فہمی نہ ہو کیوں کہ ہمارا رب ایک ہے، نبی ایک ہے، ہماری اسلام کی دعوت ایک ہے، ہم شامیوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان و یقین میں زیادتی کا دعویٰ نہیں کرتے اور نہ وہ ہم پر زیادتی کا دعویٰ کرتے ہیں اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان و یقین میں ہم دونوں فریق برابر ہیں، اختلاف صرف دم عثمان میں ہے اور ہم اس سے بری ہیں اور یہی تازہ کی وجہ ہے۔“

اس عبارت سے چند وجوہ ثابت ہو گئے:

- ۱- اختلاف صرف قتل عثمان میں ہے۔
- ۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چٹھی سے بنیادی طور پر یہ بات ثابت ہوئی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو خلافت کے مدعی تھے نہ انھوں نے حکومت چھیننے کے لیے یہ جنگ لڑی بلکہ اس کی وجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ تھا اور یہ مطالبہ ہر متعلقہ انسان کا قانونی حق ہے۔
- ۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس امر کا اعلان کیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان اور ہمارے ایمان میں کوئی فرق نہیں، اگر کسی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے واقعی تعلق ہے۔
- تو اسے حضرت کی یہ بات ماننے میں پس و پیش نہیں کرنا چاہیے اور اگر اسی پر اصرار ہو کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایمان سے محروم ہیں (معاذ اللہ) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق وہ دراصل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایمان کی نفی کر رہا ہے کیوں کہ ان کا اعلان ہے کہ ایمان میں ہم برابر ہیں، لہذا اگر معاذ اللہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایمان سے خالی ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان کے برابر ہوئے۔ (ثم معاذ اللہ)

۲- حشمتی مراسلہ بھیجے کا محرک کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام کو برا بھلا کہنا شروع کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انھیں اس بے ہودگی سے روکنے کے لیے حقیقت بتا دی۔

اس سے ظاہر ہوا کہ یہ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بہتان ہے کہ منبر پر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا جانتا تھا، یہ دراصل اپنے اس گھناؤنے فعل پر پردہ ڈالنے کی کوشش ہے کہ برا بھلا کہنے کی

ابتداء ہیجان علی کی طرف سے ہوئی اور اس سلسلہ میں اب وہ تو معذور ہیں۔

”نسخ البلاغہ“ کی شرح ”درة النجیہ“ ص 301 پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس اعلان کی تائید ہے، وہ یوں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا:

فقال معاویہ رضی اللہ عنہ لہم اقاتلہ لانی افضل منہ ولكن اقاتل لیدفع الی قتلہ عثمان رضی اللہ عنہ۔

”حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے میری جنگ اس بنا پر نہیں ہوئی کہ میں ان سے افضل ہوں بلکہ اس لیے ہوئی کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میرے حوالے کریں۔“

دونوں عبارتیں ”نسخ البلاغہ“ کی شرح کی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں ہوں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں ہوں، دونوں نے جنگ کی وجہ قصاص عثمان کو قرار دیا ہے۔ مقصد یہ ہوا کہ یہ کفر و اسلام کی جنگ نہ تھی۔ بات تو صاف ہے، مگر یار لوگ کہتے ہیں کہ ”نسخ البلاغہ“ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطبہ 16 سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صرف ان کے ظاہری اسلام کی بات کی تھی، باطن میں تو وہ مسلمان نہیں تھے۔ خطبہ 16 کی عبارت یہ ہے:

قال ما اسلموا و لكن استسلموا و اسروا الکفر فلما وجدوا اعوانا عليه اظهروا۔

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ مسلمان نہیں ہوئے بلکہ ظاہری طور پر اسلام کو مان لیا اور ان کے باطن میں کفر پوشیدہ ہے جب انھوں نے کفر میں مددگار پائے تو کفر کو ظاہر کر دیا۔“

”نسخ البلاغہ“ کے شارحین سب نے یہی اعتراض یا تاویل کی ہے۔ اس کے جواب میں پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ تکلف فراء خواہ کیا گیا ہے، آسان بات یہ تھی کہ کہہ دیجئے کہ حضرت نے تجزیہ کیا تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ”نسخ البلاغہ“ میں الحاقی کلام کا ہونا تحقیق کو پہنچ چکا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر اسے الحاقی کلام نہ مانا جائے تو یہ قول عمار کا ہے۔ جیسے ”درة النجیہ“ ص 347 پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا قول موجود ہے۔



چوتھی بات یہ ہے کہ یہ خطبہ اس وقت کا ہے جب جنگ شروع نہیں ہوئی تھی اور عسکری مراسلہ جنگ کے بعد اور صلح ہونے کے بعد کا ہے۔ لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ شہادت پہلے کی تاریخ ہے۔

اب ذرا ظاہری اور باطنی ایمان پر اصولی بات کی جائے۔

۱- ہم ظاہری شریعت کے مکلف ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ظاہری ایمان کی شہادت دے دی۔ عقیدہ باطنی چیز ہے، جس کی حقیقت معلوم کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔

۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان کیا کہ ہم اور اہل شام ایمان میں برابر ہیں، تو دوسری توجیہ کے مطابق مطلب یہ ہوگا کہ معاذ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جیسے میں ظاہر مسلمان ہوں ویسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ظاہر میں مسلمان ہیں، جیسے باطن میں وہ ہیں ویسے ہی میں ہوں۔ (معاذ اللہ)

۳- پھر جو آپ نے فرمایا: ربنا واحد... اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جیسے ظاہر میں میرا رب ایک ہے اور رسول بھی اور دعوت اسلام بھی ایک ہے باطن کا حال دوسری شق جیسا ہوا۔ (معاذ اللہ)

۴- ”نسخ البلاغ“ مصری ص 105 پر ”قد فتح باب الحروب بینکم و بین اهل القبلة“ تمھارے اور اہل قبلہ کے درمیان لڑائی کا دروازہ کھل گیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو بات صاف کر دی، مگر اہل قبلہ کی اصطلاح کا مفہوم کہیں سے دعووتنا پڑے گا۔ کیا اسلامی تاریخ میں یا دینی لٹریچر میں اہل قبلہ کی اصطلاح کفار کے لیے بھی استعمال ہوئی ہے؟

اگر ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایمان سے خالی ثابت کرنے کے جنوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کیوں مولیٰ جا رہی ہے؟

یہ حرکت حسب علی تو ہرگز نہیں کیوں کہ اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت ظاہر ہے، اہت بغض معاویہ کے قبیل سے ضرور ہے اور جہاں بغض ہو وہاں انصاف کہاں ہوتا ہے؟! جہاں علی کی تہذیبیت خود مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے متعین فرمادی۔

”نسخ البلاغ“ مصری ص 179 پر ہے:

قال لوددت و الله ان معاوية صار في حكم صرفه الدينار بالدرهم

فاخذ مني عشرة منكم و اعطاني رجلا منهم۔ (نسخ البلاغ ج ۱ ص ۱۷۷)

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم میں دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ کاش امیر معاویہ میرے ساتھ سودا کریتے جیسے کوئی شخص بیع الصرف کرے کہ سونے کے دینار کے بدلے چاندی کا ایک درہم لے لے، پس امیر معاویہ اپنے ایک آدمی مجھے دے دے اور میرے دس آدمی لے لے۔“

اس عبارت سے ایک اور بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جہاں تک حیدر علی اور شامی فوج کے ایمان کا تعلق ہے وہاں تو ایک اور درجہ کی نسبت ہے یعنی اہل شام حیدر علی کے متعلق جہاں تک زیادہ صاحب ایمان و یقین، وفادار، ایثار پیشہ، صادق القول اور امن تھے، ادھر تو 10/9 حصہ دین تھیہ میں مضمر ہے جیسے ”اصول کافی“ میں ہے:

تسعة اعشار الدين في التقية۔

نو حصے دین تھیہ میں، ایک حصہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، خمس، حج، زواری وغیرہ میں ہوا۔

اہل سنت و جماعت سن کر سمجھ لیں کہ صحابہ کرام کی عزت و عظمت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کس قدر ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

و الله العزة و لرسوله و للمؤمنين و لكن المنافقين لا يعلمون۔

(پارہ ۲۸، المنافقون ص ۸)

”اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے، مگر منافقوں کو خبر نہیں۔“ (کنز الایمان)

اور سورہ حدید میں ارشاد فرمایا:

و الذين امنوا بالله و رسله اولئك هم الصديقون و الشهداء عند

ربهم لهم اجرهم و نورهم۔ (پارہ ۲۷، الحدید ص ۱۹)

”اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لیے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے۔“

(کنز الایمان)

اور ان کے مخالفوں کے لیے فرمایا:

و الذين كفروا و كذبوا باياتنا اولئك اصحاب الجحيم۔ (پارہ ۲۷، الحدید ص ۱۹)

”اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں۔“ (کنز الدین)  
اہل سنت و جماعت کے نزدیک دونوں فرقوں کے مقتولین کے بارہ میں فیصلہ خود مولیٰ علی  
کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

”قتلای و قتلای معاویہ فی الجنة۔“

”جو میرے گروہ سے قتل ہوئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ سے مقتولین دونوں  
جنتی ہیں۔“

اور جو زندہ ہیں ان کا فیصلہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے کر دیا اور مصالحت کر کے اپنی خلافت ان کے  
سپرد کر دی، شیعہ کے نزدیک امام کی ہر بات نص ہوتی ہے۔ تو امام حسن رضی اللہ عنہ کا خلافت سپرد کر دینا  
شیعہ مذہب کے لحاظ سے نص قطعی سے ثابت ہوا۔

**سوال 4:** امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت جو چنانچہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد قائم ہوئی خلافت جائز  
تھی یا ناجائز؟ جن عمامے اس حکومت و خلافت راشدہ کہا انھوں نے حق کہا یا خطا کی؟  
**الجواب:** اس کا جواب سوال 3 کے جواب میں آچکا ہے، شیعوں کو اس پر اعتراض نہ کرنا  
چاہیے، نیز امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔  
درجہ کشی مطبوعہ بمبئی ص 72 پر ہے:

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما اور قیس بن سعد بن عبادہ جو حضرات حسنین کے ساتھ  
تھے شام میں پہنچے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے انھوں نے اندر آنے کی اجازت  
طلب کی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی اور خطبا جمع ہوئے تو  
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن کو کہا:

یا حسن! قم، فبايع! فقام و بايع ثم قال للحسين عليه السلام: قم،  
فبايع! فقام و بايع۔ ثم قال: يا قيس! قم، فبايع! فالتفت الى الحسين  
عليه السلام ينظر ما يأمروه فقال: يا قيس! الله امامي يعني امام حسن  
عليه السلام۔

امام حسن کو امیر معاویہ نے کہا: اٹھو اور بیعت کرو، وہ اٹھے اور بیعت کی۔ پھر امام  
حسین کو کہا: اٹھو اور بیعت کرو! انھوں نے بھی اٹھ کر بیعت کر لی، پھر قیس کو کہا:  
اٹھو اور بیعت کرو! انھوں امام حسین کی طرف التفات کی اور جواب کے ان سے

نظر تھے۔ امام حسین نے فرمایا: اے قیس! یقیناً امام حسن میرے امام ہیں۔ مطلب  
یہ ہوا کہ جب میرے امام حسن نے بیعت کر لی ہے، تمہیں کیوں شیعہ پیدا ہوا۔  
اس بیعت سے پہلے جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے مصالحت کا ارادہ کیا تو شیعوں کو اعتراض ہوا،  
اس کے جواب میں امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

و الله ان معاوية خير لي من هؤلاء يزعمون انهم لي شيعة اجتفوا قللي  
و انتهبوا قللي و اخذوا مالي و الله لئن اخذ من معاوية عهدا احقن به  
دمي و اومن به في اهلي خير من ان يقتلوني فتضيع اهل بيتي و اهلي  
و الله لو قاتلت معاوية لاخذوا بريقتي حتى يدفعوني اليه سليما و الله  
ان اسالهم و انا عزيز خير من ان يقتلني و انا اسير او يمن علي  
فيكون سنة بني هاشم اخر الدهر و لمعاوية لا يزال يمن بها و عقبه  
علي الحي منا و الميت۔ (احتجاج طبرسی ص ۲۹۰ مطبوعہ عید مشہد مقدس)

جب امام حسن رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کر کے دُھنی ہو کر مدائن میں آئے تو  
زید بن وہب جہنی نے ان سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول کے بیٹے! لوگ  
حیران ہیں اس مصالحت میں آپ نے کیا حکمت دیکھی؟ تو آپ نے جواب دیا اور  
فرمایا: خدا کی قسم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجھے اپنے شیعوں سے بہتر ہیں، مجھے انھوں نے قتل  
کرنا چاہا، میرا اثاثہ چھینا، میرا مال لیا، خدا کی قسم اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے میں عہد  
لے لیتا ہوں جس کے طفیل اپنے آپ کو قتل ہونے سے بچاؤں اور میں اپنے اہل  
میں مامون ہو جاؤں تو اس سے بہتر ہے کہ شیعہ مجھے قتل کر دیں، میرے اہل بیت  
اور میرے اہل کو تباہ کر دیں اور خدا کی قسم اگر امیر معاویہ کے ساتھ جنگ کرتا تو میری  
گردن پکڑ کر امیر معاویہ کے حوالہ کر دیتے، خدا کی قسم اگر میں حضرت امیر معاویہ  
کے ساتھ صلح و آشتی کا معاملہ کر لوں جب کہ عزت و آبرو والا ہوں تو میں بہتر رہوں گا  
اس چیز سے کہ وہ مجھے امیر کر کے قتل کر دے یا مجھ پر احسان کرے اور یہ اس کا  
احسان میرے پر اور بنی ہاشم پر ہے گا اور ان کا ہمیشہ احسان رہے گا جب تک ہم  
میں سے کوئی زندہ رہے گا یا مر جائے گا۔

وہ شیعہ جو امام حسن رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے وہی ہیں جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں بھی



ہو انہوں میں سے شامل ہو گئے تھے جن کی تعداد بیس ہزار سے زائد تھی جیسے کہ ”ناخ التوارخ“ میں موجود ہے جب کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارا مطالبہ دم عثمان کا ہے، ان کے قتل ہمارے حوالے کر دو تو ہم آپ کے ساتھ بیعت بھی کر لیتے ہیں اور آپ کو جعفر خلیفہ سمجھتے ہیں تو بیس ہزار سے زائد آدمی کھڑے ہو گئے اور کہا: ہم عثمان کے قاتل ہیں، ہم سے کون قصاص لیتا ہے؟ وہی لوگ امام حسن رضی اللہ عنہ کو دھوکا دے کر انکسار میں شامل ہو گئے ان کا ارادہ بھی غلط تھا جس کو امام حسن رضی اللہ عنہ نے ”احتجاج“ کی عبارت میں واضح کر دیا۔

اب تم امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کا کیا جواب دو گے؟ بیعت لینے والا جب یہ قول تمہارے مسلمان نہیں اور وہاں جنگ صفین میں قتل ہو جاتا تو کوئی مسلمان ان کا جنازہ نہ پڑھتا اور نہ اسے کوئی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دیتا تو بیعت کرنے والوں کا حال ان کے نزدیک کیا ہوگا؟

کیا یہ معاویہ کی کہلانے کا حق دار ہے؟ ایسے منافق سے بچو!!

**سوال 5:** حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب جو احادیث شریف کی کتابوں میں ملتے ہیں قتل قبول ہیں یا قاتل رد؟

**الجواب:** حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًا۔ (الحديث)

”اے اللہ! معاویہ کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا!“

دوسری حدیث میں فرمایا:

اللّٰهُمَّ عِزِّهِ الْكِتَابُ وَالْحِسَابُ وَقِهِ الْعَذَابُ۔ (الحديث)

اے اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے بچائے رکھنا! اور آپ ﷺ کی دعا سے مبارک بارگاہِ خداوند تعالیٰ میں یقیناً مقبول و مستجاب ہے۔

۱۰۱۰ مطبوعہ اشرفیہ بغداد میں فرماتے ہیں:

و قال المدائنی كان زيد بن ثابت يكتب الوحي و كان معاوية يكتب

للمسيح عليه السلام فيما بينه و بين العرب اي من وحى و غيره فهو امين

رسول الله ﷺ على وحي ربه و ناهيك بهذا المزية الرفيعة

محدث مدائنی نے فرمایا کہ زید بن ثابت دینی لکھتے تھے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم

ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کو بھی لکھتے اور اہل عرب کی طرف جو خطوط بھیجے جاتے تھے وہ بھی لکھتے تھے اور وہ اللہ کے رسول ﷺ کے امین تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے رب کی وحی پر ایسے شخص کے مرتبہ رفیعہ کے خلاف باتیں کرنے سے بچو!

فقبل يا ابا عبد الرحمن ابهما الفضل معاوية او عمر بن عبد العزيز

فقال: و الله ان العباس الذي دخل في انف فرس معاوية مع رسول الله

ﷺ الفضل من عمر بالف مرة، صلى معاوية خلف رسول الله

ﷺ فقال رسول الله ﷺ: سمع الله لمن حمده و قال معاوية:

ربنا لك الحمد۔ فما بعد هذا الشخص الاعظم اذا كان مثل ابن

المبارك يقول في معاوية ذلك و ان ثواب انف فرس فضلا عن ذاته

الفضل من عمر بن عبد العزيز الف مرة فاي شبهة تبقي لمعادنو اي

دخل بمسك به غبي او جامد۔

ابو عبد الرحمن سے سوال ہوا (جو عبد اللہ بن مبارک ہیں) کہ امیر معاویہ اور عمر بن عبد

العزيز رضی اللہ عنہما سے کون افضل ہے؟ تو ابو عبد الرحمن نے فرمایا: خدا کی قسم جو غبار امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں حضور ﷺ کی معیت میں چلتی تھی وہ خاک ہزار

درجہ عمر بن عبد العزيز سے بہتر ہے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے پیچھے نماز

پڑھی جب حضور ﷺ نے سمع اللہ لمن حمده پڑھا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ربنا

و لك الحمد کہا، پھر اس سے بڑھ کر عظیم شخص کون ہوگا اور جب عبد اللہ بن

مبارک جینا آدمی (جس کی امام بخاری امیر المؤمنین فی اللہ ریث نے اپنی تصحیح البخاری

میں تقریباً چار سو روایات لی ہیں) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں فرماتے ہیں کہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک کی مٹی عمر بن عبد العزيز سے ہزار درجہ

بہتر ہے تو مخالفت کرنے والوں کے لیے اب کون سا شہید باقی رہتا ہے اور اس غبی

اور منکر کے پاس کون سی دلیل ہے جس کے ساتھ وہ تمسک پکڑے۔

اور خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان ”شیخ البلاغہ“ ص 277 طبع جدید مع شرح ”دفین اسلام“

میں ہے:

لقد رايت اصحاب محمد ﷺ فما اري احدا منكم يشبههم لقد

كانوا يصبحون شعثا و قد بانوا سجدا و قباها يراو حون بين جباههم  
و حدودهم و يففون على مثل الجمر من ذكر معادهم كان بين  
اعينهم ركب المعزى من طول سجودهم اذا ذكر الله حملت اعينهم  
حتى تبل جبينهم و مادوا كمناميد الشجر يوم الريح العاصف خوفا  
من العقاب و رجاء للثواب۔

حضور ﷺ کے صحابہ کو میں نے آنکھوں سے دیکھا میرے شیعوں میں سے میں نے  
کسی کو ان جیسا نہیں دیکھا اس لئے کہ دونوں کو (میدان جنگ میں) پراگندہ ہال اور  
خبر آورہ چروں سے ہوتے تھے اور رات بچہ اور قیام میں بیدار ہو کر گزارتے تھے  
وہ راحت حاصل کرتے تھے اپنی پیشانیوں اور رخساروں کے درمیان یعنی بچہ دوں  
میں گویا وہ جنگ کے انگاروں پر کھڑے ہوتے تھے آخرت کی یاد کی وجہ سے  
قیامت کے ذکر سے انگاروں کی مانند جلنے والوں کی طرح مضطرب ہو جاتے تھے  
اور لمبے بچہ دوں کی وجہ سے ان کی آنکھوں کے درمیان یعنی پیشانیوں پر کمریوں کے  
کھنٹوں کی طرح کوٹے پڑے ہوئے تھے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ان کے پاس کیا جاتا  
تو عذاب کے ڈر سے اور ثواب کی امیدوں سے ان کی آنکھیں ایسے آنسو برساتیں  
کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے اور خود وہ لرز جاتے جیسے کہ درختوں کے سخت تنے  
سخت آندھی سے لرز جاتے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دل میں صحابہ کرام کی شان کتنی بلند تھی کہ اپنے سچے مقلد یوں  
شیعوں کو ایسے کلمات بیان فرما رہے ہیں کہ صحابہ کی شان ایسی ہے کہ تم سے کسی کی وہ نہیں تو  
منافقوں کے متعلق ان کے دل میں صحابہ کرام کے خالقوں سے کتنی نفرت ہوگی۔ و احسنناہ!  
آج کل کے نام نہاد و کئی منافقین کو خوش کرنے والے جو ابن سہاک خباثتوں پر عمل کرتے  
ہیں اور اہل بیت کرام کی تاریخ داری کی طرف نہیں جاتے ایسے مبلغین کو امام بنانان کو دعوت دینا  
اور ان کی تکریم کرنا کتنا برا ہوگا؟

سوال 6: بعض عمامے کرام فرماتے ہیں: جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کسی قسم کا طعن کرے وہ جہنم کا  
کتاب ہے۔ کیا یہ درست ہے؟

الجواب: ”اذا ما شریعت“ اعلیٰ حضرت بریلوی، مطبوعہ مدینہ منورہ، کراچی ص 102 پر ہے:

”اللہ نے سورہ حدید میں سید کرام کی دو قسمیں فرمائیں: ایک وہ کہ قس علیہ کہ  
مشرقتہ ایمان ہوئے اور راہ خدا میں مال خرچ کیا، جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد فتح  
نابہ پھر فرما دیا:

و کلا وعد اللہ الحسنی۔

دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان  
کو فرماتا ہے:

اولئك عنها مبعدون لا يسمعون حسبها و هم فيما اشتكت  
انفسهم خالدون لا يحزنهم الفزع الاكبر و تلتفهم الملائكة هذا  
يوممکم الذی کنتم فوعدون۔ (پارہ ۱۰ ص ۱۰۲ تا ۱۰۳)

”وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں وہ اس کی بھٹک نہ سکیں گے اور وہ اپنی من مانی  
خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے انھیں فزع میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ  
اور فرشتے ان کی پیش وانی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ  
تھا۔“ (تکڑا بیان)

رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ جل جلالہ بناتا ہے تو جو شخص کسی صحابی پر طعن  
کرے وہ اللہ واحد قہار کو چھٹلاتا ہے اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کا ذکر ہے  
ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں، رب تعالیٰ نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی  
بند فرمادیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دونوں فریق سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمادیا:

و اللہ بما تعملون خبیر۔ (پارہ ۲۸ ص ۸)

”اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔“ (تکڑا بیان)

اور اللہ جل جلالہ کو جب خبر ہے جو کچھ تم کرو گے یہ اس جہنم میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ  
فرمایا اس کے بعد جو کوئی کئے اپنا سر کھائے، خود جہنم میں جائے۔

علامہ شہاب الدین خفجی رضی اللہ عنہ لریاض شرح شفا سے ام قاضی میاض رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں:

و من یکون بطعن فی معاویہ فذلک من کلاب الہاویہ

جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں سے ایک کتاب ہے۔

یہ خبا خذلہم اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے بل کہ اللہ جل جلالہ رسول اللہ ﷺ



کو ایذا دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے:

من اذاهم فقد اذنی و من اذانی فقد اذی الله و من اذی الله فبوشک الله ان یأخذہ۔ (الحدیث)

”جس نے میرے سچا بہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی، جس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے۔“ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

اب اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ میں شیعہ کا حال مختصر لکھتا ہوں، اس پر بھی غور کریں!

”حیات اعلیٰ حضرت“ کے ص 140 پر ایک استفتاء آپ کے پاس آیا، مستفتی قاضی فضل احمد لدھیانوی 21 صفر 1339ھ۔ استفتاء میں پتھا:

ایک رافضی نے کہا کہ آیت کریمہ ”انا من المحرمین منتقمون“ کے اعداد 1202 ہیں اور یہی اعداد ابوبکر، عمر اور عثمان کے ہیں۔ یہ کیا بات ہے؟

**الجواب:** ردائف لعنہم اللہ تعالیٰ کی بنا سے مذہب ایسے ہی اوہام بے سرو پا پر ہے اور اگر ہر آیت عذاب کے اعداد اس اختیار کے مطابق کر سکتے ہیں اور ہر آیت ثواب کے اعداد اسے کفار سے کہ اس میں وسعت وسیعہ ہے، ثانیاً امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے تین صاحب زادوں کے نام ابوبکر، عمر اور عثمان ہیں، رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا، کوئی ناچھی ادھر پھیر دے گا اور دونوں ملعون ہیں۔

حدیث شریف میں ہے: سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی وادیت پر حضور ﷺ اتھریف لے گئے اور ارشاد فرمایا:

ارونی ابنی ماذا سمیتموہ۔

مجھے میرا بیٹا دکھو، تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟

مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

حرب۔

فرمایا:

نہیں، بل کہ وہ حسن ہیں۔

پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت پر تشہیف لے گئے فرمایا:

مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا نام کیا رکھا؟

مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

حرب۔

فرمایا:

نہیں، بل کہ وہ حسین ہیں۔

پھر حضرت محسن کی ولادت پر وہی فرمایا۔ حضرت علی نے وہی عرض کی۔ فرمایا:

نہیں، بل کہ وہ محسن ہے۔

پھر فرمایا:

میں نے اپنے ان بیٹوں کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے ناموں پر رکھے ہیں، شہر، شیر اور بشر حسن، حسین اور محسن۔ ان کے ہم وزن وہم معنی ہیں۔ اس سے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اختیار کے ناموں پر رکھنے چاہئیں بلکہ ان کے بعد صاحب زادوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان اور عباس وغیرہم رکھے۔

ثالثاً رافضی نے اعداد غلط بتائے امیر المومنین عثمان غنی کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا تو عدد 1201 ہیں نہ کہ 1202۔

۱۔ ہاں اور رافضی 1202 عدد کا ہے کے ہیں؟ ابن سبار افسدہ کے؟

۲۔ ہاں اور رافضی 1202 عدد ان کے ہیں، انیس یزید ابن زیاد شیطان الطاق کلینی ابن بابویہ قمی طوسی علی۔

۳۔ ہاں اور رافضی اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان الذین فرقوا دینہم و کانوا شیعا لست منهم فی شئ۔

(پارہ ۱۱، انعم ۱۵۵)

”وہ جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہو گئے اے محبوب! تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔“ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ کے عدد 2828 ہیں اور یہی عدد ردائف اشاعہ شریعہ شیعہ اسماعیلیہ کے، اگر انہی طرح سے اسماعیلیہ الف چاہیے تو یہی ردائف اشاعہ شریعہ نصیریہ

دوستا علیہ کے ہیں۔

۳۔ یاں اور انھی! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

لھم اللعنة و لھم سوء الدار۔ (پارہ ۱۳، سورہ البقرہ ۲۵)

”ان کا حصہ لعنت ہی ہے اور ان کا ٹھکانہ برا گھر۔“ (کنز الایمان)

اس کے عدد 644 ہیں اور یہی عدد ہیں شیطان الطاق طوسی علی کے۔

۵۔ نہیں، اور انھی! بل کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اولئک هم الصدیقون و الشہداء عند ربھم لھم اجرھم۔

(پارہ ۲۷، الحدید ۱۹)

”وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لیے ان کا ثواب ہے۔“ (کنز الایمان)

اس کے عدد 1445 ہیں اور یہی عدد ہیں: ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور سعید کے۔

۲۔ نہیں، اور انھی! بل کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اولئک هم الصدیقون و الشہداء عند ربھم لھم اجرھم و نورھم۔

(پارہ ۲۷، الحدید ۱۹)

”وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لیے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے۔“ (کنز الایمان)

اس کے اعداد 1792 ہیں اور یہی عدد ہیں: ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد کے۔

۷۔ نہیں، اور انھی! بل کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و الذین امنوا باللہ و رسلہ اولئک هم الصدیقون و الشہداء عند ربھم لھم اجرھم و نورھم۔ (پارہ ۲۷، الحدید ۱۹)

”اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لیے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے۔“

(کنز الایمان)

آیت کے عدد 3600 ہیں، یہی عدد ہیں: صدیق، فاروق، ذوالنورین، علی، طلحہ،

زبیر، سعد، سعید، ابو سعید، عبدالرحمن بن عوف کے۔

الحمد للہ، آیت کریمہ کا تمام وکال ہند مدح بھی پورا ہو گیا اور حضرات عشرہ مبشرہ کے اساتے طیبہ بھی آگئے جس میں اصلاً تکلف اور تصنع کو دخل نہیں۔

کچھ دنوں سے آنکھ دکھتی ہے، یہ تمام آیات عذاب واساتے شرار و آیات مدح واساتے اختیار کے عدد محض خیال کے مطابق کیے جن میں صرف چند منٹ صرف ہوئے، اگر لکھ کر اعداد جوڑے جائیں تو مطابقتوں کی بہار نظر آئے، مگر بعونہ تعالیٰ

اس قدر بھی کافی ہے۔ فللہ الحمد و اللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر محمد احمد رضا

اب بتاؤ کہ اعلیٰ حضرت کا یہ مولوی مقرر معتقد ہے یا منکر؟ تفسرون علی اللہ الکذب و

کفی! بہ الما مبینا۔

اللہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت کو ہدایت دے ایسے وابستہ لوگوں سے نفرت کی قوت عطا فرمائے اور انھیں ان کے ساتھ ترک موالات کلی کی سعادت حاصل ہو۔

سوال 7: جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کو اہل بیت رسول کا دشمن اور اقتدار کا اپنی کہے اس شخص کے متعلق شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

الجواب: مذکورہ بالا حوالہ جات میں اس سوال کا جواب آچکا ہے۔

حکشی مر اسلہ جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ”شیخ الایمان“ میں موجود ہے اس میں طرفین سے یہ خدمت کے حصول کا موقف تھا اور نہ ہی دنیا کمانے کا لالچ تھا، دونوں کا موقف صرف اور صرف رم عثمان کا مطالبہ تھا امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی تھی اس وقت شیعوں کے جو حالات تھے ”احتجاج طبری“ کے حوالہ سے وہ بیان ہو چکے ہیں اس کے بعد جب شام میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پہنچے تو حسین کریمین اور قیس بن سعد بن عبادہ نے بہ طیب خاطر بیعت بھی کر لی تو اب لالچ کا تو مسئلہ ہی نہ رہا۔

آپ کے آخری مکتوب میں یہ چیز باقی رہ گئی جو مولوی مقرر نے بیان کیا:

”جناب معاویہ (رضی اللہ عنہ) ابتداءً خلافت جناب علی رضی اللہ عنہ سے لے کر امام حسن رضی اللہ عنہ کی

بیعت نہ کرنے تک باقی رہے اور باقی کا حکم یہی ہے کہ اگر وہ مر جائے تو اس کی نماز

جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے، اگر وہ جنگ صلیب میں قتل ہو جائے تو اہل مدینہ میں کوئی

بھی ان کا جنازہ نہ پڑھتے، کیوں کہ وہ باقی تھے۔ اس کے بعد مولوی مقرر نے



دورانِ تقریر یہ بھی کہا کہ تاجر بن عدی، عمار بن یاسر اور ابولیس قرنی کے قتل کا معاملہ بھی امیر معاویہ کے پلائے میں جاتا ہے۔“

**الجواب:** اس تقریر سے مقرر نے اپنے فاسد عقیدہ کے تحت نئی غلطیاں کی ہیں:

پہلی غلطی یہ ہے کہ بغاوت کے معنی کو اس نے سمجھا ہی نہیں۔

دوسری غلطی یہ ہے کہ اہل بغاوت کا موقف کیا تھا؟ اسے علم ہی نہیں۔

تیسری غلطی یہ ہے کہ صفین کے بعد حضرت علیؑ جو کشتی مراسلہ سب کی طرف بھیجے

اس پر حضرت علیؑ کا کیا حال بنے گا؟

چوتھی غلطی یہ ہے کہ امام حسن اور امام حسینؑ چھ جنھوں نے امیر معاویہؓ کی بیعت کی

تھی۔ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا؟

اس کی تقریر سے قرآن مجید کا انکار، حدیث شریف کی مخالفت لازم آتی ہے۔ اب وہ

مسلمان بھی رہا یا نہ رہا اب اس کے جواب سنو!

پہلی بات یہ ہے کہ باغی کی تعریف میں یہ عنصر شامل ہے کہ وہ حکومت کے بنیادی دستور کو تسلیم نہ کرے اور حکمران کی مخالفت اس بنا پر کرے کہ اپنے آپ کو حکومت کے لیے اس کے مقابلے میں زیادہ مستحق سمجھے اور اس سے خلافت چھیننا چاہے۔

لیکن امیر معاویہؓ جیٹھ اور حضرت علیؑ کے درمیان جو جنگ ہوئی اس کا سبب مذکورہ باتوں میں سے کوئی بات بھی نہیں تھی۔ امیر معاویہؓ نے اعلان کیا کہ میں قصاص عثمان کا مطالبہ کر رہا ہوں اور حضرت علیؑ جیٹھ نے کشتی مراسلہ میں وضاحت کر دی کہ ہمارا اختلاف صرف در عثمان میں ہے۔ کشتی مراسلہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب دونوں فریق وضاحت کر رہے ہیں تو بغاوت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ قصاص عثمان میں اختلاف کی وجہ سے یہ حادثہ رونما ہوا، کوئی تیسرا آدمی یا گروہ وہاں ایسے لگے کہ نہیں یہ بغاوت ہے بات مردود ہوگی۔ ع من چہ راہم و ظہورہ من چہ سراہیہ  
بھائیو! امیر معاویہؓ جیٹھ سے تمھیں بغض بھی، حضرت علیؑ کا تو کچھ حیا کرلو، جس کے ساتھ فتنی وہ حقیقت سے نا آشنا ہے اور تمھیں بذریعہ وحی حقیقت سے آگاہ کر دیا گیا!!

کیا خدا تعالیٰ سے تمھارا کوئی خصوصی رشتہ ہے یا اس کی وجہ یہ ہے کہ تو کون؟ میں خواہ مخواہ۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

فَإِنْ مَّبَغْتِ أَحَدَهُمَا عَلَى الْآخِرَىٰ فَهَاتِلُوا إِلَيَّ تَبَغْيِي حَتَّى تَنْفِيءَ إِلَيَّ

امر اللہ۔ (پارہ ۲۶، النجرات ۴)

”پھر اگر ایک دوسرے پر (بیادتی کرے تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ

اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے۔“ (کنز الدین)

اس آیت کی روشنی میں ذرا حالات کا جائزہ لیجیے!

۱۔ جنگ شروع ہوئی جس کی وجہ قصاص عثمان کا مطالبہ تھا۔

۲۔ جنگ ختم ہو گئی اور ختم بھی صلح پر ہوئی۔

سوال یہ ہے کہ کیا امیر معاویہؓ جو اسے مطالبے سے دست بردار ہو گئے؟

اگر نہیں تو حضرت علیؑ جیٹھ نے جنگ کیوں بند کی؟ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہیں پشت

کیوں ڈال دیا؟ قرآن مجید کی رو سے ان کا فرض تھا کہ اس وقت تک جنگ جاری رکھتے جب تک

کہ امیر معاویہؓ جیٹھ خدا تعالیٰ کے حکم کی طرف (بہ قول و فعل) نہ لوٹ آتے اور نائب نہ ہو جائے، لہذا

حضرت علیؑ جیٹھ کے جنگ بند کرنے اور صلح کر لینے سے یہ ثابت ہو گیا کہ امیر معاویہؓ جیٹھ باغی نہ

تھے شیعوں کے نزدیک لعل امام تو نص قطعی ہوتا ہے، لہذا نص ابوالاکثرہ حضرت علیؑ جیٹھ تو امیر معاویہؓ

جیٹھ کے باغی نہ ہونے پر نص قطعی ہے۔

پھر مولوی مقرر کا کہنا کہ ”جناب مصطفیٰؐ نے جسے باغی کہہ دیا تو قیامت تک کوئی بھی

اسے غیر باغی ثابت نہیں کر سکتا“ مردود ہوا یا نہ؟

پھر اس صلح کے بعد حضرت معاویہؓ کا حضرت علیؑ جیٹھ سے جس حسن سلوک کا اظہار ہوا

وہ بے خود اس الزام کی نمایاں تردید ہے۔

فیصلہ کے بعد حضرت علیؑ جیٹھ کے پاس تو صرف کوفہ اور حجاز رہ گیا تھا اور اس چھوٹی سی

سلطنت کی حفاظت کے لیے جہاں ٹار فوج حضرت علیؑ جیٹھ کے پاس موجود تھی اس کی جاں

نثاری کا عالم یہ تھا کہ حضرت علیؑ جیٹھ اپنی فوج سے دس دس کرا امیر معاویہؓ جیٹھ سے ایک لے لینے کو

نفع کا سودا سمجھتے تھے۔

تیسری بات یہ ہے کہ حضرت امام حسنؑ نے اپنی آزاد مرضی سے حقوق امیر معاویہؓ جیٹھ

کو سوچ کر رت کر دیا کہ وہ بائی تو کہاں ہو گئے بل کہ ملحدوں خلیفہ ہیں۔

جب حضرت امام حسن مجتبیٰ نے ان کے ہاتھ پر ریت کر لی تو شیعہ اور مولوی مقرر کے نزدیک امام کا یہ فعل حضرت امیر معاویہؓ کی مخالفت پر ٹھس ہوا۔

حضرت امیر معاویہؓ کو بائی کہنے والوں کو قرآن کا وہ دینا تو بے سود ہے کیوں کہ موجودہ قرآن سے ان کا کوئی تعلق نہیں وہ اس قرآن کو کتاب الہی تسلیم نہیں کرتے، بلکہ ان سے یہ کہنا ان کی خیر خواہی کی وجہ سے ضروری ہے کہ حضرت علیؓ اور امام حسن مجتبیٰؓ کا حیا کریں ان کے فعل سے مخرب ہو کر اور برائت کا اظہار کر کے کیا منہ دکھائے گے۔

قرآن مجید کی مذکورہ آیت کے پہلے حصہ سے ضمناً ایک اور بات بھی ثابت ہوتی ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ مبارک یہ ہیں:

وَانْظُرْ إِلَىٰ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَافْعَلُوا لِحِصْنِهَا (پروہ ۱۲۰ اجرات ۹)

”اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کراؤ“ (تفسیر ابن)

توفیقین میں جو دو گروہ تھے ان کو اللہ تعالیٰ مومن فرماتا ہے، لہذا اگر بغض معاویہ کی وجہ سے

کوئی آدمی امیر معاویہؓ کو بائی کہنے سے باز نہ آئے تو بھی ان کو مومن کہے بغیر چارہ نہیں۔

بان، آدمی قرآن کا منکر ہو تو اس سے کچھ بعید نہیں، جو چاہے کہتا پھرے۔ فقط۔ اللہ و رسولہ

اعلم بالصواب۔

محمد عبدالرشید رضوی غفرلہ

ایر قومی ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰



ہے جس کے ساتھ کوئی دوسری نیکی برابر نہیں ہو سکتی۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الا تفرى ان اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه و عليهم و سلم و بارك فضلوا بالصحة على من عداهم سوى الانبياء عليهم السلام و ان اويسا قريبا و عمر مروانيا مع بلوغهما نهاية الدرجات و وصولهما غاية الكمالات سوى الصحة فلا جرم صار خطاء معاوية

خيرا من صوابهما ببركة الصحة۔ (تہذیب امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۱۱۰)

صحبت نبوی ایک ایسی نیکی ہے جو اگلے پچھلے تمام سینات کے لیے کفارہ ہے۔ صحابہ کرام میں جس طرح سیدنا حضرت صدیق اکبر، سیدنا حضرت عمر، سیدنا حضرت عثمان غنی، سیدنا حضرت علی مرتضیٰؓ داخل ہیں، یوں ہی سیدنا حضرت امیر معاویہؓ بھی داخل ہیں۔ ان کے صحابی رسول ہونے میں معمولی شک کی گنجائش بھی نہیں۔ اگر کوئی شخص محض تاریخی رطب و یابس کی بنیاد پر ان کو گنہ گار ثابت کرے بھی تو ان کے تمام اگلے پچھلے گناہوں کے لیے صحبت نبوی کفارہ و سینات ہے اور وہ مذکورہ آیت کی رو سے قطعی جنتی ہیں۔

حضرت علامہ شیخ الحدیث والتفسیر پیر سائیں غلام رسول قاسمی صاحب مدظلہ العالی سرگودھا کی تالیفات میں سے ”صافیہ لما وقع بین علی و معاویہ“ (ؓ) کا میں نے از قول تا آخر مطالعہ کیا ہے۔ ماشاء اللہ سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کی شخصیت پر بہت عمدہ تالیف ہے۔ آپ نے رسالہ کے اول میں بد نصیبوں کے بغض بھرے جملہ اعتراضات کے تسلی بخش اور مستند جوابات دیے ہیں اور آخر میں سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کے فضائل و مناقب خوب صورت ترتیب سے تحریر فرمائے ہیں۔ یہ رسالہ مختصر ہے، مگر اس موضوع پر جامع ہے۔ میں نے موصوف کی بعض دوسری تالیفات بھی پڑھی ہیں، ماشاء اللہ آپ نے جس موضوع پر قلم اٹھایا مسلکِ حق کی بہترین ترجمانی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے وجودِ مسعود کو مزید بابرکت بنائے! آمین یا رب العالمین، ہاد التبی الامین، صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

الراقم: محمد ایوب بزاروی، مدرس و خطیب اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور، بزارہ

آج 25 مارچ 2009ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ  
وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ۔  
أَمَّا بَعْدُ۔۔۔

چند ماہ پہلے ہمیں گھر بیٹھے بٹھائے ایک خط موصول ہوا جس میں حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف خت گستاخانہ طریقے سے بارہ سوال دانغے گئے تھے۔ ان سوالات کے ساتھ یہ خط بھی موجود تھا جس میں علمائے حق کو اس بد تمیز خط کا جواب لکھنے پر مجبور کر کے رکھ دیا گیا تھا۔ چنانچہ وہ خط ہم لفظ بہ لفظ شائع کر رہے ہیں۔ اسے پڑھ لینے کے بعد آپ پر واضح ہو جائے گا کہ ہماری طرف سے جواب منظر پر آنے کی تمام تر ذمہ داری سائل پر عائد ہوتی ہے یا پھر سائل کو استعمال کرنے والی لابی پر عائد ہوتی ہے۔ خط یہ ہے:

بخدمت جناب پروفیسر ہارون الرشید تبسم صاحب و علمائے ربانی سرگودھا السلام علیکم! وعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت رکھے۔ آپ دین کی خدمت کرتے رہیں مخلوق خدا آپ کے علم سے سیراب ہوتی رہے۔ ہمیں ایک ایسی جماعت سے مجاہدہ کا معرکہ پیش آ گیا ہے جس نے ہمارے مسلک کو چیلنج کیا ہے کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے پیش کردہ سوالات کے تحریری جوابات پیش کریں اگر جوابات پیش نہیں کر سکتے تو ہمارا موقف جو سراپا حق ہے، قبول کر لیں کہ یہی بات اہل حق کے شایان شان ہے۔

ہم نے مقامی علمائے الگ الگ رابطہ کیا اور انھیں صورت حال سے باخبر کر کے راہ نمائی کی (التجہ کی۔ مگر ہر ایک نے تحریری جوابات دینے سے گریز کیا اور کچھ علمائے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ اختلافی مسئلہ ہے اسے مت چھیڑو! انہیں نے جواباً عرض کیا کہ کیا اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں بھی یہ مسئلہ اختلافی ہے؟ تو مولانا صاحب خاموش ہو گئے۔ مزید میں نے عرض کیا کہ اختلاف میں بھی بیہوش ایک فریق حق پر ہوتا ہے جب کہ دوسرا غلطی پر۔ تو اس مسئلہ میں بھی ہمیں حق کا پہلو تلاش کرنا چاہیے۔ خاموشی اور تذبذب کا رستہ تو تفاق کی علامت ہے۔ اہل حق بیہوش حق

کو قبول کر کے اس کی تائید کرتے ہیں جب کہ باطل کو رد کرنے کی پُر زور تردید کرتے ہیں۔ یا تو ہم لکیر کے فقیر بن کر اندھی تقلید کے قائل بن کر بہت دھرم ہو چکے ہیں یا باطل کا جواب دینے کی ہمارے پاس ملتی استعداد نہ ہے یا پھر ہم ضد اور تعصب کا شکار ہو کر حق سے چشم پوشی کر رہے ہیں اور حق کو قبول کرنے والے جذبہ ایمان سے محروم ہو چکے ہیں۔ اس صورت حال میں ہم ذلالت فی لیاب کا نقشہ پیش کر رہے ہیں جو ایمان سوز اور تباہ کن ہے۔

آپ سے خدا مصطفیٰ ﷺ کے نام پر التجا ہے کہ ہماری راہنمائی فرمادیں! ہمیں ان سوالات کے جوابات سے آگاہ فرمادیں تاکہ ہمیں اطمینان قلب نصیب ہو۔ ہمیں تدبیر کی کیفیت سے نکال کر یقین کی منزل پر لایئے! اگر آپ نے بھی خاموشی اختیار کی، حق کو چھپایا اور ہر ری راہ نمائی نہ فرمائی تو یہ زقیامت آپ جواب دہ ہوں گے۔ خدا کی بارگاہ میں کیا منہ دکھاؤ گے۔ علمائے ربانی کی یہ شان نہیں کہ وہ حق کو چھپائیں۔ حق کو چھپانا تو سب سے بڑا ظلم و تعدی ہے۔

حق کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔ جب ہم اہل حق ہیں، تو پھر خاموشی کا کیا مطلب۔ کیا باطل کی تردید ضروری نہیں؟ جب کہ دوسرے فریق دعوے سے کہتا ہے کہ آپ سوالات کے جوابات پیش کر کے حق کو سامنے لائیں، ہم قبول کرنے کو تیار ہیں کہ قرآن و سنت میں ہر مسئلہ کا حل موجود ہے۔

امید ہے آپ مایوس نہیں فرمائیں گے اور اہل حق ہونے کا ثبوت پیش کریں گے اور ہماری راہ نمائی فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

طالب حق

غلام رسول نقشبندی

خطیب مرکزی جامع مسجد ریلوے روڈ، میاں والی واضح رہے کہ خطا کے ناکمل پر جن صاحب کو مخاطب کیا گیا ہے، ہم ان سے متعارف نہیں ہیں اور نہ ہی ہم نے انھیں سرگودھا کے علمائے شہر ہوتے سنا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ ان سوالات کے جواب ہم نے سائل کو ذاتی طور پر اس کے ایڈریس پر پوسٹ کر دیے تھے، مگر انہوں نے اس کے باوجود سائنس نے علم کی طرف وہی گھسے پئے سوالات بھیجے کا سلسلہ جاری رکھا۔ سائل کی اس حرکت سے ہم معاملے کی تینک بکھچکے ہیں، مگر فرض کذا یہ کہ اگر ان کی غرض سے سائل کے سوالوں کے جواب شائع کرنے کی جسارت کر رہے ہیں۔ جو جوابات ہم نے سائل کو ذاتی طور پر بھیجے تھے، یہ مضمون ان کی نسبت زیادہ مفصل ہے۔

## سوالوں کے جواب

سوال ۱:- فرمان خدا ہے: آیہ مومن کو تمنا نقل کرنے والا راہی جہنمی ہے۔ اس پر اللہ کا غضب و لعنت ہے اور اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار ہے۔ تو جس نے غلبہ راشد سے بنات کر کے بے شمار صحابہ کا قتل عام کر لیا وہ کس قدر اللہ کے غضب و لعنت کا مستحق ہوگا۔ وہ آپ کے علم و اعتقاد میں جتنی ہے جہنمی؟

جواب:- اولاً: آپ نے جو فرمان خدا نقل کیا ہے اس کے بارے میں جمہور مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت اُس شخص کے بارے میں ہے جو توبہ نہ کرے۔ (بخاری جلد ۱ ص ۲۳۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ اِلٰہِیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ۔ یعنی جو شخص توبہ کرے میں ضرور بخشے والا ہوں۔ (نہ: ۸۲)

اور حدیث شریف میں ہے کہ سوا آدمیوں کے قاتل نے جب اپنے دل سے توبہ کی تو اللہ نے اسے بخش دیا۔ (بخاری، مسند جلد ۲ صفحہ ۳۵، المستدرک صفحہ ۲۵)

نیز مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت اُس شخص کے لیے ہے جس نے مسلمان کے قتل کو حلال سمجھا۔ (ابن جریر جلد ۲ پارہ ۵ صفحہ ۲۶۶، بخاری جلد ۲ ص ۲۳۱)

ثانیاً: اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ اچھی نیت سے اپنی لاش جلانے کی وصیت کرنے والا بخشا گیا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۵۹)

اور بُری نیت سے جہاد کرنے اور علم پڑھانے والا جہنم میں گیا۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۳۰) مولانا علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں کی نیت درست تھی۔ حضرت ابودرداء اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہما نے سیدنا علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان صلح کرانے کے لیے زبردست کوشش فرمائی۔ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو انھوں نے فرمایا کہ میری جنگ صرف عثمان کے خون کی وجہ سے ہے۔ ملی نے قاتلوں کو پتا دے رکھی ہے۔ ان کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہمیں عثمان کے قاتلوں سے خون کا بدلہ دلوانا نہیں، اہل شام میں سے سب سے پہلے میں ان کے ہاتھ پر بیعت کروں گا۔ (الہدایہ، النہایہ ۲۲۹)

مولانا علی خود فرماتے ہیں کہ ہمارے اور معاویہ کے درمیان اور کوئی اختلاف نہیں تھا، صرف



نوں عہد کے بارے میں اختلاف ہو گیا تھا۔ (مسائل پنج سالہ صفحہ ۳۳)

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اتنی نقل و حرکت کے بعد بھی انھیں مسلمان قرار دیا ہے۔

حدیث فتنین من المسلمین۔ (بخاری جلد ۱ ص ۱۵۳)

جسے حضور ﷺ مسلمان قرار دیں، ہمارے علم اور اعتقاد میں وہ جنتی ہے اور جو شخص اسے مغضوب ملعون اور جہنمی کہے وہ خود مغضوب ملعون اور جہنمی ہے اور حبیب کبریا ﷺ سے ٹکر لے رہا ہے۔

مثلاً حدیث پاک میں ہے کہ حضرت احنف بن قیس فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی کی مدد کے لیے گھر سے نکلا۔ راستے میں میری ملاقات ابو بکر سے ہوئی، انھوں نے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے چچ زاد بھائی کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے فرمایا: اسے احنف! وہاں چلا جا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

إِذَا تَوَاجَعَا الْمُسْلِمَانِ يَسْفِهَمَا فَلْيَقَاتِلَا وَالْمَقْتُولُ لِي الشَّارِ

یعنی جب دو مسلمان تلواریں لے کر آمنے سامنے آجائیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۳۸، بخاری جلد ۱ ص ۱۵۳)

اس حدیث کو اگر آپ کی عینک سے پڑھا جائے تو دونوں طرف کے لشکر معاذا اللہ جہنم میں جا رہے ہیں خواہ حق پر کوئی بھی ہو۔ اور اگر یہاں تاویل ضروری ہے تو یہی تاویل حدیث شمار میں بھی ضروری ہے۔

سوال 2:- قرآن و سنت کی روش سے صحابی و باغی کی تعریف و جزا کیا ہے؟ کیا صحابی اور باغی کو ایک ہی زمرہ میں شمار کیا جاسکتا ہے یا نہ؟

جواب:- جس مسلمان نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی اور مرتد نہیں ہوا وہ صحابی ہے۔

قرآن شریف میں اللہ کریم جس شانہ کا ارشاد ہے کہ

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَفُتِّنَا الْبَاقِي تَبِعُوا قَبِيلَهُ إِلَىٰ أَنْ يَرَىٰ اللَّهُ

یعنی اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو، پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے تو جو بغاوت کرتا ہے اس کے خلاف اس وقت تک جنگ جاری رکھو جب تک کہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ (المحجرات ۱)

اس آیت میں مومنین کے دو گروہوں کا ذکر ہے جو آپس میں لڑ پڑیں۔ حکم یہ ہے کہ مومنوں کا ایک گروہ اگر مومنوں کے دوسرے گروہ پر بغاوت کرے تو مظلوم کا ساتھ دو۔ یہاں بغاوت کرنے والے کو بھی مومن کہا گیا ہے اور جس کے خلاف بغاوت کی گئی ہو اسے بھی مومن کہا گیا ہے۔ علامہ سواک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ باغی ہونے کے باوجود مومن ہے۔

اسی طرح ایک اور آیت میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَيَنْفَعُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

یعنی ظلم کرنے والے لوگ حق کے بغیر بغاوت کرتے ہیں۔ (غوری ص ۴۲)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایک بغاوت حق پر ہوتی ہے اور دوسری بغاوت حق کے بغیر ہوتی ہے۔ یہی بات اہل لغت نے بھی لکھی ہے۔ امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ کی آیت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

فَقَصَصَ الْعُقُوبَةَ بِبَغْيِهِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

یعنی اللہ تعالیٰ نے حق کے بغیر بغاوت کرنے پر تاراشگی کا اظہار فرمایا ہے۔

(المفردات صفحہ ۵۲)

اسی آیت سے لفظ بغاوت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

الْبَغْيُ قَدْ يَكُونُ مَحْمُودًا وَمَذْمُومًا

یعنی بغاوت اچھی بھی ہوتی ہے اور بری بھی۔ (المفردات صفحہ ۵۳)

"المنہج" میں بغاوت کے دو معنی لکھے ہیں:

(۱) تلاش کرنا یا مطالبہ کرنا

(۲) ظلم اور نا فرمانی کرنا۔ (المنہج جلد ۱ صفحہ ۹۳)

قرآن اور لغت کی روشنی میں واضح ہو گیا کہ باغی کا لفظ وسیع ہے اور ہر باغی کافر اور جہنمی نہیں ہوتا بلکہ اس لفظ کا اطلاق مومنین صادقین پر بھی ہوتا ہے۔ اسی لیے علامہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ بغاوت کے باوجود مجتہد تھے، لہذا ان پر کوئی گناہ نہیں۔ لکنہم مجتہدون فلا اثم علیہم۔ (شرح توری جلد ۲ صفحہ ۲۰۶)

ثانیاً: باغی کا معنی کچھ بھی ہو، نبی کریم ﷺ اپنے کسی غلام کے لیے یہ لفظ استعمال فرمائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ آپ ﷺ کی لڑکھڑاہٹ ہے اس اور چھوٹوں کو تنبیہ اور سب کر سکتے ہیں۔ جس طرح

اللہ کریم نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے کہ

وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ (طہ: ۱۲۱)

اس آیت کا ترجمہ علامہ نے اس طرح فرمایا ہے کہ آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔ (ترجمہ کنز الایمان، اعلیٰ حضرت)

حالانکہ قرآن کے اصل الفاظ عَصَىٰ اور غَوَىٰ ہیں۔ عَصَىٰ کا لفظی معنی ہے: نافرمان ہوا، اور غَوَىٰ کا لفظی معنی ہے گم راہ ہوا۔ کیا آپ یہ جرات کر سکتے ہیں کہ جس طرح آپ نے حضرت امیر معاویہ کو بغاوت کے لفظ کی وجہ سے باغی کہا ہے اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کو بھی۔ عاصی اللہ۔ عاصی اور غاوی کہہ دیں؟

اگر یہاں ہمیں حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت تاویل پر مجبور کر رہی ہے، تو اسی طرح ہمیں بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت اور ان کے فضائل تاویل پر مجبور کر رہے ہیں۔

مثلاً: جسے ہم صحابی کہہ رہے ہیں اور آپ باغی و مرتد ثابت کر رہے ہیں اسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مولا علی سے جنگ لڑ چکنے کے بعد مسلمان قرار دیا ہے۔ (بخاری ۵۲۰/۱)

لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق وہ صحابی ہی تھے، باغی و مرتد نہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ معاویہ کو کچھ نہ کہو، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے۔ (بخاری ۵۳۱/۱)

لہذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، باغی اور مرتد نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر پار جہاد کرے گا ان پر جنت

واجب ہو چکی ہے۔ (بخاری جلد ۱ ص ۴۱)

سب سے پہلے سمندر پار جہاد کرنے والے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اور اس حدیث میں ان کی واضح اور زبردست منقبت موجود ہے۔ فی ہذا الحدیث منقبت لمعاویۃ۔

(حاشیہ بخاری جلد ۱ ص ۴۱)

لہذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں نہ کہ مرتد۔ اور جو شخص اتنی تصریحات کے باوجود امیر معاویہ پر زبان درازی کرتا ہے، وہ خود باغی ہے اور مرتد ہو کر مرے گا۔ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنَنِي بِأَلْحَابٍ۔ "جو اللہ کے ولی سے عداوت رکھتا ہے اس کے خلاف اللہ کا اعلان جنگ ہے۔"

سوال 3:- احادیث متواتر کا ماننا مشن قرآن ضروری ہے۔ ایسی متواتر حدیث کے خلاف اعتقاد و عمل ہدایت ہے یا گم راہی؟

جواب:- حدیث علامہ ابن ماسر رضی اللہ عنہ متواتر نہیں۔ اور اگر اسے کسی نے متواتر کہہ بھی دیا تو بالتحقیق اس حدیث کا تواتر ثابت کرنا ناممکن ہے۔ اس حدیث کے تواتر پر آپ کا وثوق آپ کی خود غرضی اور عدم تحقیق کا بہترین مظہر ہے۔

اور اگر یہ حدیث متواتر ہو بھی تو پھر کیا ہوا؟ کس بد بخت نے اس حدیث کا انکار کیا ہے؟ انکار تو ہم صرف اس مضمون کا کر رہے ہیں جو آپ نے پوری امت کے خلاف کھس اپنی ذاتی رائے سے کشید کر لیا ہے۔ بتائیے اس حدیث سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جہنمی ہونا کہاں سے ثابت ہوا؟

بعض اوقات بغاوت کرنے والا ظالم ہوتا ہے، جیسا کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتل باغی ظالم تھے۔ کبھی حکم ران اور بغاوت کرنے والے دونوں مجتہد ہوتے ہیں اور محض نیک نیتی کی بنا پر

جنگ ہو جاتی ہے جیسا کہ مولا علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں جنگ ہوئی اور مولا علی و سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درمیان جنگ ہوئی۔ یہ دونوں بزرگ ہستیاں اپنی اپنی تحقیق کے مطابق حق پر تھیں۔ اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس فوج کو باغی گروہ قرار دیا ہے فتنہ باغیہ (مسم بدلتہ)

۳۹۵) اسی فوج کو مسلمان گروہ بھی قرار دیا ہے فتنین من المسلمین (بخاری جلد ۱ ص ۵۲) اور مولا علی کرم اللہ وجہہ لکھنؤ فرمادے ہیں کہ یہ کھس برادرانہ اختلاف تھا۔ (حاصل "کج البلاغہ" صفحہ ۴۴)

سوال 4:- اجتہاد کی تعریف۔ اجتہاد کب روا ہے؟ اجتہاد بالقلم یا بالسيف ہے؟ وہ کیا شرائط ہیں جن کا مجتہد میں پایا جانا ضروری ہے، جس سے وہ درجہ اجتہاد کو پہنچتا ہے اور مجتہد کو اپنی صریح خطا کا علم و یقین ہونے پر رجوع کرنا ضروری ہے یا نہ؟

جواب:- جس مسئلے کا حل قرآن و سنت اور اجماع میں نہ ملے قیاس کے ذریعے اس کا حل نکالنا اجتہاد کہلاتا ہے۔ واضح حکم موجود نہ ہونے کی صورت میں اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ مجتہد کے لیے قرآن و سنت کا عالم ہونا اور اجتہادی مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے۔

مجتہد کو اپنی خطا کا علم ہو جائے تو اس پر رجوع کرنا لازم ہے، لیکن اگر اسے اپنی خطا کا علم نہ ہو سکے اور وہ خود کو حق پر ہی سمجھ رہا ہو تو اس کی خطا معاف ہے بلکہ اسے اجتہاد کی خطا پر بھی اجر ملے گا۔ (مسلم بخاری، مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۲۲)

ثانیاً: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مولا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ کرنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ مسئلہ واقعی اجتہادی تھا اور اس میں غلط فہمی کی واضح گنجائش موجود تھی اور صرف امیر معاویہ ہی نہیں بلکہ تمام المؤمنین جہلاً میں بھی اجتہاد کی اختلاف ہوا۔ مجتہد کا اپنے موقف پر ڈٹے رہنا یا



اس سے رجوع کر لینا ایک الگ بحث ہے۔

ثالثاً: اجتہاد کی شرائط کچھ بھی ہوں، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مجتہد (فقہ) قرار دیا ہے۔ (بخاری جلد ۶ صفحہ ۵۳۲)

لہذا یہ سوال آپ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھیے کہ مجتہد کی شرائط کیا ہیں اور آپ نے معاویہ کو فقہ کیوں قرار دیا ہے۔

ملا فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ اجتہادی تھا، لہذا کسی پر کوئی گنا نہیں۔ قال العلماء: الخ۔

(نووی علی مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۶)

بل سنت کی وہی کتاب "شرح عقائد نسفی" میں ہے کہ

قلہ محامل و تاویلات۔ (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۱۶)

علامہ ابن جریر لکھتے ہیں کہ یہ مسئلہ اجتہادی تھا۔ (ظہیر البیان صفحہ ۳۵)

ماطی قاری لکھتے ہیں:

کان عن خطای فی اجتہادہم۔ (شرح فقہ کبیر صفحہ ۶۵)

علامہ پرہاروی لکھتے ہیں کہ یہ مسئلہ اجتہادی تھا۔ (نیراس صفحہ ۲۰۷)

امام عبدالوہاب شہرانی لکھتے ہیں کہ

کل مجتہد مصیب او المصیب واحد و المنحطی معلور بل ماجور۔

(الواقیت والحوایر صفحہ ۳۳۵)

فرمائیے! جس مسئلے کے اجتہادی ہونے کا اشارہ حدیث میں موجود ہے۔ دعو اھما

واحدہ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۵)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اسے اجتہادی سمجھ رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اختلاف صرف

خون عثمان میں تھا۔ (شیخ ابوالاعلیٰ صفحہ ۳۳۳)

اور اسی لیے فرماتے ہیں کہ دونوں طرف کے مقتول جنتی ہیں۔ (طبرانی کبیر جلد ۸ صفحہ ۲۷۶)

اس کے علاوہ یہ مسئلہ پوری امت کو اجتہادی نظر آ رہا ہے آپ کی فساد کی نگاہ کو اس کا

اجتہادی ہونا کیوں دکھائی نہیں دیتا؟ پہلے آپ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مولا علی رضی اللہ عنہ اور پوری امت کے

علماء کے مقابلے پر اپنی اوقات، علم اور قوت فیصلہ کے بارے میں ہمیں آگاہ فرمائیں!

سوال 5:- نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بالواسطہ یا بلاواسطہ گالیاں دینے والا، تنقیص و توہین کرنے والا،

بغض و عداوت رکھنے والا، نافرمانی کرنے والا مومن ہے یا منافق و مرتد؟

جواب ۱:- علمائے تصریح فرمائی ہے کہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو دی جانے والی وہ گالی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے گی اس سے مراد یہی گالی ہے۔ (مرآۃ جلد ۱ صفحہ ۳۳۸)

۲- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والا، تنقیص و توہین کرنے والا، تصریح نافرمانی کرنے والا کافر ہے، اگر پہلے مسلمان تھا تو اب مرتد ہو جائے گا۔

۳- نبی کو گالی دینے اور صحابی کو گالی دینے میں یہ فرق ہے کہ نبی کو گالی دینا کفر و ارتداد ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔ جب کہ صحابی کو گالی دینا فسق و فجور ہے اور اس کی سزا کوڑے مارنا

ہے۔ (اشفاق جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)

یہ ایک عام آدمی کی بات ہو رہی ہے کہ اگر ایک عام آدمی صحابی کو گالی دے تو اسے کوڑے مارے جائیں۔ لیکن اگر صحابہ کا آپس میں کوئی اختلاف ہو جائے اور ایک صحابی دوسرے صحابی کو

گالی دے تو یہ صورت حال بالکل مختلف ہے۔ دونوں طرف صحابی ہیں اور چوٹ برابر کی ہے، اگر چہ درجات کا فرق کسی۔ یہاں ہمارے لیے منہ بند رکھنا لازم ہے۔

۴- مگر یہاں یہ بات واضح رہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو کبھی گالی نہیں دی۔ عربی زبان میں گالی کو بھی "سب" کہتے ہیں اور ناراضگی یا ذانت

ذہت کرنے کو بھی سب کہتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ دو آدمیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سب کیا۔ قَسَبْنَاهُمَا النَّبِيَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۳۹)

ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اگر میں کسی مسلمان کو سب کروں یا اس پر لعنت بھیجوں تو اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دینا اور رحمت میں تبدیل کر

دینا۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۳۳)

کیا کوئی مسلمان یہ باور کر سکتا ہے کہ حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو گالی دی ہوگی؟ معلوم ہو گیا کہ عربی زبان میں سب و شتم سے مراد کسی سے ناراضگی کا اظہار بھی ہوتی ہے۔ خصوصاً حضرت مولا

علی کو سب کرنے سے کیا مراد تھی؟ اس کے بارے میں بھی حدیث سن لیجیے!

ایک آدمی نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مدینہ کا فلاں امیر منبر پر کھڑا ہو کر حضرت علی کو

گالیاں دیتا ہے۔ حضرت سہل نے پوچھا: وہ کیا الفاظ کہتا ہے؟ اس نے کہا: وہ حضرت علی کو "ابو

تراب" کہتا ہے۔ حضرت سہل بنس پڑے اور فرمایا: اللہ کی قسم اس نام سے انھیں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا ہے اور خود حضرت علی کو یہ نام سب سے زیادہ پیارا تھا۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۵)

واضح رہے کہ اس حدیث شریف میں حضرت معاویہ کی بات ہی نہیں ہو رہی۔ یہاں مروان بن حکم کی بات ہو رہی ہے جو مدینہ کا گورنر تھا۔

اس قسم کی باتیں جب متعصب اور قبیحہ باز شیعوں کے ہاتھ لگیں تو انھوں نے ایسی ہی باتوں کو پاش پاش کر دیا اور برادرانہ جھوک کو گالیاں بنا ڈالا اور تاریخ کی کتابوں میں لکھ ڈالا۔ سب کا ترجمہ گالی پڑھ کر لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید خدا غواغواستہ ماں بہن کی گالیاں دی گئی ہوں گی، حالاں کہ کوئی مائی کالا تاریخ کی کتابوں میں ایسی گندی گالیاں نہیں دکھا سکتا۔

**سوال 6:** - خلیفہ راشد کی اطاعت فرض ہے۔ فرض کا منکر و مخالف مومن ہے یا کافر؟

**جواب:** - خلیفہ راشد کی خلافت تحقیق ہو جانے اور طے پا جانے کے بعد اس کی اطاعت فرض ہے۔ لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چون کہ عدم اطاعت کے لیے خون عثمان کے سبب تاویل موجود تھی اور اس وقت تک سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت مستحکم بھی نہیں ہوئی تھی کہ تا فرمانی فرض ترک ٹھہرتی۔ لہذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں جھٹ سے بدتمیزی کرنے کی بجائے ادب اور احتیاط کا دامن تھا منظر ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ

فَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِنْهُمْ عَنَّا بِنِ اِخْتِلَافِهِمْ فَلَهُ عِنْدِي عَلَي هُدًى۔

یعنی صحابہ کے اختلاف کے باوجود اگر کوئی شخص کسی ایک کی بھی پیروی کر لے گا تو وہ اللہ کے نزدیک ہدایت پر سمجھا جائے گا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۳)

روافضی کی کتاب "احتجاج طبری" میں ہے کہ

اِخْتِلَافُ اصْحَابِنَا لَكُمْ رَحْمَةٌ۔

یعنی میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لیے رحمت ہے۔ (احتجاج طبری جلد ۱ صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶)

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے اختلاف کو رحمت قرار دیا ہے اور آپ اس اختلاف پر انھیں جہنم واصل کر رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن مولا علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما ایک دسترخوان پر موجود ہوں اور آپ کی بدتمیزیاں آپ کے گلے کا پھندا بن چکی ہوں۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْ عَنَّا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ عَلِيٍّ اِخْوَانًا عَلَي سُوْرٍ مُّقْتَابِلَيْنِ۔

یعنی ہم ان کے دلوں سے ناراضگیاں محکم کر دیں گے، وہ بھائی بھائی ہو جائیں گے اور ایک

دوسرے کے آگے سامنے ٹٹولیں پر بیٹھے ہوں گے۔ (حجر: ۴۷)

مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں امید رکھتا ہوں کہ میں، طلحہ، زبیر اور عثمان انھی لوگوں میں شامل ہوں گے جن کا ذکر اس آیت میں موجود ہے۔

(تذقی جلد ۸ صفحہ ۱۷۲، الہدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۹، بے شمار تفسیر)

**سوال 7:** - ایک صاحب ایمان تمام ارکان و فرائض اسلام و مجمع ضروریات دین و ایمان پر پختہ یقین و اطمینان رکھتا ہے۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اطہار، خلفائے راشدین، صحابہ کرام، اولیائے امت کا ادب و عشق رکھنے والا پیر و کار ہے۔ امیر عامر معاویہ کو باغی جاننے سے کیا اس کا ایمان کامل نہیں؟ اگر آپ کے اعتقاد و ایمان و علم میں تکمیل ایمان کا دار و مدار معاویہ کے ماننے پر ہی ہے تو قرآن و سنت میں اس کے جواز میں کیا دلائل ہیں؟

**جواب:** - یہی بات ایک قادیانی، خارجی اور رافضی بھی کر سکتا ہے۔ یہ لوگ بھی ان سب چیزوں کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں، مگر اپنی مرضی کی صرف ایک ڈنڈی مارتے ہیں اور یہی حال آپ کا بھی ہے۔

ثانیاً: آپ نے سوال میں اپنے آپ کو صحابہ کرام، اولیائے امت کا ادب و عشق رکھنے والا پیر و کار لکھا ہے۔ لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے کے بعد آپ کی یہ بات جھوٹی ثابت ہو گئی۔ نیز آپ نے سوال نمبر گیارہ میں لکھا ہے کہ ضدی و متعصب ملاں و صوفی معاویہ کی حمایت پر مصر ہے۔ یہ جملہ لکھنے کے بعد آپ خود کو اولیائے امت کا ادب و عشق رکھنے والا پیر و کار کیسے کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر آپ پرانے اولیا کو مانتے ہیں تو ان اولیا رضی اللہ عنہم کا عقیدہ بھی وہی تھا جو ہمارا عقیدہ ہے۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز، حضرت عمرو بن شریحیل ہمدانی، حضرت عبد اللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل اور حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے روحانی مشاہدات اور عقائد ہم عن قریب بیان کریں گے۔ یہاں ذرا دلیلوں کے سردار حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کا ارشاد گرامی سن لیجیے!

آپ فرماتے ہیں: رہا امیر معاویہ اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کا معاملہ: تو وہ بھی حق پر تھے اس لیے کہ وہ خلیفہ مظلوم کے خون کا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ اور قاتل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود تھے۔ پس ہر فریق کے پاس جنگ کے جواز کی ایک وجہ موجود تھی۔ لہذا ہمارے لیے سکوت اس سلسلہ میں سب سے اچھی بات ہے، ان کے معاملے کو اللہ کی طرف لوٹا دینا چاہیے۔ وہ



سب سے بڑا حاکم اور بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم اپنے عیوب پر نظر ڈالیں اور دلوں کو گناہوں کی چیزوں سے اور اپنی ظاہری حالتوں کو چھائی انگیز کاموں سے پاک اور صاف رکھیں۔ (غنیۃ الطالبین جلد ۱ صفحہ ۱۸۶)

اولیائے امت ملے کہ تمام اولیاء کے سردار جو کچھ فرما رہے ہیں وہ آپ نے پڑھ لیا ہے۔ ان اولیاء کو چھوڑ کر خدا جانے آپ کون سے اولیاء کے پیروکار ہیں۔

جلد: حبیب کریم ﷺ نے فرمایا کہ  
دَعُوا لِيْ اَصْحَابِيْ وَ اَصْحَابِيْ

”میری خاطر میرے صحابہ اور میرے سرال کو کچھ نہ کہا کرو!“

اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو صحابی نظر نہیں آئے تو کم از کم محبوب کریم ﷺ کے سرسالی رشتے کا بھی حیا کر لیا ہوتا۔

راجا: ایمان کا دار و مدار قرآن و سنت کو ماننے، صحابہ و اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا ادب کرنے اور دیگر بہت سی باتوں پر ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اسی دار و مدار کا ایک حصہ ہیں جس طرح کسی بھی دوسرے صحابی کو گالی دینا یا جہنمی کہنا خود جہنمیوں والی حرکت ہے اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی گالی دینا یا جہنمی کہنا دوزخیوں والی حرکت ہے۔

ایک صحابی رسول جو اللہ کو بالکل اسی طرح مانتا ہے جس طرح مولا علی مانتے ہیں، مولا علی ہی کی طرح نبی کریم ﷺ کو مانتا ہے، مولا علی ہی کی طرح ایمان رکھتا ہے اور اسی کا دعویٰ کرتا ہے۔ مولا علی خود فرمائیں کہ میں اس سے اللہ پر ایمان اور اس کے رسول کی تصدیق میں زیادہ نہیں ہوں اور نہ ہی وہ مجھ سے زیادہ ہے، ہمارا معاملہ بالکل ایک جیسا ہے، اختلاف صرف خون عثمان میں ہے اور ہم اس خون سے بری ہیں۔ (الحجۃ ۱۴۲۲ھ)

تقریباً یہی بات بخاری اور مسلم کی حدیث میں بھی موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:  
لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَقْتُلَ فِتْنَانِ عَظِيْمَتَانِ تَكُوْنُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ  
وَدَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ۔

یعنی قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو عظیم گروہوں کے درمیان زبردست جنگ نہ ہو، اُن دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔ (بخاری: جلد ۲۹ صفحہ ۲۹۰، مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۵)

اس حدیث کی تشریح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان دو

گروہوں سے مراد حضرت علی اور حضرت معاویہ کے ساتھی ہیں۔ چنانچہ امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ

اِخْوَانُنَا بَعَثُوا عَلَيْنَا۔

یعنی ہم پر بغاوت کرنے والے ہمارے بھائی ہیں۔

(سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۱۷۱، وصحیح المسند جلد ۲ صفحہ ۳۱)

یہی حدیث شیعہ کی کتاب ”قرب الاسناد“ میں بھی موجود ہے۔ (قرب الاسناد جلد ۲ صفحہ ۲۵)  
تو اب آپ بتائیے کہ ان صاف اور سیدھی باتوں کے باوجود امیر معاویہ کو گالیاں دینے کے لیے آپ کے پاس قرآن و سنت میں کیا دلائل موجود ہیں؟ جس شخص کو مولا علی ایمان اور اسلام میں مکمل طور پر اپنے جیسا قرار دیں، اُسے اپنا بھائی کہیں، نبی کریم ﷺ بھی اُن کی برابری کی تصدیق فرمائیں اور اُسے مسلمانوں کے گروہ میں سے قرار دیں، اُسے جہنمی کہہ کر خود جہنم میں جانے کا شوق آپ پر کیوں سوار ہے؟

نبی کریم ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی قرار دیا ہے۔ مولا علی فرما رہے ہیں کہ معاویہ ہمارا بھائی ہے۔ اب بتائیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور نبی کریم ﷺ کے درمیان کون سا رشتہ ثابت ہوا؟ دوسری طرف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہم شیرہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ دینی رشتہ کے علاوہ برادر نسبتی ہونا بھی شک سے بالاتر ہے۔ اب بتائیے کہ امیر معاویہ کو گالی دینا نبی کریم ﷺ کو گالی دینے کے مترادف ہے کہ نہیں؟

اب ذرا اپنے سوال کا جواب طویل القدر تابعین کی زبانی لفظ بہ لفظ سن لیجیے امام زہری رضی اللہ عنہ کو اہل بیت سے اتنی زیادہ محبت تھی کہ بعض لوگوں نے ان پر شیعہ ہونے کا شک کر دیا ہے۔ یہی امام زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے فرمایا: اے زہری! سن لے! جو شخص ابو بکر، عمر، عثمان اور علی کی محبت پر مراء اور اس نے گواہی دی کہ عشرہ مبشرہ جنتی ہیں اور امیر معاویہ سے رحم دلی کا رویہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کا ذمہ دار ہے کہ اس سے حساب نہ مانگے۔ (البدایہ النہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۶)

حضرت ابو توبہ طلحہ قدس سرہ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مثال صحابہ کرام کے لیے ایک پردے جیسی ہے۔ جس شخص نے آپ پر زبان درازی کر دی، اس کی جھجک اتر گئی اور اس کے لیے باقی صحابہ پر زبان درازی کا دروازہ کھل گیا۔ (البدایہ النہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۷)

ایک اللہ کے ولی نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ کے پاس ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور معاویہ موجود تھے۔ راشد الکندی نامی ایک شخص آیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ شخص ہم میں نقص نکالتا ہے۔ کندی نے کہا: یا رسول اللہ! میں ان سب میں عیب نہیں نکالتا، بل کہ صرف اس ایک معاویہ میں عیب نکالتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرا برا ہوا کیا یہ میرا صحابی نہیں ہے؟ آپ نے یہ بات تین بار فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے ایک نیرہ پکڑا اور معاویہ کو دے دیا اور فرمایا: یہ اس کے سینے میں مارو! انھوں نے اسے نیزہ مار دیا۔ میری آنکھ کھل گئی۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ راشد کندی کو رات کے وقت سچ بچ کسی نے مار دیا ہے۔

(الہدایہ النبیہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۷)

اب آپ خود سوچ لیجیے کہ ایمان کی تکمیل کا دار و مدار امیر معاویہ پر ہے یا نہیں۔

سوال 8:- إِنَّ اللَّهَ خَرَمَ الْجَنَّةَ عَلَى مَنْ حَكَمَ أَهْلَ بَيْتِي أَوْ قَاتَلَهُمْ أَوْ آغَايَ عَلَيْهِمْ أَوْ سَبَّهُمْ۔

”بے شک اللہ نے حرام کر دیا جنت کو اس شخص پر جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا یا ان سے جنگ کی یا ان سے جنگ کرنے والے کی اعانت و مدد کی یا ان کو گالی دی۔“

یہ سب کام معاویہ نے کیے۔ اس حدیث کی رو سے معاویہ کے چہنچہ ہونے میں قطعاً شک نہ رہا، لیکن حواری ملاں اپنے مفروضوں کے بل بوتے پر معاویہ کو گھسیٹ گھسیٹ کر جنت لے جانے کی کوشش میں کامیاب ہوں گے یا خود بھی اس کے ساتھ جہنم کا بندھن بنیں گے؟

جواب:- اذنا: آپ نے اس حدیث کا حوالہ نہیں دیا۔

ثانیاً: اہل بیت کی تین اقسام ہیں:

سب سے بڑی اور حقیقی قسم اصل اہل بیت ہے وہ ازواج مطہرات اور چار شہرہ ادیاں ہیں۔ ازواج مطہرات کا اہل بیت ہونا سورۃ احزاب میں نص سے ثابت ہے۔

دوسری قسم داخل اہل بیت ہے جن میں مولیٰ علی اور حسینؑ شامل ہیں۔

تیسری قسم لاحق اہل بیت ہیں جیسے حضرت سلمان فارسیؑ اور اُمّت کے منتخب لوگ۔

(سبح سائل اردو صفحہ ۹۴)

اب آپ بتائیے جب مولیٰ علی اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کی جنگ ہوئی تو دونوں طرف اہل بیت تھے کہ نہیں؟ اور سیدہ صدیقہؓ اعلیٰ درجہ کی اہل بیت ہیں کہ نہیں؟ اہل بیت ہونے

کے ساتھ ساتھ وہ مولیٰ علی کی ماں تھیں کہ نہیں؟ اور قرآن کے مطابق ماں کو ناف کہنا بھی منع ہے کہ نہیں؟ اب آپ کا مولیٰ علی پر کیا فتویٰ ہوگا؟

ہمارے نزدیک اس جنگ میں بھی اجتہادی اختلاف ہوا تھا اور اس جنگ میں بھی تحقیق کے لحاظ سے مولیٰ علی کا موقف درست تھا، مگر فریق ثانی ان سے بڑھ کر اہل بیت تھا۔ ان کی شان میں بدتمیزی کرنا بد درجہ اولیٰ منع ہے۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہ السلام کے درمیان ناراضگی کا ذکر قرآن میں موجود ہے، چھوٹا بھائی اپنے بڑے بھائی سے ناراض ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو داڑھی مبارک سے اور سر کے بالوں سے پکڑ لیا۔ (حاصل جلد ۴۳)

لیکن چوں کہ یہ بڑوں کا معاملہ ہے، لہذا ہمیں ادب کی وجہ سے خاموش رہنا چاہیے۔ مولیٰ علی اور سیدہ صدیقہؓ میں ناراضگی ہوگئی۔ (عام کتب تاریخ)

مولیٰ علی اور سیدۃ النساء میں جھگڑا ہوا اور سیدۃ النساءؓ کو ٹھکرائی کریم ﷺ کے ہاں چلی گئیں۔ اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي۔

جس نے غلطی کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ (بخاری جلد ۵ صفحہ ۵۲۲)

اگر آپ میں معمولی بھی خدا خونی اور احتیاط کا مادہ موجود ہے تو اس خطرناک صورت حال میں خاموشی کو ہی ترجیح دیں گے اور اگر قسمت پھٹ چکی ہے اور بد بختی غالب آگئی ہے تو بھاری بجلی کے خطرناک تاروں میں انگشت زنی کرتے رہیے۔ اہل سنت ایسے معاملات میں ادب کی وجہ سے خاموش رہا کرتے ہیں۔

ثالثاً: حدیث شریف میں ہے کہ جس نے میرے اہل بیت سے جنگ کی اس کے ساتھ میری جنگ ہے اور جس نے ان سے صلح کی اس سے میری صلح ہے۔ آپ کو حضرت امیر معاویہ کا مولیٰ علی سے جنگ لڑنا تاریخ میں نظر آ گیا ہے تو فرمائیے کہ اس جنگ کے بعد امام حسنؑ سے صلح کرنا نظر کیوں نہیں آیا؟

سوال 9:- مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنَنِي بِالْحَرْبِ یعنی جس نے میرے ولی سے عداوت

و مخالفت کی میرا اس سے اعلان جنگ ہے۔ تو جس نے عمر بھر امام الاولیاء سے جنگ و جدل کا سلسلہ جاری رکھا اور خطبہ جمعہ میں حضرت علیؑ اور آپ سے محبت کرنے والوں پر لعن طعن کرنا اور کرتا رہا اس کے خلاف اللہ تعالیٰ کے اعلان جنگ کی شدت کا کیا عالم ہوگا۔



ایسے شخص پر اللہ کا غضب ہے یا رحمت؟

**جواب:** - مَنْ عَادَى لِيُ وَرِيًّا میں مولا علی کا خصوصی نام نہیں ہے، بل کہ جس طرح مولا علی اللہ کے ولی ہیں اسی طرح امیر معاویہ بھی اللہ کے ولی ہیں۔ ہاں درجات کا فرق ضرور ہے۔ درجات اور مراتب کا فرق جس طرح انبیاء علیہم السلام میں پایا جاتا ہے اسی طرح صحابہ کرام بھی سارے ایک جیسے نہیں ہیں۔

آپ نے یہ حدیث اس مفروضے کی بنا پر نقل کی ہے کہ امیر معاویہ اللہ کے ولی نہیں ہیں۔ یہ آپ کا خانہ ساز مفروضہ ہے جس کی تردید ہم ساتھ ساتھ کرتے آ رہے ہیں۔ اور یہ جنگ ایک ولی کی دوسرے ولی کے ساتھ تھی جس طرح اہل بیت کی باہمی رجحانیں تھیں۔ اللہ کے ان پیاروں پر باہمی جھگڑوں کے باوجود رحمت ہی رحمت ہے اور انہیں برا کہنے والوں پر اللہ کا غضب ہے خواہ رافضی ہوں یا خارجی۔

**سوال 10:** - ”مومن بنی علی سے محبت کرے گا اور منافق بنی علی سے بغض رکھے گا۔“

معاویہ کا زندگی بھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ و جدل کرنا اور ان پر لعن طعن کرنا اور کرنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی علامت ہے یا بغض کی؟ اس حدیث اور کردار معاویہ کی روشنی میں معاویہ مومن ہے یا منافق؟

**جواب:** - امیر معاویہ کے دل میں مولا علی کا بغض نہیں تھا۔ اور نہ ہی وہ جنگ و جدال بغض کی بنا پر تھا۔ جس طرح سیدنا موسیٰ و سیدنا ہارون علیہم السلام کے دلوں میں ایک دوسرے کا بغض نہ تھا، مگر حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی مبارک پکڑ لی اور جس طرح مولا علی کے لیے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے دل میں بغض نہ تھا، مگر پھر بھی جنگ ہوئی اور سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء علیہا السلام اور مولا علی رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑا ہوا۔

معلوم ہوا کہ جنگ یا جھگڑے کے لیے بغض کا ہونا ضروری نہیں۔

ثانیاً: یہ حدیث ترمذی میں ہر صحابی کے بارے میں بھی موجود ہے کہ

مَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِغْضِي أَبْغَضَهُمْ۔

(ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵)

**سوال 11:** - ملت اسلامیہ کے تمام اہل حق کا یزید کے لعنتی و جہنمی ہونے پر اجماع ہے۔ جب نہ یزید اول (امیر عامہ معاویہ) جو یزیدیت کا بانی اور اسے تقویت دینے والا استشاریہ ملت

کو پروان چڑھا کر استشاریہ ملت کو چاہ کرنے والا تحریف دین اور ملوکیت کی بنا قائم کرنے والا۔ قاتل آل و اصحاب باغی کا کردار یزید کے کثوت سے بڑھ کر بدتر ایمان سوز اور دین کش ہے۔ ہر ایں بعد ضدی و متعصب ملاں و صوفی یزید اول (معاویہ) کی حمایت پر مصر ہے۔ کیا یزید اول (معاویہ) اور یزید ثانی کے کردار و کثوت میں مماثلت نہیں ہے؟

**جواب:** - اولاً: آپ کے یہ قول جب ملت اسلامیہ کے تمام اہل حق کا یزید کے لعنتی و جہنمی ہونے پر اجماع ہے تو پھر آپ ہی بتائیے کہ وہی اہل حق امیر معاویہ کے جہنمی ہونے پر متفق کیوں نہیں ہوئے؟ جب کہ آپ ہی کے یہ قول امیر معاویہ یزیدیت کا بانی اور یزید کے کثوت سے بڑھ کر بدتر ایمان سوز اور دین کش ہے۔ اس کے لیے آپ کو کھینچنا پڑا اور محنت کیوں کرنا پڑی ہے۔ آپ کم از کم سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو تو اہل حق مانتے ہی ہوں گے۔ ہمیں بتائیے کہ انھوں نے چھوٹے یزید کے خلاف تلوار کیوں اٹھائی اور بڑے یزید کے خلاف تلوار کیوں نہ اٹھائی؟ یہ سوال حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کی طرف سے آپ پر وارد کیا جا رہا ہے۔ (کشف المحجوب صفحہ ۷۷)

آپ اپنے سوال نمبر 7 میں اولیاء امت کا ادب و عشق رکھنے اور پیر و کار ہونے کا دعویٰ کر چکے ہیں۔ لہذا حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے ہوئے امیر معاویہ کو اہل حق مان لیجیے ورنہ اولیاء اللہ کی پیروی کا فریب دینا چھوڑ دیجیے!

ثانیاً: آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یزید اول، بدتر ایمان سوز اور دین کش کہا ہے۔ ہم یہ معاملہ اللہ و الجلال کے سپرد کرتے ہیں جو بڑی غیرت والا قہار ہے۔ فَسَتَعْلَمُ أُمَّتِي مَن قَتَلَ مَوْلَايَ وَ مَن قَتَلَ مَوْلَايَ قَتَلَ مَوْلَايَ۔

ہم زیادہ سے زیادہ حبیب کریم رضی اللہ عنہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے یہی عرض کر سکتے ہیں کہ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى شَرِّكُمْ۔ صحابہ کو گالیاں دینے والو! تمہارے شر پر اللہ کی لعنت۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۵)

ثالثاً: امیر معاویہ اور یزید کے کردار میں آپ کی مزعومہ مماثلت نہیں ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ مولا علی فرماتے ہیں کہ میں امیر معاویہ سے بہتر نہیں۔ بل کہ ہم میں مکمل مماثلت ہے۔ مولیٰ علی نے امیر معاویہ کو اپنا مماثل قرار دیا ہے (صحیح ابوداؤد صفحہ ۲۲۲)

اور آپ انھیں یزید کا مماثل بل کہ اس سے بھی بدتر کہتے ہیں۔ صغریٰ کبریٰ ملا کر جواب

دیکھیے۔ آپ نے مولانا علی کو کیا کہہ دیا ہے؟ معاذ اللہ!

**سوال 12:** لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَانْتُمْ تَعْلَمُونَ۔

”اور حق کو باطل کے ساتھ مت ملاؤ اور تم حق کو چھپاتے ہو اور تم جانتے بھی ہو۔“

تو کیا ایک باغی دین و ملت کو صحابہ میں ملانا اس آیت کا انکار اور صحابہ کی توہین نہیں؟ اور کیا قرآن کی ایک آیت کا انکار کھڑ نہیں؟

**جواب:** امیر معاویہ باغی دین و ملت نہیں ہیں، بل کہ صحابی ہیں۔ ہم حدیث شریف لکھ چکے ہیں کہ صحابہ کا اختلاف رحمت ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۴، احسن طبری جلد ۲ صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷)

اور جنگ کے باوجود امیر معاویہ مسلمان ہیں۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۲)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انھیں صحابی بھی مانا ہے اور فقہیہ بھی۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۲)

لہذا امیر معاویہ کو صحابی کہنا حق و باطل میں تلخیس نہیں ہے، بل کہ انھیں باغی دین و ملت کہنا محبوب کریم رضی اللہ عنہ کی صحیح اور صریح حدیث سے ٹکر لیتا ہے۔ مولانا علی اور امیر معاویہ دونوں حق ہیں جب کہ یزید باطل ہے، امیر معاویہ کو یزید کے ساتھ ملا حق و باطل کی تلخیس ہے۔

اس سوال میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی ماننے سے حق و باطل کی تلخیس ثابت کرنا اور پھر اس پر وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ کو چسپاں کرنا جو اس موضوع پر بہ طور نص وارد ہی نہیں ہوئی اور پھر امیر معاویہ کو صحابی ماننے کو اس آیت کے انکار کے مترادف قرار دینا ایسی حرکت ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ سوال گھڑنے والا آدمی یا نولہ عالم نہیں ہے۔ اس طرح کی جاہلانہ حرکتیں بعض دوسرے سوالوں میں بھی پائی جاتی ہیں جن پر ہم نے بحث نہیں کی بل کہ خود حسن نطنز سے کام لے کر سائل کے مفہوم کو سیدھا کر لیا ہے۔

ایسے لگتا ہے کہ سائل نے صرف اس ایک موضوع پر چند کتابیں پڑھ لی ہیں اور کسی بدتمیز کی صحبت میں کچھ وقت گزارنے کی وجہ سے منہ پھٹ ہو گیا ہے۔

سائل کو جہالت کی وجہ سے اصل سوال اٹھانے کا سلیقہ نہیں آیا۔ ذیل میں ہم ازراہ احسان دو سوال خود اٹھا کر اس کا جواب دے رہے ہیں۔

**سوال:** حدیث عمار کے آخری الفاظ تندعہم الی الجنة و بدعونک الی النار سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت عمار کا موقف جنتیوں والا تھا اور حضرت امیر معاویہ کا موقف جہنمیوں والا تھا۔ نیز یہ حدیث فضیلت سیدنا علی و عمار پر نص ہے اور نص کے ہوتے ہوئے اجتہاد

کرنا جائز نہیں۔

**جواب:** اولاً: یہ حدیث ضعیف ہے۔ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ”فتح الباری“ میں اسے ضعیف قرار دیا ہے اور حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والامر كذلك فان في سنده ضعيفا يسقط الاستدلال به۔

یعنی بات اسی طرح ہے کہ اس کی سند میں ضعف ہے جس کی وجہ سے اس حدیث سے استدلال ساقط ہوتا ہے۔ (تلمیذ ابن حجر صفحہ ۲۵)

فرمائیے! آپ نے ضعیف حدیث کو نص کیسے کہہ دیا؟

ثانیاً: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے سے پہلے کسی کو کیا خبر تھی کہ یہ اسی جنگ میں شہید ہوں گے؟ ان کی شہادت سے پہلے یہ حدیث اجتہاد سے منع کرنے والی نص کیسے ٹھہر گئی؟ بل کہ اس شہادت کے واقع ہوجانے کے بعد یہ بات واضح ہوئی کہ اجتہاد میں مولانا علی حق پر تھے، چنانچہ حضرت مولانا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: سیدنا علی کا اجتہاد صحیح ہونا اور سیدنا معاویہ کا اجتہاد صحیح نہ ہونا حضرت عمار والی حدیث سے واضح ہوا۔ ومما يدل على صحة اجتهداه وخطاه معاوية ص في مراده الخ۔ (شرح نقباء ص ۲۵)

باقی رہی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی فضیلت، تو یہ اجتہاد ان کی فضیلت اور مناقب کے بارے میں نہیں تھا بل کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو تلاش کرنے کے بارے میں تھا۔

ثالثاً: ان الفاظ سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے لیے جہنم کا تحقیق ثابت ہو رہا ہے۔ یہ شرط کے قاتلوں کی بخشش کا کوئی دوسرا سبب موجود نہ ہو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بخشش کے بے شمار اسباب موجود ہیں۔ مثلاً جس مسلمان نے نبی کریم رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ ہرگز جہنم میں نہیں جائے گا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵)

حدیث قسطنطنیہ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۱) سیدنا امام حسن سے صلح والی حدیث (بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۲) وغیرہ راجعہ: نبی کریم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

إِذَا تَوَاجَعَا الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفِهِمَا فَأَلْقَا بِلِئْلٍ وَ الْمَقْتُولُ فِي النَّارِ۔

یعنی جب دو مسلمان تلواریں لے کر آمنے سامنے آجائیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔ (مسلم ۳۸۹/۲، بخاری ۹/۱)



اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے ایسا قاتل اور مقتول مراد ہیں جن کے پاس جنگ کے لیے کوئی تاویل اور بہانہ موجود نہ ہو اور ان کی جنگ محض تعصب کی بنا پر ہو۔ اور ان کے جہنم میں جانے سے مراد یہ ہے کہ وہ جہنم کے حق دار ہوں گے، لیکن اگر اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دے تو یہ ایک الگ بات ہے۔ اہل حق کا یہی مذہب ہے اور اس طرح کی تمام احادیث میں یہی تاویل ضروری ہے۔ صحابہ کرام کے درمیان جس قدر جنگیں ہوئی ہیں وہ اس وعید میں داخل نہیں ہیں۔ اہل سنت اور اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ صحابہ کرام کے بارے میں حسن ظن سے کام لیا جائے اور ان کے باہمی جھگڑوں کے بارے میں زبان کو لگام دی جائے اور ان کی جنگوں کے بارے میں تاویل سے کام لیا جائے۔ صحابہ مجتہد تھے اور ان کے پاس جنگ کی معقول وجہ موجود تھی۔ انہوں نے نافرمانی کا ارادہ ہرگز نہیں کیا اور نہ ہی دنیا کے لیے جنگ لڑی ہے بل کہ ہر فریق نے یہی سوچا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مخالف باغی ہے اور اس کے خلاف جنگ لڑنا واجب ہے تاکہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ ان میں سے بعض کا موقف درست تھا اور بعض کو غلطی لگی ہوئی تھی۔ وہ اپنی اس غلطی میں معذور تھے۔ ان کی یہ خطا اجتہادی تھی اور مجتہد سے جب خطا ہوتی ہے تو وہ گناہ گار نہیں ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں حق پر تھے۔ یہ ہے اہل سنت کا مذہب۔ ایسی صورت حال میں فیصلہ کرنا بہت مشکل تھا، حتیٰ کہ صحابہ کرام کی اچھی ناسی تعداد حیرت کا شکار تھی، وہ دونوں گروہوں سے الگ ہو کر کھڑے رہے اور کسی کی طرف سے بھی جنگ میں حصہ نہیں لیا۔ اگر انہیں یقین ہوتا کہ حق کس طرف ہے تو وہ ضرور حق کا ساتھ دیتے اور پیچھے ہٹ کر کھڑے نہ ہوتے۔ (شرح انواری علی مسلم ۳/۳۹۰)

امام نووی کی اس عبارت سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حدیث عمار کو اگر اس موضوع پر نص سمجھا گیا ہوتا تو بے شمار صحابہ ہرگز غیر جانب داری اختیار نہ کرتے۔

اگر حدیث عمار کو اس کے ظاہر پر رہنے دیا جائے اور ایک گروہ کو جہنمی کہا جائے تو ہماری پیش کردہ بخاری اور مسلم کی متفقہ حدیث دونوں گروہوں کو معاذ اللہ جہنمی بنادے گی۔ اب آپ خود فیصلہ کیجیے کہ آپ کو ان احادیث میں تاویل منظور ہے یا مولا علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو جہنمی کہہ کر خود جہنم میں جانا منظور ہے۔

میں نہیں کہتا کہ ایسا کیجیے! جو لگے آسان دینا کیجیے!

### حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خصوصی فضائل

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حدیبیہ سے اگلے سال یعنی سات ہجری میں مسلمان ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بال کاٹنے کا شرف حاصل کیا۔ آپ کی ہم شیرہ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا تمام مومنین کی ماں اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ ان کی ہم شیرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ماس ہیں۔ آپ نے اسلام لانے سے پہلے مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں حصہ نہیں لیا۔ سب سے پہلا بحری بیڑا تیار کر لیا۔ چالیس سال تک مسند اقتدار پر فائز رہے۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو تیرہ ٹھکانہ حدیث روایت فرمائی ہیں جن میں سے بعض صحیح بخاری جیسی کتابوں میں موجود ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ سے مندرجہ ذیل صحابہ نے احادیث روایت کی ہیں: سیدنا ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر، ابو درود، جریر الجلی، نعمان بن بشیر، عبد اللہ بن عمرو بن عاص، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ۔

### بخاری شریف میں فضائل:-

۱- ایک زبردست حدیث جو عشاق کے مذہب و مسلک کی جان ہے:

إِنَّمَا أَنَا قَائِمٌ وَاللَّهُ يَعْطِينِي

یعنی اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

اس کے راوی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (بخاری جلد ۱ ص ۱۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری چالیس احادیث میری اُمت تک پہنچائیں اللہ تعالیٰ اسے فقیہ بنا کر اٹھائے گا اور میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہی دوں گا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶)

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بذات خود صحابی اور فقیہ ہیں۔ اور اس حدیث کی روشنی میں فقیہ کے درجے کو پہنچانے والی چالیس احادیث سے چار گنا زیادہ احادیث کے راوی ہیں۔

ع یہ مرتبہ بلند عا جس کو مل گیا

۲- ”صحیح بخاری“ میں حدیث ہے کہ حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا بیٹا حسن میری اُمت کا سردار ہے اور ایک وقت آئے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے بڑے گروہوں میں صلح کرانے گا۔ (بخاری جلد ۱ ص ۵۳)

اس حدیث میں جن دو گروہوں کا ذکر ہے ان میں سے ایک گروہ امام حسن کا اور دوسرا گروہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ ان دونوں میں صلح اس وقت ہوئی تھی جب مولانا علی اور امیر معاویہ بیچنے کے درمیان جنگ ہو چکی تھی اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تھے۔ اس شہادت کے واقع ہو جانے کے باوجود محبوب کریم ﷺ نے شہید کرنے والوں کو ایفۃ مسیلمۃ کہا ہے۔ یعنی مسلمان گروہ۔

۲- اسی صحیح بخاری میں ایک اور حدیث اس طرح ہے کہ

أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ فَقَدْ أُوجِبُوا-

یعنی میری اُمت کا پہلا لشکر جو سمندر پار جہاد کرے گا اُن پر جنت واجب ہو چکی ہے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۱)

سب سے پہلے سمندر پار جہاد کرنے والے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اور اس حدیث میں اُن کی واضح اور زبردست منقبت موجود ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت معاویہ کی منقبت موجود ہے۔ رَفِي هَذَا الْحَدِيثُ مَنْقِبَةً لِمُعَاوِيَةَ۔

(د شیعہ بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۱)

لفظ کی بات یہ ہے کہ خارجی حضرات اسی حدیث کے اگلے الفاظ أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَكُمْ سے بڑید کا مغفور ہونا ثابت کرتے ہیں اور انہی حضرات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنتی ہونے کے بھی منکر ہیں۔ یہ دونوں اختلافتوں لے ہیں جب کہ اہل سنت کا مسلک ان کے بین میں ہے اور راہ اعتدال کا آئینہ دار ہے۔

"مستدرک حاکم" میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ

لِنَفْتَحَنَّ الْقِسْطَ لِنَبِيهِ وَ لِنُعْمَ الْأَمِيرَ امِيرَهَا وَ لِنُعْمَ الْجَيْشَ ذَلِكِ الْجَيْشِ-

یعنی قسط ظہیر ضرور بر ضرور فتح ہوگا اور اس کا امیر کیا ہی اچھا امیر ہے اور وہ لشکر کیا ہی اچھا لشکر ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے اور ذہبی نے اس کی تائید کر دی ہے۔ (مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۲۸۸)

"مستدرک" کی یہ حدیث عقیدہ اہل سنت کے لیے آب حیات سے کم نہیں۔

۳- حبیب کریم ﷺ نے ایک مرتبہ دعا فرمائی۔

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي حَامِنَا وَ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا-

یعنی اے اللہ! ہمارے شام میں برکت دے اور ہمارے یمن میں برکت دے!

صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! نجد کے لیے بھی دعا فرمائیں!

آپ ﷺ نے پھر وہی دعا فرمائی، مگر نجد کے لیے دعا نہ فرمائی۔ تین بار ایسا ہی ہوا۔ ہر بار صحابہ کرام نے نجد کے لیے دعا کرنے کی درخواست کی۔ آخر کار آپ ﷺ نے فرمایا:

هَذَاكَ الْوَلَاؤُ وَ الْفَيْسَنُ وَ بِهَا يُطْلَعُ قُرْنُ الشَّيْطَانِ-

یعنی نجد میں ذلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان نکلے گا۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۵)

اس حدیث میں نجد کے خارجیوں کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے نجد کے لیے دعا فرمانے سے انکار کر دیا۔ اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی خارجی یا غلط آدمی ہوتے تو آپ ﷺ شام کے لیے بھی دعا نہ فرماتے۔ آپ ﷺ کا یمن اور شام دونوں کے لیے دعا فرمانا اس بات کا ثبوت ہے کہ یمنی اور شامی نبی کریم ﷺ کے نزدیک نجدیوں کی طرح ناپسندیدہ نہیں تھے۔

۵- حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ معاویہ کو کچھ نہ کہو! وہ رسول اللہ کا صحابی ہے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۵۲)

۶- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ امیر المومنین معاویہ کا کیا کریں وہ صرف ایک وتر پڑھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ اپنے طور پر ٹھیک کرتا ہے، امیر معاویہ فقیہ ہے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۵۲)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات اُس وقت فرمائی جب جنگ صفین ہو چکی تھی، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تھے، بل کہ مولانا علی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت بھی گزر چکا تھا۔ یہ ساری باتیں امیر المومنین کے لفظ سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت معاویہ کو امیر المومنین کہا گیا اور آپ نے اس کی تردید کرنے کی بجائے انھیں فقیہ کہہ دیا۔ بتائیے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہے جو حبیب کریم ﷺ کے خاندان اقدس کے فرزندِ عظیم ہیں!!

۷- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے بال مبارک کاٹنے کا شرف حاصل کیا۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۲۲)

نوٹ:- گستاخانہ سیدنا امیر معاویہ کا کہنا ہے کہ بخاری میں باقی سب کے لیے مناقب کا لفظ لکھا ہے جب کہ امیر معاویہ کے لیے ذکر معاویہ کے الفاظ ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ کی کوئی منقبت ثابت نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسی بخاری میں اسی کتاب المناقب کے



اندر ذکر عباس ابن عبد المطلب کا باب بھی موجود ہے، ذکر طلحہ بن عبید اللہ کا باب بھی موجود ہے، ذکر اصہار النبی ﷺ کا باب بھی موجود ہے، ذکر اسامہ بن زید کا باب بھی موجود ہے۔ صرف ذکر معاویہ کے باب پر ایک طرف اچھل کود کیسی؟

**مسلم شریف میں فضائل:-**

مسلم شریف میں یہ باب موجود ہے:

من فضائل ابی سفیان بن حرب۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمان فتح مکہ کے موقع پر ابوسفیان کی طرف نہیں دیکھ رہے تھے اور نہ ہی انھیں بخٹھا رہے تھے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ سے تین چیزیں مانگتا ہوں، آپ مجھے عطا فرمادیں! فرمایا: کیا مانگتے ہو؟ عرض کیا: میرے پاس عرب کی سب سے حسین و جمیل بیٹی اُمّ حبیبہ موجود ہے، میں اسے آپ کے نکاح میں دیتا ہوں۔ فرمایا: ٹھیک ہے۔ عرض کیا: آپ معاویہ کو اپنا کاتب بنالیں! فرمایا: ٹھیک ہے۔ عرض کیا: آپ مجھے امارت سونپ دیں تاکہ میں جس طرح مسلمانوں کے خلاف جنگ کرتا رہا ہوں اب مشرکین کے خلاف جنگ کر کے بدلہ موڑ سکوں۔ فرمایا: ٹھیک ہے۔

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۰، صحیح ابن حبان جلد ۱۴۲)

اس واقعہ سے پہلے حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم ﷺ سے ہو چکا تھا۔ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ اپنے مسلمان ہونے کے بعد اسی نکاح کی تجدید اور اس پر اپنے قلبی اطمینان کی بات کر رہے تھے۔ (شرح نووی جلد ۲ صفحہ ۳۰)

**ترمذی شریف میں فضائل:-**

ترمذی شریف میں ایک باب کا نام ہے:

مناقب معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہ۔

اس میں دو حدیثیں موجود ہیں۔ اس عنوان میں ”مناقب“ اور ”رضی اللہ عنہ“ کے الفاظ پر غور کیجیے اور حدیثیں بھی پڑھیے!

۱- نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ اے اللہ! اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔ اللہم اھد بہ۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۳، جرائد ابی داؤد جلد ۱ صفحہ ۱۹۶)

اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث پر بخاندل سے دل سے غور کرو یہ صادق اور مصدوق نبی ﷺ کی زعا ہے اور آپ ﷺ کی اپنی اُمت کے لیے دعائیں خصوصاً اپنے صحابہ کے لیے دعائیں مقبول ہی مقبول ہیں، کبھی رد نہیں ہو سکتیں۔ غور کرو گے تو تمہیں سمجھ آ جائے گی کہ بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی اس دعا کو قبول فرمایا اور معاویہ کو لوگوں کے لیے ہادی اور اپنی ذات کے لیے مہدی بنایا۔ جسے اللہ نے یہ دونوں مرتبے عطا فرما دیے اس کے حق میں اُن خرافات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا جو باطل اور عنادی لوگ اپنے منہ سے بانٹ رہے ہیں۔ (تلخیص البیان صفحہ ۱۱۱)

۲- سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ معاویہ کو ہمیشہ اچھے لفظوں سے یاد کیا کرو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے اللہ! اسے ہدایت دے!

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۳، البدایہ والنہی جلد ۸ صفحہ ۲۹ اور النقط لہ)

اس حدیث کی شرح میں حضرت امّش تابعی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کر دینا مناسب ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

لو راہتم معاویہ لقلتم هذا المہدی۔

یعنی اگر تم معاویہ کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ واقعی ہدایت یافتہ ہے۔ (طبرانی کبیر جلد ۸ صفحہ ۲۷)

**مسند احمد میں فضائل:-**

۱- اے اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب سکھا اور اسے آگ سے بچا! اللہم علم معاویہ

الکتاب و الحساب وقہ العذاب۔ (مسند احمد جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۷، صحیح ابن حبان جلد ۱۴۲)

اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

و لہ فضیلة جلیلة رویت من حدیث الشامیین۔

یعنی اس حدیث میں امیر معاویہ کی فضیلت جلیلہ بیان ہوئی ہے۔ (الاستیعاب صفحہ ۶۷۸)

۲- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صفا اور مردہ کے درمیان سعی کرنے کے بعد مردہ کے پاس نبی کریم ﷺ کے ہاں مبارک کائے۔

یہ حدیث مسند امام احمد میں کئی سندوں کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن

عباس رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں۔ جب آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی تو لوگوں نے پوچھا کہ یہ

حضرت ابن ابی شیبہ میں فضائل :-

صحیح ابن حبان میں فضائل :-

دیگر کتب میں فضائل :-

يَا مَعْشَرَ الْإِنسَانِ إِنِّي فَتَقْتُ إِلَهُكُمْ وَأَعْدَدْتُ لَكُمْ عَذَابًا

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ میں حکمرانی میں مبتلا کیا جاؤں گا۔

صفحة ٣٠ مجمع الزوائد، ج ٥، ص ٢٥٥، وأكمل الحديث في الجزء الثاني من المجلد

۲۔ حضرت امیر معاویہ رسول اللہ ﷺ کے کاتب تھے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام

کتابت کروایا کریں اور واشین ہے۔ (المبدیہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۲۷)

حضرت ابن عباسؓ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

یعنی معاویہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ! (الاحزاب صفحہ ۴۸)

كَانَ مُعَاوِيَةُ رَافِقَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ! مَا تَكْسِرُ مِنْهُ؟ قَالَ:

نُصْنُ - قَالُوا: نَحْنُ أَوْلَاهُ عِلْمًا وَحِلْمًا.

مَنْ قُبِلَ مِنَّا وَمِنْهُمْ يُرِيدُ وَجْهَ اللَّهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، دَخَلَ الْجَنَّةَ.

۲- حضرت عمرو بن شراحیل ہمدانی تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جنگ صفین میں حصہ لے

والوں کے بارے میں متذبذب تھا کہ فریقین میں سے افضل کون ہے؟ ہمیں نے اللہ کریم

سے عرض کیا کہ میری راہنمائی فرمائے جس سے میری تسلی ہو جائے۔ مجھے خواب میں دکھایا

گیا کہ مجھے اہل صفین کے پاس جنت میں لے جایا گیا۔ میں حضرت علی کے ساتھیوں کے

پاس پہنچ گیا جو سبز باغ میں اور چلتی نہروں کے پاس موجود تھے۔ میں نے کہا: سبحان اللہ!

میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ آپ لوگ تو وہی ہیں جنہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا تھا۔ وہ کہنے

لگے: ہم نے اپنے رب کو رؤف اور رحیم پایا۔ میں نے کہا: حضرت معاویہؓ کے ساتھیوں پر

کیا گزری؟ انھوں نے کہا: وہ تیرے سامنے موجود ہیں۔ میںیں ادھر کو بڑھا تو سامنے ایک

قوم تھی ہوسہز باغ میں اور چستی خبروں کے باس موجود تھی۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! انہیں کہا

دیکھ رہا ہوں۔ آپ بیگ تو وہی ہیں؟ انھوں نے آلب دوسرے کو قتل کیا تھا۔ انھوں نے کہا:

ہم نے اپنے رب کو خوف اور رحیم مانا۔

(فتح مبدیان، جلد ۲، صفحہ ۳۳۰ مصنف: ابن الی شریعہ جلد ۸ صفحہ ۷۲۲)



یعنی ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کریم ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اے معاویہ! تیرے جسم کا کون سا حصہ میرے قریب ہے؟ عرض کیا: میرا بیت۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اسے ہم اور حلم سے بھر دے۔ (الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۹۳)

۵- معاویہ میری امت کا سب سے حلیم اور نیک آدمی ہے۔ (تفسیر ایمان صفحہ ۱۲)

۶- اے اللہ! معاویہ کو جنت میں داخل فرما۔ وَادْخِلْهُ الْجَنَّةَ۔ (الہدایہ النہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۲۸)

۷- ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے نبی کریم ﷺ سے کہا: مجھ سے کشتی لڑیں! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پاس موجود تھے۔ انھوں نے فرمایا: میں تم سے کشتی لڑتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے دے دی کہ معاویہ کبھی مغلوب نہیں ہوگا۔

حضرت امیر معاویہ نے اس سے کشتی لڑی اور اسے بچھاڑ دیا۔ مولانا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو میں معاویہ سے کبھی جنگ نہ لڑتا۔

(الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۹۹، از: دار الفکر جلد ۲ صفحہ ۲۷۸)

۸- محبوب کریم ﷺ نے فرمایا

دَعُوا لِي أَصْحَابِي وَأَصْحَابِي، فَمَنْ مَبْتَلَاهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔

یعنی میری خاطر میرے صحابہ کو اور میرے سسرال کو کچھ نہ کہا کرو! جس نے ان کو گالی دی اس پر اللہ کی نفرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ (الہدایہ النہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۷)

واضح رہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے برابر نسبتی یعنی آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔

۹- حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما دو حبیب اللہ و صحابی ہیں جن کے جنتی ہونے کی بشارت نبی کریم ﷺ نے دی ہے اور یہ دونوں صحابی عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۵، ابن ماجہ صفحہ ۱۲۰)

جب کہ یہ دونوں حضرت عائشہ صدیقہ جنہا کے لشکر میں شامل تھے اور ان کی شہادت مولانا علی کے لشکر کے ہاتھوں ہوئی۔

اب بتائیے! حضرت عمر ابن یاسر کی شہادت حضرت امیر معاویہ کے لشکر کے ہاتھوں ہوئی اور حضرت طلحہ و زبیر کی شہادت مولانا علی کے لشکر کے ہاتھوں ہوئی، جب کہ شہید ہونے والے ان

سب صحابہ کے جنتی ہونے کی گواہی احادیث میں موجود ہے۔

اس پیچیدہ صورت حال کا حل آپ کے پاس کیا ہے؟ مولانا علی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو دیکھا تو ان کے چہرے پر سے مٹی صاف کی اور فرمایا: "کاش میں اس واقعہ سے بیس سال پہلے فوت ہو گیا ہوتا۔" (مجمع الخوام جلد ۲ صفحہ ۲۱۲، الہدایہ النہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۸)

مولانا علی کا یہ فرمان صاف بتا رہا ہے کہ مولانا علی اپنی فوج کو حضرت طلحہ کا قاتل سمجھ رہے تھے۔ نیز آپ رضی اللہ عنہ نے وَتَرَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ پڑھ کر فرمایا کہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ طلحہ، زبیر اور میں انہی لوگوں میں سے ہوں گے جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ آپ کے اس فرمان سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ فوت ہونے تک ان ہستیوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے بارے میں رنجش موجود تھی۔ اور یہی رنجش قیامت کے دن ختم کر دی جائے گی۔

حضرت امیر معاویہ بھی اپنی زندگی کے آخری دنوں میں فرمایا کرتے تھے کہ کاش! میں ذی طویٰ کا قریبی ہوتا اور مجھے حکومت ہی نہ ملتی ہوتی۔ (اکمال مع مشکوٰۃ صفحہ ۶۱۷)

۱۰- اسی لیے مولانا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین کے بعد فرمایا تھا کہ

قَتَلَتْنِي وَ قَتَلْتُ مُعَاوِيَةَ فِي الْحَبَشَةِ۔

یعنی میری طرف سے قتل ہونے والے اور معاویہ کی طرف سے قتل ہونے والے سب جنتی ہیں۔ (طہرانی کبیر جلد ۸ صفحہ ۲۷۶، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۵۹۶، حدیث: ۱۵۹۷۷)

۱۱- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی برائی بیان کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے سامنے قریشی جوان کا گلہ نہ کرو جو غصے میں بھی ہنستا ہے، رضا مندی کے ساتھ جو چاہا اس سے لے لو، مگر اس سے چھیننا چاہو تو کبھی نہ چھین سکو گے۔

(۱۱- تنبیہ صفحہ ۶۷)

۱۲- حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد معاویہ جیسی سرداری کسی کی نہیں دیکھی۔ کسی نے کہا: ابو بکر، عمر، عثمان، علی؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ سب معاویہ سے افضل تھے، لیکن سرداری میں وہ ان سب سے آگے تھے۔

(۱۱- تنبیہ صفحہ ۶۷)

۱۳- حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن (رضی اللہ عنہ) سے عرض کیا: اے ابو سعید! یہاں کچھ لوگ معاویہ کو جہنمی کہتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی ان پر لعنت ہو! انھیں کیا خبر جہنم

۱۸۔ مشہور و معروف تابعی حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو آپ سجدے میں پڑ گئے اور باری باری اپنے رخصت روز میں پردہ کر رہے تھے اور دعا فرمائی کہ اے اللہ! میری مغفرت فرما دے، میری خطاؤں سے درگزر فرما، تو سوچ مغفرت والا ہے اور خطا کاروں کے لیے تیرے سوا کہیں پناہ نہیں۔ آپ اپنے گھر والوں کو تقویٰ کی وصیت کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

یہ سب باتیں اور خصوصیات کے وقت آپ کی زبان مبارک پر اُفقو اللہ کے الفاظ کا جاری ہونا آپ ﷺ کا خاتمہ ایمان پر ہونے کی واضح دلیل اور مثبت ترین قرائن ہیں۔

عسکری شین کے اقوال :-

۱۔ محدثین نے اپنی اپنی حدیث کی کتابوں میں فضائل معاویہ اور ذکر معاویہ کے نام سے باب قائم فرمائے ہیں جن میں سے بہت سی احادیث آپؐ غرضتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ سے کسی نے مولا علی اور حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب میں یہ آیت تلاوت فرمائی:

يَعْلَمُ مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔

یعنی یہ ایک قوم ہے جو تم سے پہلے گزر چکی ہے، ان کے اعمال ان کے لیے تمہارے اعمال تمہارے لیے۔ ان کے اعمال کے بارے میں تم سے سوال نہیں کیا جائے گا۔

(المبدأ الرابع والثمانون: كل من كان له نصيب في الميراث)

۲۔ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من شتم احدا من اصحاب النبي ﷺ اباه بكر او عمر او عثمان او عليا او معاوية او عمرو بن العاص، فان قال: كانوا على ضلال و كفر قتل، و ان شتمهم بغير هذا من مشاقمة الناس نكل نكالا شديدا.

یعنی جس نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ ابو بکر، عمر، عثمان، علی، معاویہ، عمرو بن العاص میں سے کسی کو گالی دی تو دیکھ جائے گا کہ اس نے انھیں گمراہ اور کافر کہا، تو اسے قتل کیا جائے گا اور اگر

۱۴- حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ ابوبکر اور عمر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا۔ اسی دوران علی اور معاویہ کو بلایا گیا اور دونوں کو ایک کمرے میں داخل کر دیا گیا اور دروازہ بند کر دیا گیا۔ میں غور سے دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر میں حضرت علی باہر تشریف لے آئے۔ اور وہ فرما رہے تھے: رب کعبہ کی قسم! میرے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ پھر تھوڑی دیر میں حضرت امیر معاویہ بھی باہر تشریف لے آئے اور فرمایا: رب کعبہ کی قسم! میری بخشش ہو گئی۔

$$(17 \pm 2) A_{\text{eff}}(\omega_0) |g|^2 / (\gamma_m + \gamma_e)$$

۱۵۔ مولانا علی کے ساتھ اختلاف کے دنوں میں شہنشاہ روم نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلامی علاقے میں مداخلت شروع کر دی تو حضرت امیر معاویہ نے روم کے بادشاہ کو خط لکھا کہ اگر تم اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو میں اپنے چچا زاد بھائی علی سے صلح کر لوں گا اور ہم دونوں مل کر تمہیں تمہارے گھر سے بھی نکال دیں گے اور تیرے لیے زمین جنگ کر کے رکھ دیں گے۔ شہنشاہ روم خوف زدہ ہو گیا اور صلح پر مجبور ہو گیا۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۶، ج ۹ صفحہ ۲۰۸)

۱۶۔ جب مولانا علیؒ شہید ہوئے تو قتل کا یہ منصوبہ تین افراد کے خلاف تیار کیا گیا تھا: حضرت مولانا علیؒ، حضرت عمرو بن عاصؓ اور حضرت امیر معاویہؓ۔ حضرت عمرو بن عاص صاف بچ گئے، امیر معاویہ زخمی ہوئے اور مولانا علیؒ شہید کر دیے گئے۔

(الهداية والنهاية جلد ۱ ص ۲۱۳)

اِس واقعہ سے پتا چلتا ہے کہ یہ تینوں استقبائیں ایک جان تقصیر اور اِن کا دشمن مشترک تھا۔

۱۷ نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک قیص پہنائی تھی اور ان کے پاس نبی کریم ﷺ کی وہ قیص، چادر، ناخن اور بال مبارک بھی موجود تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے حضور اہل قیص کا کفن پہنا کر آپ اہل چادر میں لپیٹ کر، ناخن اور بال مبارک میری آنکھوں اور منہ پر رکھ دیے جائیں اور مجھے اللہ کے حوالے کر دیا جائے۔ (الاستیعاب صفحہ ۶۸، اکمل معراج صفحہ ۱۰۶، مشہور)

(۱) نتیجہ اپ ستمبر ۱۹۶۸ء تک اس شعبہ کے سرکاری ۶۰ ر. مکتبہ میں

(أ)  $\frac{1}{2} \log_2 \frac{1}{2} = -\frac{1}{2} \log_2 2 = -\frac{1}{2} \times 1 = -\frac{1}{2}$



اس نے صرف گالی دی ہے تو اسے ذلت آمیز سزا دی جائے گی۔ (فتاویٰ مجدد صفحہ ۲۲۷)

۴۔ علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے آپ رحمہ اللہ کے کئی مناقب اپنی کتاب "الاستیعاب" کے صفحہ ۶۷۶ سے لے کر ۶۸۰ تک بیان فرمائے ہیں جن میں سے چند ایک مناقب ہم نے اس رسالے میں متعدد مقامات پر بیان کر دیے ہیں۔

۵۔ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لما صالح الحسن و اجتمع عليه الناس فسمي ذلك العام عام الجماعة۔

یعنی جب حضرت امیر معاویہ نے امام حسن کے ساتھ صلح فرمائی اور تمام لوگ متحد ہو گئے تو اس سال کا نام جماعت کا سال رکھا گیا۔ (الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۲۸۵)

۶۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام حسن رحمہ اللہ کا امیر معاویہ رحمہ اللہ سے صلح فرمانا امیر معاویہ کی امارت کے صحیح ہونے کا ثبوت ہے۔ (احمد المصنفات جلد ۳ صفحہ ۲۸۷)

۷۔ حضرت علامہ علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پرانے بزرگوں نے ان جنگوں کے بارے میں خاموش رہنے کو پسند فرمایا ہے اور نصیحت کی ہے کہ

بَلِّغْ دِمَاءَ طَهَّرَ اللَّهُ عَنْهَا أَبْدِينَا فَلَا نَلَوْتُ بِهَا أَلْسِنَتَنَا۔

یعنی جن لوگوں کے خون سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا، ان کی غیبت کر کے

ہم اپنی زبانوں کو ناپاک کیوں کریں۔ (مرآۃ جلد ۱ صفحہ ۲۷۷)

۸۔ علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے ایک مکمل کتاب حضرت امیر معاویہ رحمہ اللہ کی شان میں لکھی ہے جس کا نام "تلخیص الجہان" ہے۔

۹۔ حضرت علامہ احمد شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ

وَمَنْ يَكُونُ يَطْعُنُ فِي مُعَاوِيَةَ فَلَا يَكُنْ مِنْ كِلَابِ الْفَاهِوِيَةِ

یعنی جو امیر معاویہ رحمہ اللہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔

(نسب الریاض جلد ۳ صفحہ ۲۳۷)

۱۰۔ امام ابی سلت حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ امام حسن اور امیر معاویہ رحمہ اللہ کے درمیان صلح والی حدیث بخاری کی شرح میں فرماتے ہیں:

و به ظهر ان الطعن علی الامیر معاویہ طعن علی الامام المجتبی بل

علی جده الکریم صلی اللہ علیہ وسلم بل علی ربه عز وجل الخ۔

"اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ امیر معاویہ رحمہ اللہ پر طعن دراصل امام حسن مجتبیٰ پر طعن ہے، بل کہ ان کے جد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن ہے، بل کہ ان کے رب عزوجل پر طعن ہے اس لیے کہ مسلمانوں کی باگ و ڈور کسی غلط آدمی کے ہاتھ میں دینا اسلام اور مسلمانین کے ساتھ خیانت ہے اور اگر سیدنا امیر معاویہ غلط ہیں جیسا کہ طعن کرنے والے کہہ رہے ہیں تو پھر اس خیانت کے مرتکب۔ معاذ اللہ۔ امام حسن مجتبیٰ رحمہ اللہ ٹھہریں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خیانت پر رضا لازم آئے گی اور یہ وہ ہستی ہے جس کی شان میں و ما بنطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی وارد ہے۔ یہ جملے اس شخص کو فائدہ دیں گے جس کے لیے اللہ نے ہدایت کا ارادہ فرمایا ہے۔"

(المستدرک مستدرک صفحہ ۱۹۹)

۱۱۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری" میں، علامہ قسطلانی نے "ارشاد الساری" میں،

علامہ کرمانی نے "شرح کرمانی" میں اور بے شمار محدثین نے اپنی اپنی کتب میں امیر معاویہ رحمہ اللہ کی شان بیان فرمائی ہے اور ان پر زبان درازی سے منع فرمایا ہے۔ علیہم الرحمة

و الرضوان الغفران۔

صوفیہ کے اقوال:

اس سے پہلے (۱) حضرت عمر بن عبد العزیز کا خواب اور (۲) حضرت عمرو بن شریحیل ہمدانی

رحمہ اللہ کا واقعہ بیان ہو چکا ہے۔

۳۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت امیر معاویہ افضل ہیں یا

حضرت عمر بن عبد العزیز؟ آپ نے فرمایا کہ امیر معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں جسے والی

مٹی بھی عمر بن عبد العزیز سے افضل ہے۔ (الہدایہ انتہیہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۷)

۴۔ حضرت امیر معاویہ رحمہ اللہ ساری زندگی سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رحمہ اللہ کی خدمت

میں وظیفہ پیش کرتے رہے اور یہ دونوں شہزادے بہ خوشی اُسے قبول فرماتے رہے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ سیدنا امام حسین رحمہ اللہ کے پاس ایک ضرورت مند اپنی

حاجت لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ! ہمارا رزق راستے میں ہے۔ تھوڑی دیر میں

دینار کی پانچ تھیلیاں حضرت امیر معاویہ کی طرف سے پہنچ گئیں۔ ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے۔

قاصد نے عرض کیا کہ امیر معاویہ دیر سے وطن پرش کرنے پر معذرت کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے وہ پانچوں تہلیاں ضرورت مند کو دے دیں اور اتنی دیر بٹھے رکھنے پر معذرت چاہی۔

(کنز العمال ج ۷ ص ۷۷)

۵۔ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ نے خلفاء امراء اور صلحاء کی وفات کے حالات میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا ہے، آخری وقت میں آپ کا صبح اور ذکر کرنا اور اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کرنا اور حضور کریم ﷺ کی قبر کعبہ کے ساتھ کھن دینے کی وصیت کرنا اور اولیائے کاہن کی طرح رقاق ظاہر کرنا تفصیل کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔ لہذا حضرت معاویہ ابن ابی سفیان الوفاۃ الخ۔ (احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۹۶)

۶۔ حضور سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رہا امیر معاویہ اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کا معاملہ! تو وہ بھی حق پر تھے اس لیے کہ وہ خلیفہ مظلوم کے خون کا بدلہ لینا چاہتے تھے اور قاتل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود تھے۔ پس ہر فریق کے پاس جنگ کے جواز کی ایک وجہ موجود تھی۔ لہذا ہمارے لیے سکوت اس سلسلہ میں سب سے اچھی بات ہے، ان کے ملے کو اللہ کی طرف اونا دینا چاہیے۔ وہ سب سے بڑا حاکم اور بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم اپنے حبیب پر نظر ڈالیں اور دلوں کو گھٹا ہوں کی چیزوں سے اور اپنی ظاہری حالتوں کو تباہی انگیز کاموں سے پاک اور صاف رکھیں۔

(حدیث العالیین ص ۱۸۶)

۷۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ نے ”مشنوی“ شریف میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نہایت ایمان افروز واقعہ شعروں میں لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیطان نے حضرت امیر معاویہ کو نماز کے وقت تھکیاں دے کر سلا دیا۔ جب وہ جاگے تو نماز کا وقت گزر چکا تھا۔ آپ نماز کے قضا ہونے پر سخت روئے اور پشیمیاں ہوئے۔ دوسرے دن شیطان نے انھیں بروقت جگا دیا۔ آپ نے شیطان سے پوچھا کہ تم تو لوگوں کو غافل کرنے پر لگے ہوئے ہو، آج تم نے مجھے نماز کے لیے کیسے جگا دیا؟ شیطان نے کہا: کل نماز کے قضا ہونے پر آپ اتنا روئے اور پشیمیاں ہوئے کہ اللہ نے آپ کو نماز پڑھنے سے بھی زیادہ اجر دے دیا۔ آپ کو ملنے والا وہ اجر دیکھ کر میں نے سوچا کہ آپ کو غافل کرنے سے بہتر ہے کہ آپ نماز ہی پڑھ لیں۔ اس کے لیے مولانا روم نے یہ عنوان قائم کیا ہے:

بیدار کردن ایشان حضرت امیر المؤمنین معاویہ را کہ برخیز کہ وقت نماز است۔  
یعنی اہلس کا امیر المؤمنین معاویہ کو جگانا کہ اٹھو نماز کا وقت ہے۔

(مشنوی معنوی مولانا روم دفتر دوم صفحہ ۲۳۸)

۸۔ ایک اللہ کے ولی نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ کے پاس ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور معاویہ موجود تھے۔ راشد الکندی نامی ایک شخص آیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ شخص ہم میں قصص نکالتا ہے۔ کندی نے کہا: یا رسول اللہ! میں ان سب میں عیب نہیں نکالتا، بل کہ صرف اس ایک میں عیب نکالتا ہوں۔ اُس نے حضرت امیر معاویہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بات کہی۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک نیزہ پکڑا اور معاویہ کو دے دیا اور فرمایا: یہ اس کے سینے میں مارو! انھوں نے اسے نیزہ مار دیا۔ میری آنکھ کھل گئی۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ راشد کندی کو رات کے وقت جج کی کرسی سے رو دیا ہے۔ (الہدایہ راہبہ ج ۹ ص ۱۳۷)

۹۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ متغولی ہے کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ ہم سے بغاوت کرنے والے ہمارے بھائی ہیں۔ یہ لوگ نہ کافر ہیں نہ فاسق۔ کیوں کہ ان کے پاس تاویل موجود ہے جو انھیں کافر اور فاسق کہنے سے روکتی ہے۔ اہل سنت اور رافضی دونوں حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی کرنے والوں کو خطا پر سمجھتے ہیں اور دونوں حضرت امیر کے حق پر ہونے کے قائل ہیں، لیکن اہل سنت حضرت امیر سے جنگ کرنے والوں کے حق میں مخلص خطا کے لفظ سے زیادہ سخت لفظ استعمال کرنا جائز نہیں سمجھتے اور زبان کو ان کے طعن و تشنیع سے بچاتے ہیں اور حضرت خیر البشر ﷺ کا صحابی ہونے کا حیا کرتے ہیں۔

(کتبائے امربانی ج ۵ ص ۵۵ کتاب نمبر ۲۷)

۱۰۔ امام عبد الوہاب شمرانی رحمہ اللہ ایک عظیم ترین صوفی بزرگ ہیں اور حضور شیخ اکبر محمدی الدین ابن عربی قدس سرہ کے نظریات کے زبردست پرچارک ہیں۔ آپ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”الایقیت والجوہر“ میں ایک مرثیہ قائم فرمائی ہے۔ وہ مرثیہ یہ ہے:

فِي بَيْتَانِ وَجُوبِ الْحُكْمِ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ الصَّخْرَةِ وَوُجُوبِ إِيْتِقَادِ انْهُمْ  
مُاجُورُونَ۔



یعنی صحابہ کے باہمی جھگڑوں کے بارے میں زبان کو لگا سوچنا واجب ہے اور ان سب کے مابین جو رہنے کا اعتقاد واجب ہے۔

اس عنوان کے تحت آپ نے زبردست بحث فرمائی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر بعض تاریخ دانوں کی خلاف تحقیق باتوں پر کان نہیں دھرنے چاہئیں اور تاریخ پڑھتے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مرتبہ اور مقام کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ صحابہ کا مرتبہ قرآن و سنت سے ثابت ہے جب کہ تاریخ محض کئی کئی باتوں کا مجموعہ ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

بَلَدٌ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْهَا سُبُوقَنَا قَلِيلًا تَخْضِبُ بِهَا الْكِبْسَنَاءُ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے خون سے ہمارے تلواریں کو بچا لیا ہے تو ہم اپنی زبانوں کو ان کی لعنت کر کے کیوں گناہ گار کریں۔

یہی تو دو لوگ ہیں جنہوں نے دین اپنے کندھوں پر لاد لیا اور ہم تک پہنچایا۔ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک لفظ بھی اگر پہنچا ہے تو انہی کے واسطے سے پہنچا ہے۔ لہذا جس نے صحابہ پر طعن کیا اس نے اپنے دین پر طعن کیا۔ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے درمیان ہونے والی غلط فہمیوں کا معاملہ نہایت نازک اور دقیق ہے۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کوئی شخص فیصلہ دینے کی جرأت نہ کرے۔ اس لیے کہ یہ مسئلہ حضور کی اولاد اور حضور کے صحابہ کا ہے۔ آگے کمال الدین بن ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

ليس المراد بما شجر بين علي و معاوية المنازعة في الامارة كما توهمه بعضهم و انما المنازعة كانت بسبب تسليم فتنة عثمان رضي الله عنه الي عشرينه ليفتنوا منهم الي اخره۔

”علی اور معاویہ کے درمیان جو برادرانہ جھگڑا ہوا اس سے مراد حکومت کی خاطر جنگ لڑنا نہیں ہے جیسا کہ بعض شیخہ کو وام ہوا ہے۔ یہ جھگڑا محض اس بات کا تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ان کے رشتہ داروں کے حوالے کر دیا جائے تاکہ وہ قصاص لے سکیں۔ علی رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ ان کو گرفتار کرنے میں تاخیر کرنا بہتر ہے۔ اس لیے کہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں گنڈم ہو چکے تھے۔ ایسی صورت حال میں قاتلوں کو گرفتار کرنا حکومت کو ہلا کر رکھ دینے کے

مترادف تھا، اس لیے کہ جنگ جمل کے دن جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو فوج سے نکل جانے کا حکم دیا تھا تو ان میں سے بعض ظالموں نے غلام علی کے خلاف خروج کرنے اور انہیں قتل کرنے کا عزم کر لیا تھا۔ اس کے برعکس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ قاتلوں کو فوری گرفتار کرنا چاہیے۔ اب یہ دونوں استقامت سمجھتے ہیں اور دونوں کو اجر ملے گا۔ (ذی القیلت والجمادیر ۲ ص ۲۵۵)

۱۱- حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و كان من المؤلفة قلوبهم ثم حسن اسلامه و كان احمد الكتاب لرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی پہلے ان کے قلب کی تالیف ہوئی، پھر ان کے اسلام میں حسن آ گیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے کتابوں میں سے تھے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۵۲)

۱۲- حضرت شامی رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

باید دانست کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کیے از اصحاب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود و صاحب فضیلت، جلید در زمرہ صحابہ رضی اللہ عنہم نہاد و حق اوسوی ظن کنی و در ورطہ سب او نہ افکنی ہر مکتب حرام نشوی۔

”جاننا چاہیے کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک ہیں اور علیل القدر فضیلت کے مالک ہیں، تم بھی ان کے حق میں بدگمانی نہ کرنا اور انہیں برا بھلا کہنے کی مصیبت میں مبتلا نہ ہونا ورنہ تم حرام کے مرتکب ہو جاؤ گے۔“ (ازلہ الخفاء ص ۳۶)

۱۳- حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس علم لدنی تھا۔ آپ کسی استاد کے پاس نہیں پڑھے تھے۔ آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک مکمل رسالہ تصنیف فرمایا ہے جس کا نام ہے ”تأیید عن ذم معاویہ“۔ نیز اپنی کتاب ”میراس“ میں لکھتے ہیں:

ان معاویہ رضی اللہ عنہ من كبار الصحابة و نجابهم و مجتہدہم و لو سلم من صغارهم فلا شك في انه دخل في عموم الاحاديث الصحيحة الواردة في تشریف الصحابة رضی اللہ عنہم بل قد ورد

فیه بخصوصہ احادیث کقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام: اللہم اجعلہ ہادیاً مہدیاً و اعد بہ۔ رواہ الترمذی و قولہ علیہ السلام: اللہم علم معاویۃ الحساب و الکتاب و فہ العذاب۔ رواہ احمد و ما قبل من انہ لم تقب فی فضلہ حدیث فمحل نظر الخ۔

”حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کبیر صحابہ میں سے ہیں، آپ نجیب اور مجتہد صحابی ہیں، اگر آپ کو چھوڑنا صحابی بھی مانا جائے تو آپ بلاشبہ ان احادیث کے عموم میں داخل ہیں جو صحابہ کی شان میں وارد ہوئی ہیں جب کہ آپ کے حق میں خصوصی احادیث بھی موجود ہیں جیسے آپ رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ اے اللہ! معاویہ کو بادی مہدی بنا اور اس کے ذریعے سے لوگوں کو ہدایت دے۔ (ترمذی)۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کا فرمانا: اے اللہ! معاویہ کو حب اور ستاب سکھا اور اسے عذاب سے بچا۔ (ترمذی) اور یہ جو کسی نے کہہ دیا ہے کہ آپ کی شان میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے تو یہ بات قبل قبول نہیں ہے۔ سلف صالحین کے سامنے جب کوئی امیر معاویہ کو برا بھلا کہتا تو وہ غضب ناک ہو جاتے تھے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہا گیا کہ معاویہ ایک وتر پڑھتے ہے تو آپ نے فرمایا: اسے کچھ نہ ہوا وہ فقیہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے۔ (بخاری) اور ایک آدمی نے خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز کے سامنے آپ کو گالی دی، تو انھوں نے اسے کوڑے مروائے اور ایک آدمی نے کہا: یزید آخری امیر المومنین ہے۔ آپ نے اسے بھی کوڑے مروائے۔ امام طہل عبد اللہ بن مبارک سے کسی نے پوچھا کہ معاویہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما؟ آپ نے فرمایا معاویہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم راہ جہاد تھا تو ان کے گھوڑے کی گرد بھی عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔ ہم نے اس موضوع پر ایک پورا رسالہ لکھا ہے جس کا نام ’الناہیہ عن ذم معاویہ‘ ہے۔“ (نہاں صفحہ ۲۲۰)

۱۳- حضرت خولاد غلام فرید کوٹ ٹنٹھن والے فرماتے ہیں: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو متقی اور اکابر صبیحہ میں سے ہیں کے حق میں بغض و حسد رکھنا اور بدگمانی کرنا سراسر شقاوت ہے۔ (مقاتل الجاس صفحہ ۱۰۱)

۱۵- ہم نے مرشد کریم قطب الاقطاب فقیہ اعظم حضرت پیر سائیں مفتی محمد قاسم مشوری قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز ارقام فرماتے ہیں: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کوان سے افضل سمجھاؤ گے راہی اور نہ ہب اہل سنت سے خروج ہے۔ اسی طرح کسی بھی صحابی بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنا اسلام پر جرح کو مستلزم ہے اور لخصوص قطعہ کے انکار کے مترادف ہے۔ و ہو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الفقیر محمد قاسم عفی عنہ۔

۱۶- شیخ الاسلام حضرت خولاد محمد قمر الدین سیالوی فرماتے ہیں:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے باہمی نزاع کو ہم متشابہات کے درجہ میں رکھیں گے۔ ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ہم ان کے مرتبہ اور ان کی عظمت میں کسی قسم کا شک کریں اور کیوں کر کریں جب کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ذرو، اللہ سے ذرو! اور فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک مسلمہ اور محکم امر ہے جس میں کوئی شک نہیں، لیکن ہم مفضل علیہ کی فضیلت کا بھی انکار نہیں کرتے اور یاد رکھیں کہ وہ تمام روایات جو اس نزاع کی تفصیل میں وارد ہیں وہ یا تو طبری مؤرخ سے مروی ہیں جو اساماء الرجال کی کتب کی تصریح کے مطابق مرود الروایت ہے اور ابن جریر طبری بلاشبہ شیعہ ہے۔ البتہ ابن جریر طبری مفسر شد (معتبر) لوگوں سے ہے یا در روایات ابن خلیفہ سے ہیں، جو امامت و لیسہ سند کا مصنف ہے جو سراسر جھوٹا اور مضری ہے یا پھر وہ روایات مؤرخ و اقدی سے مروی ہیں تو وہ بھی اسی طرح کا ہے کہ اس سے کوئی روایت لیتے ہیں نہ ہی اس کی روایت پر اعتماد کرتے ہیں اور یہ امر یقینی ہے کہ اس نزاع کے متعلق مروی روایات میں من گھڑت روایات بیان کرنے والوں اور مذہب لوگوں کا کافی دخل ہے تو ہم ان کی روایات پر کیسے فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کیوں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا شک و شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں اور



بے شک وہ کاتب وحی ہیں اور اُمّ المؤمنین (اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا) کے بھائی ہیں اور یثینا شام و عراق سے یہود کے فتنوں کا قلع قمع کرنے والے ہیں کہ ان کی حکمت عملی نے آتش مدہ عجم کو بجھا کر رکھ دیا حبیبہ کا خلی نہیں ہے۔ تم پر لازم ہے کہ اولیاء اللہ کے ساتھ اعتقاد رکھو اور ان کا مسلک اختیار کرو (انوار کبریٰ صفحہ ۲۹، ۳۰)۔

حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے اس اقتباس کو بار بار پڑھیے۔ آپ نے چند طور میں دلائل کے انبار لگا دیے ہیں، اولیاء اللہ کا نام لے کر ان کا مسلک واضح کر دیا ہے اور پھر کو اس کے گھرنے کا پتہ لگایا ہے۔

اگر یہ تمام اولیاء علیہم الرضوان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا احترام کرنے کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے تو پھر آپ کو وہ جنت مبارک ہو جو اولیاء کی دشمنی کے نتیجے میں ملا کرتی ہے۔

عقائد کی کتب میں تعلیم:-

عقائد کی تمام کتابوں میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں زبان کو لگام دینے پر زور دیا گیا ہے۔ (شرح عقائد صفحہ ۱۶۳، شرح فقہ کبیر صفحہ ۶۵، بہار صفحہ ۳۰، الوصیۃ والحوار صفحہ ۲۲۵)

شیعہ کی کتب میں فضائل:-

۱- مولیٰ علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ

إِنَّا لَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ لَهُمْ وَ لَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ لَنَا لِكُنَّا رَأَيْنَا أَنَّا عَلَى حَقٍّ وَ رَأَوْا أَنَّهُمْ عَلَى حَقٍّ۔

یعنی ہم انہیں کافر قرار دے کر ان سے جنگ نہیں لڑ رہے اور نہ ہی اس لیے لڑ رہے ہیں کہ یہ ہمیں کافر قرار دیتے ہیں، بل کہ ہمارے خیال کے مطابق ہم حق پر ہیں اور ان کے خیال کے مطابق وہ حق پر ہیں۔ (ترب الاطفال صفحہ ۴۵)

۲- إِنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَكُنْ يُسَبِّحُ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ حَوْبِهِ إِلَّا الشَّيْءُ لَا إِلَهَ إِلَّا الْبَقَاءُ وَ لَكِنْ يَقُولُ: هُمْ إِخْوَانُنَا بَعْدَ عَلَيْنَا۔

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے مخالفوں کو نہ ہی مشرک سمجھتے تھے اور نہ ہی منافق، بل کہ فرماتے تھے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں جو ہم سے بغاوت پر اتر آئے ہیں۔ (ترب الاطفال صفحہ ۴۵)

یہی حدیث اہل سنت کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔

(نائبی جلد ۸ صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵،

میرے عزیز! اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ مولا علیؑ اور امیر معاویہؓ کی جنگوں میں مولا علیؑ حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہؓ کا موقف درست نہ تھا، مگر اس کے باوجود انھیں حبیبِ کریمؐ کی شان میں نے مسلمان قرار دیا ہے۔ لہذا ہم ان کی خطا کو اجتہادی خطا اور اچھی نیت پر محمول کرتے ہیں۔ اتنی سی بات ہے جس کا آپؐ نے ہتھیار نہادیا ہے۔

آپؐ ڈھونڈ ڈھونڈ کر میب نکالتے رہتے ہیں اور ہم نہایت خوب اور احتیاط کے ساتھ ان کا بہتر محمل تلاش کرتے رہتے ہیں۔ یہ اپنا اپنا نصب ہے۔

قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ  
لَعْنُ اِخْرُ هَذِهِ الْاُمَّةِ اَوْ لَعْنَا۔

یعنی اس امت کے بعد والے لوگ پہلے والوں پر لعنت بھیجیں گے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۷)

نبی کریمؐ نے مولا علیؑ سے فرمایا کہ ایک ایسی قوم نکلے گی جو آپؐ سے محبت کا دعویٰ کرے گی، اسلام کو رسوا کرے گی، دین سے اس طرح نکل چکے ہوں گے جیسے تیر نکل جاتا ہے۔ ان کے نظریات عجیب ہوں گے۔ انھیں رافضی کہا جائے گا۔ وہ مشرک لوگ ہوں گے، ان کی نشانی یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ جمعہ اور جمعہ میں نہیں آئیں گے۔ اپنے سے پہلے لوگوں پر طعن و تشنیع کریں گے۔ (دارقطنی کتاب الاموال، ص ۱۱۱، ص ۱۱۲، ص ۱۱۳)

واضح رہے کہ آپؐ کے دوسرے بھائی (خارجی) مولا علیؑ کو غلام کہتے پھرتے ہیں۔ حضورؐ اعلیٰ قدس سرہ لکھتے ہیں کہ خارجیوں کا قول اس کے خلاف ہے اللہ ان کو ہلاک کرے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کو کبھی بھی امام برحق نہ تھے۔ (غیۃ المصابین صفحہ ۱۸۹)

چنانچہ ایک خارجی لکھتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کا موقف برا اعتبار سے صحیح تھا اور حضرت علیؑ کا صحیح نہ تھا اپنی سیاسی مصلحتوں پر مبنی تھا۔

(حقیق مزید یہ مسئلہ خلافت معاویہؓ پر صفحہ ۱۳۷ مصنف عظیم المدین خارجی)

یہ بھی واضح رہے کہ محمود عباسیؒ ایضاً کچھ خارجیوں نے سیدنا امام حسینؑ علیؑ چھوڑ دیا اور علیؑ و السلام کو بھی باغی کہہ دیا ہے۔ (نحوذ باللہ من ذلک)

ہمارے نزدیک آپؐ میں اور ان خارجیوں میں کوئی فرق نہیں، بل کہ بے ادبی اور بد تمیزی، بل کہ بد ختنی قدر مشرک ہے۔ اہل سنت کا مذہب رخص اور خروج کے درمیان اعتدال کا آئینہ دار ہے۔

## خبر آخر

حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں اپنا عقیدہ قائم کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد، سنن سعید بن منصور، مصنف ابن ابی شیبہ اور البدایہ والنہایہ جیسی کتابوں سے ہم نے آپؐ کے جو فضائل نقل کیے ہیں انھیں فراموش نہ کیا جائے۔

دینا: نبی کریمؐ نے انھیں بغاوت کے باوجود مسلمان قرار دیا ہے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۷)

جلال: مولا علیؑ نے بھی انھیں بغاوت کے باوجود بالکل اپنے جیسا مسلمان تسلیم کیا ہے۔ (شیخ الحداد صفحہ ۳۳۷)

درازا: امام حسنؑ نے انھیں خلافت سوچ کر واضح فرمایا ہے کہ امیر معاویہؓ مسلمان تھے، ورنہ لازم آئے گا کہ آپؐ نے۔ عاذا للہ۔ ایک کافر اور چہنمی کو خلافت سوچی اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

خامسا: حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو بغاوت کے بعد امیر المومنین بھی تسلیم کیا ہے اور صحابی ماننے کے بعد وہ فقیہ بھی قرار دیا ہے جب کہ ابن عباسؓ نے اہل بیت کے عظیم فرد ہیں۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۷)

سادسا: نبی کریمؐ کی شان فرماتے ہیں کہ میری امت کی اکثریت گمراہ نہیں ہو سکتی۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۹، ص ۴۰، ص ۴۱)

جب کہ مسلمانوں کی اکثریت اہل سنت پر مشتمل ہے اور اہل سنت امیر معاویہؓ کی صحابی، مسلمان اور جنتی سمجھتے ہیں۔

سابعاً: بڑوں کے درمیان ناراضگیاں ہوتی رہتی ہیں۔ یہ ناراضگیاں نبیوں، صحابیوں، ولیوں اور اہل بیت کے درمیان بھی ہوتی رہی ہیں۔ ان کی بنا پر اپنے سے بڑے بزرگوں پر زبان درازی کرنا درست نہیں۔

چہنما: اگر تفصیلی درکل کسی کی سمجھ میں نہ بھی آئیں تو احتیاط اسی میں ہے کہ ادب کا ادب نہ چھوڑا جائے۔ غلطی سے کسی کی بے ادبی کرنے سے غلطی سے کسی کا ادب کرنا بہتر ہے۔



قائد یہ ہے کہ کسی مسلمان کی بات میں صحت کا پہلو تلاش کر کے اسے کفر کے فتوے سے بچانے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی نے دوسرے کو کافر کہا اور وہ فی الواقع کافر نہیں ہے تو اسے کافر کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔ (مسلم جلد ۵ صفحہ ۵۵)

بعض بدقسمت لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جہنمی ثابت کرنے کے لیے جتنی محنت سے کام لے رہے ہیں اس قدر محنت اور تکلف ویسے ہی جائز نہیں ہے، خواہ کسی عام آدمی کے خلاف کیوں نہ ہو۔ چہ چاہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو پھر بھی ایک صحابی ہیں اور ان کے بے شمار فضائل احادیث میں بیان ہو چکے ہیں۔ خوب سمجھ لیجیے یہ جملہ بہت قیمتی ہے۔

ابن عساکر نے ابوذر عدی سے روایت کیا ہے کہ ان سے ایک آدمی نے کہا کہ میں معاویہ سے بغض رکھتا ہوں۔ انھوں نے کہا: کس وجہ سے؟ اس نے کہا: اس لیے کہ اس نے علی سے جنگ لڑی تھی۔ ابوذر عدی نے فرمایا: حیرانانہ خراب! معاویہ کا رب رحیم ہے اور معاویہ سے جنگ کرنے والا علی کریم ہے۔ تمہیں ان دونوں کے درمیان پگالینے کی کیا ضرورت ہے۔

(الہدایہ النہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۷)

الناہیہ عن طعن امیر المؤمنین معاویہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِخَلَّةِ اللَّهِ عَلَى حَسَنِ الْإِسْلَامِ وَحُبِّ النَّبِيِّ وَحُبِّ الْعَقْدَةِ وَالْمَعَاوَةِ  
بِالْإِقْتِصَادِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِإِعْلَانِ مَنَا السَّلَامِ إِلَيْهِ السَّلَامِ

بعد ازاں

اسے رفیق مجھ سے یہ رسالہ النہایہ عن طعن معاویہ رضی اللہ عنہ  
مکر اور جماعت ناجیہ، راہیہ عالیہ کی اتباع کر اور فرقہ عالیہ، سرکش و خیرہ سے  
دور رہ، نیز وہابیات اور خانی خولی خطابات کو چھوڑ دے اور عبد العزیز بن  
احمد بن حامد علیہ الرحمۃ کی کامیابی و کامرانی کے نئے دعا کروا، اللہ تعالیٰ  
اس کی تصانیف میں برکت فرمائے اور جاسدوں سے ان کو محفوظ فرمائے  
اللہ تعالیٰ مقدس و مددگار ہے۔ وہی اول و ہی آخر ہے۔ کتاب چند فضول پر  
مشتمل ہے۔

### فصل: چند فضائل صحابہ کرام علیہم السلام

اس سلسلے میں قرآن کریم میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہمارے لئے  
کافی ہے ”وہ لوگ کہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل جنگ لڑی اور اللہ کی راہ میں  
خرچ کیا برابر نہیں بلکہ وہ ان لوگوں سے بڑے درجہ کے مالک ہیں کہ  
جنہوں نے فتح مکہ کے بعد فی سبیل اللہ خرچ کیا اور جنگ لڑی اور اللہ تعالیٰ کا  
وعدہ ہر ایک سے اچھائی کا ہے۔“ سورۃ الحدید آیت ۱۰

ابن حزم کا قول ہے کہ اس آیت میں جملہ صحابہ کرام کے لئے جنت کی نشاندہی ہے  
حضرت عمران بن حصین سے مرفوعاً روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ میری اُمت کا بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد ہوں گے، پھر جو ان کے بعد ہوں گے۔ "بخاری، ترمذی، حاکم"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے حضور اکرم نے فرمایا کہ میرے زمانے کے لوگ بہتر ہیں۔ "الحديث، بخاری، مسلم، مسند احمد، ترمذی"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایسے مسلمان کو آگ نہیں جھوٹے گی کہ جس نے مجھے دیکھا یا جس نے اس شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا ہے۔ "ترمذی، ضیاء المقدسی"

حضرت دائد بن اسفیع رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے حضور اکرم کا ارشاد ہے کہ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور اس کے لئے بھی جس نے مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔ "عبد بن حمید، ابن عساکر"

حضرت عبداللہ ابن سیر سے مرفوعاً روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور اس شخص کے لئے جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۔ اس کے لئے خوشخبری اور بہترین ٹھکانہ ہے۔ "بخاری، حاکم"

حضرت انس سے مرفوعاً مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اصحاب کی مثال ایسی ہے جیسے کھانے میں نمک، کہ کھانا بغیر نمک کے صحیح نہیں ہوتا۔ "شرح السنہ، بیہقی، سنن ابوالعلیٰ"

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے حضور اکرم نے فرمایا کہ میرا صحابی زمین کے جس خطے میں فوت ہوگا تو وہ قیامت کے دن وہاں کے لوگوں کے لئے مینارۃ نور اور قائد کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔ "ترمذی" نے اس کو غریب کہا ہے، ضیاء المقدسی

انہی ابو موسیٰ اشعری سے مرفوعاً روایت ہے کہ ستارے آسمان کے لئے امن ہیں۔ جب ستارے چھپ جاتے ہیں تو آسمان خوفناک معلوم ہوتا ہے۔ میں اپنے صحابہ کے لئے جائے امن ہوں، جب میں دوسری دنیا میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ مصیبت میں گھر جائیں گے اور میرے صحابہ میری اُمت کے لئے باعث امن ہیں۔ جب میرے صحابہ بھی رحلت ہو جائیں گے تو میری اُمت خوفناک پریشانی میں گھر جائے گی۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے، اور مسند امام احمد میں ہے کہ آسمان کی خوفناکی اس کا پھٹ جانا ہے، صحابہ کے لئے اختلاف و حزن ہوگا اور اُمت حکمرانوں کے مظالم و مصائب میں گرفتار ہو جائے گی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے رسول اکرم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کی تعظیم کرو اس لئے کہ وہ تم میں سے بہتر ہیں۔ "نسائی، صحیح احمد"

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے بعد اپنے صحابہ کے مابین باہمی اختلاف کے متعلق رب تعالیٰ سے سوال کیا تو بندہ راجع رہی مجھے جواب دیا گیا کہ "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے صحابہ میرے نزدیک ایسے ہیں جیسے آسمان کے ستارے، بعض بعض سے قوی ہیں لیکن نور ہر ایک کے لئے ہے۔ پس صحابہ کے باہمی اختلاف کے وقت جس نے بھی جس کسی کی اتباع کر لی تو وہ میرے نزدیک راہ ہدایت پر ہے حضرت عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اس کو زید نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے، اس حدیث کے آخری جملے میں کلام ہے۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں کہ ضعیف محض ہے۔ ابن حزم فرماتے ہیں موضوع اور باطل ہے، ابن ربیع کہتے ہیں کہ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا مگر یہ ان کی سنن میں نہیں ہے۔



## فصل: صحابہ پر طعن کی ممانعت

حضرت ابو سعید خدری سے مرفوعاً روایت ہے آنحضرت نے فرمایا کہ میرے صحابہ کو گالی نہ دو، اس لئے کہ تم میں سے کوئی اگر احد پر چڑھتا بھی سونا خرچ کر دے تب بھی ان کی ایک منٹھی بھر کو بھی نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس کے نصف کو۔ "بخاری، مسلم، ترمذی"

مسلم اور ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جبکہ ابو یوسف یقینی نے اس کو سختین کی شرط پر روایت کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل سے مرفوعاً روایت ہے رسول اکرم نے فرمایا کہ اللہ اللہ میرے صحابہ ان کو اپنی غرض کا ہدف نہ بناؤ، پس جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے محبت کی ہے جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا تو میرے ساتھ بغض کی وجہ سے بغض کیا، جس نے ان کو تکلیف دی گویا اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے دکھ پہنچایا تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو وہ بہت ہی جلد اللہ کی پکڑ میں آئے گا۔ "ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے"

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ پر حملے کرتے ہیں۔ "ابن عدی"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملائکہ اور تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے سرکارِ دو عالم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں تو تم کہو کہ تمہارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت پڑے۔ "ترمذی، خطیب"

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل ہے کہ حضور اکرم نے فرمایا ہر شخص میرے صحابہ کو گالیاں دیتا ہو امر گیا تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک ایسے جبار کو مسلط کر دے گا جو اس کے گوشت کو نوچتا رہے گا۔ وہ شخص قیامت تک اسی تکلیف میں مبتلا رہے گا۔ "ابن ابی دنیا فی القبر"

انہی حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا، اور میرے لئے میرے صحابہ کو پسند کیا پھر ان میں سے کچھ کو میرے وزراء، مددگار و معاون اور رشتے دار بنایا۔ پس جو شخص ان کو گالیاں دے گا اس پر اللہ کی، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے کسی خرچ اور عدل کو قبول نہیں فرمائے گا۔ "طبرانی، دکم"

## فصل: مسلمانوں کا ذکر خیر

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے رسول اکرم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالیاں دینا فسق ہے۔ "مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ"

ابن ماجہ نے اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جبکہ طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مغفل اور وارث قطنی سے حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے آنحضرت نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی جو اپنے بھائی کو کافر کہے تو ان دونوں میں سے کوئی ایک کافر ہو گا۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ایک شخص اگر کسی دوسرے کو فاسق اور کافر کہتا ہے اگر دوسرا شخص ایسا نہیں تو پھر ہلا ہی یعنی خود ہی کافر و فاسق ہوگا۔ "بخاری"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل ہے کہ طعنہ زنی کرنے والا لعنت کرنے والا، بدگلائی کرنے والا اور بد زبان مومن ہی نہیں ہے۔ "ترمذی، بیہقی، احمد بخاری، ترمذی، ابن ماجہ، مسند کرمی، مسند ابی یوسف"

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب بندہ کسی شے پر لعنت کرتا ہے تو وہ آسمان کی طرف چلی جاتی ہے، مگر اس کے لئے آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر وہ زمین کی طرف آتی ہے تو یہاں کے دروازے بھی بند کر دیئے جاتے ہیں یعنی زمین و آسمان میں اس کا داخلہ ممنوع ہو جاتا ہے۔ جب اس کو کوئی ٹھکانہ نہیں ملتا تو اس شخص کی جانب رجوع کرتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی۔ اگر وہ اس کا یعنی لعنت کا اہل ہے تو ٹھیک ورنہ وہ لعنت بھیجنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ "ابوداؤد"

### فصل: مردوں کو گالیاں دینے کی ممانعت

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں کو تم گالیاں نہ دو اس لئے کہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ ان کے پاس پہنچ چکا ہے۔ "بخاری"

### فصل: باہمی چپقلش کے ذکر کی ممانعت

بہت سے محققین نے ذکر کیا ہے کہ صحابہ کرام کی باہمی مخالفتوں اور جھگڑوں

کو بیان کرنا حرام ہے اس لئے کہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ بعض صحابہ سے بدگمانی نہ پیدا ہو جائے۔ اس کی مودید ایک اور حدیث مرفوعہ میں ہے کہ کوئی شخص کسی قسم کی شکایت میرے صحابہ سے متعلق مجھے نہ کرے کیونکہ میں بچا ہوتا ہوں کہ جب میں تم میں سے کسی کی طرف جاؤں تو اس کی طرف سے میرا سینہ پاک ہو۔ "ابوداؤد، ابن مسعود"

امام ابوالثلیث فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی آپس کی لڑائیوں سے متعلق حضرت ابراہیم نخعی سے سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ خون ہیں کہ جن سے ہمارے ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ نے پاک رکھا ہے۔ تو کیا اب ہم اس کے ذکر سے اپنی زبانوں کو آلودہ کریں۔ "الحج"

اہلسنت نے تو محض مضطربانہ واقعات و حوادث کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ اہل بدعت نے اس سلسلے میں بہت سے جھوٹ اور افسانے گھڑ لئے تھے اور بعض متکلمین نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ صحابہ کی باہمی خانہ جنگی کی تمام روایات محض جھوٹ ہیں۔ اگرچہ یہ قول بہت اچھا ہے مگر بعض مناقشات تو اتر سے ثابت ہیں۔ اہلسنت و جماعت کا اجتماع ہے کہ جو مشاجرات ثابت ہیں ان کی تاویل کر کے عوام الناس کو وسوسوں سے بچایا جائے اور جو تاویل کے قابل نہیں ہیں وہ مردود ہیں اس لئے کہ صحابہ کرام کی فیصلت، حسن سیرت اور حق کی اتباع خصوص قطعہ سے ثابت ہے اور اسی پر اہل حق مجتمع ہیں، پھر روایات احاد کس طرح اس کی معارض ہو سکتی ہیں اور روایات بھی متعصبین کا ذہن راضیوں کی؟

### فصل: باہمی بخشش کا مختصر قصہ

متعدد روایات سے ثابت ہے کہ اہل مصر جب مدینہ شریف آئے



کی سوار سی کی کو نہیں بھی کاٹ دی گئیں۔ اسی وجہ سے اس لڑائی کو نام جنگ جمل معروف ہوا۔ غرض کہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہ عزت و اکرام واپس مدینے شریف بھیجا دیا گیا۔ بعد ازاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صفین کے مقام پر دریائے فرات کے کنارے اسی مسئلے پر جنگ ہوئی اور یہ جنگ جاری رہی۔ پھر ایک معاہدہ طے پایا جو کہ صلح کی مانند تھا۔ ”اس سلسلے میں اللہ ہی بہتر جانتا ہے“

### فصل :- مجتہد کی خطا پر عدم مواخذہ

حدیث مرفوعہ صحیح السند سے ثابت ہے کہ جب حکم اپنے اجتہاد سے کوئی فیصلہ کرے تو اگر وہ فیصلہ درست ہے تو اس کے لئے دوسرا اجر ہے اور اگر اجتہاد ہی فیصلہ ملنی برخلاف ہے تو اس کے لئے ایک نیکی ہے۔ اس حدیث کو بخاری، مسلم، مسند احمد، ابو داؤد، نسائی اور ترمذی نے ابویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، پھر بخاری، احمد، نسائی، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص سے بھی روایت کیا ہے نیز اسی روایت کو بخاری نے ابوسلمہ سے بھی نقل کی ہے۔

اجتہاد مصیب پر دواجر ہیں اور صرف اجتہاد پر ایک نیکی ہے۔ چاروں صحابہ علیہم السلام اس جنگ میں مجتہد تھے مگر ان کے اجتہاد میں خطا تھی جبکہ حضرت علی مصیب فی الاجتہاد تھے۔ اصول میں یہ بات مقرر شدہ ہے کہ مجتہد کو ہر صورت اپنے اجتہاد پر عمل کرنا ہے۔ اس سلسلے میں مجتہد پر اور اس کے مقلدین پر کوئی ملامت نہیں۔ پس اس جنگ میں شہید ہونے والے اور شہید کرنے والے دونوں فریقین کے لوگ جنتی ہیں واللہ اعلم بالصواب

تو انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ عبداللہ ابن ابی سرح کو مصر سے معزول کر کے ان کی جگہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حاکم بنادیں گے؟ تو آپ نے ان کی درخواست کو قبول کر لیا۔ اس پر آپ کے وزیر مروان بن حکم نے عبداللہ کو خط لکھا کہ جب یہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں تو ان کو قتل کر دینا۔ راستے میں مصریوں کی قاصد سے ملاقات ہو جاتی ہے تو انہوں نے قاصد سے وہ خط لے لیا، کھول کر دیکھا تو وہ خط حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی کی طرف سے تھا اور اس پر آپ کی مہر بھی تھی۔ طرہ یہ کہ خط لے جانے والا آپ کا غلام تھا اور آپ جی کی اونٹنی پر سوار تھا۔ وہ مصری دین سے واپس لوٹ آئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا رخ کر لیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کو منع کر دیا کہ ان سے لڑا نہ جائے۔ آپ کا مقصد مسلمانوں کو خون ناحق سے بچانا اور تمنائے شہادت متقی جس کی بشارت آپ کو زبان رسالت سے مل چکی تھی۔ چنانچہ ان مصریوں نے آپ کو قتل کر دیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر جمع کر لی۔

پھر حضرت بی بی عائشہ صدیقہ، حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ قاتلین عثمان کو قصاص میں قتل کیا جائے۔ چنانچہ حضرت علی اس سلسلے میں کچھ وقت کے طلبکار تھے تاکہ فتنہ بھی کھڑا نہ ہو اور ان کا مطالبہ بھی پورا ہو جائے۔ بس یہیں سے بات بڑھ گئی اور اختلاف پیدا ہو گیا اور جو کچھ من جانب اللہ تقدیر میں وہ تو لا محالہ ہو کر رہتا۔ پس حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کی بصرہ کے قریب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ ہوئی۔ جس میں حضرت طلحہ، حضرت زبیر شہید ہوئے اور حضرت عائشہ صدیقہ

حضرت ابن سعد حضرت ابی مسیرہ عمرو بن شمر جبل سے روایت کرتے ہیں۔ کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں اور اس میں بہترین گنبد بنے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کن لوگوں کے ہیں۔ جواب دیا گیا کہ یہ گنبد کلاخ اور خوشب کے ہیں اور یہ دونوں حضرت امیر معاویہ کی کان میں جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ پھر میں نے پوچھا کہ عمار یا سر اور ان کے دوست کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ وہ سامنے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان کے بعض نے تو بعض کو قتل کیا تھا۔ کہا گیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تو اس کو وسیع المغفرت پایا۔ میں نے کہا کہ اہل نہر یعنی خوارج کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟ کہا کہ وہ سختی میں ہیں۔

### فصل :- فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت ابی بلی عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسا کہ شریک کو دیگر کھانوں پر فضیلت ہے۔ "بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ابی شیبہ، ابن مایہ، ابن جریر" حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی حدیث میں مشکل درپیش آتی تو ہم حضرت عائشہ صدیقہ سے دریافت کرتے، ہم نے ان کو عالم بالحدیث پایا ہے۔ "ترمذی" نے کہا کہ یہ روایت حسن صحیح غریب ہے۔

حضرت ام ہانی ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ عنقریب تیرے زیور علم اور قرآن ہوں گے۔ "مسند امام اعظم، ابو حنیفہ"

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے عائشہ یہ بات میرے لئے موت کو آسان کر دیتی ہے کہ میں نے تجھے جنت میں اپنی بیوی کی حیثیت سے دیکھا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ موت کو عجب پر آسان کر دیا گیا ہے اس لیے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں دیکھا ہے۔ "مسند امام اعظم ابو حنیفہ"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اے عائشہ یہ جبریل تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا تجھ پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔ "بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مجھے خواب میں تین راتوں تک دکھائی گئی، فرشتہ تجھے ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر لاتا تھا۔ پھر کہا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں۔ پس میں نے تیرے منہ سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو واقعی تو ہی تھی۔ میں نے کہا اگر یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے تو انشاء اللہ عند اللہ ویسا ہی ہوگا۔ "بخاری، مسلم"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میری باری کے دن تحائف کے آنے پر لوگ حیران رہتے تھے۔ تحائف کی ترسیل کا مقصد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی تھی۔ آپ فرماتی ہیں کہ ازواجِ مطہرات کی دو جماعتیں تھیں۔ ایک گروہ میں عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہن تھیں اور دوسرے گروہ میں حضرت ام سلمہ و دیگر ازواجِ نبی تھیں۔ "رضوان اللہ تعالیٰ علیہن"

حضرت ام سلمہ کے گروہ نے ان سے کہا کہ اس سلسلے میں آپ حضور اکرم صلی اللہ



عالیہ وسلم سے بات کریں کہ آپ اپنے صلیہ کو فرمائیں اگر تم مجھے ہلایا بھیجیے  
ہو تو میں جہاں بھی ہوں وہیں بھیجا کرو۔ آنحضرت نے ام سلمہ سے فرمایا کہ مجھے  
والشہ کے بارے میں ایذا نہ دو اس لئے کہ میرے پاس وحی عائشہ رضی اللہ عنہا کے  
لحاف کے بغیر کسی اور لحاف میں نہیں آتی۔ ام سلمہ نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے  
توبہ کرتی ہوں کہ یا رسول اللہ میں نے آپ کو ایذا دی، پھر مگر وہ ام سلمہ نے حضرت  
فاطمہ الزہراء کو بلایا اور انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔  
آنحضرت نے فرمایا: اے فاطمہ بیٹی! کیا تو وہ پسند نہیں کرتی جس کو میں پسند  
کرتا ہوں۔ عرض کیا: آپ کی پسند ہی میری پسند ہے۔ تو آپ نے فرمایا:  
کہ میری پسند کو ہی بات ہے۔ "بخاری، مسلم، نسائی"

تنبیہ: - شاید کسی کو یہ گمان ہو کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ  
عنہا کے فضائل میں ان کی اپنی روایت سود مند نہیں ہیں تو یہ ان کا گمان غلط  
ہے اس لیے کہ پہلی حدیث تعلیم منقبت ہے اور تمام روایات کی موثق، صحیح اور  
مصدق ہے۔

## فصل :- مناقب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

مؤلف مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ وہ طلحہ بن عبد اللہ بن کعبہ بن ابی امیہ الغضری  
ہے قدیم الاسلام اور سوانہ جنگ بدر کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ بدر میں  
اس نے شریک نہ ہونے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرت سعید بن زید  
کے ساتھ قریش کے قافلے کی کھوج لگانے کے لئے بھیج دیا تھا۔ جنگ احد میں  
حضرت طلحہ کو چوہانیں زخم آئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ چھپتر زخم آئے تھے۔ بعض کہتے  
ہیں کہ تیروں، سبائوں اور نیزوں کے مجموعی زخم پچھتر تھے۔ ترمذی نے روایت کیا

ہے کہ انہی سے زیادہ زخم آئے تھے۔ میں حمادی آخر سن ۳۲ بروز جمعرات شہید  
ہوئے اور بصرہ میں دفن کئے گئے۔ اس وقت ان کی عمر پونیسٹھ برس تھی۔ امام  
نوی نے ذکر کیا ہے کہ وہ لڑائی کو ترک کر کے دشمنوں میں گھس گئے تھے کہ انہیں  
ایک ایسا تیر لگا کہ جس سے وہ جاں بحق ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ تیر مروان بن  
حکم نے مارا تھا۔

صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم بوقت وفات حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما سے رضی تھے۔  
صحیح مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
پہاڑ حرا پر تھے اور حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر آنحضرت کے  
ہمراہ تھے۔ پس پہاڑ میں حرکت پیدا ہوئی تو آپ نے فرمایا: ٹھہر جا تیرے اوپر  
نبی، صدیق اور شہید کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔

ترمذی نے عبد الرحمن بن عوف وابن ماجہ، امام احمد، ضیاء المقدسی اور دہلی  
نہ سعید بن زید سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر  
جنت میں، عمر جنت میں، عثمان جنت میں، علی جنت میں، طلحہ جنت میں، زبیر  
جنت میں، عبد الرحمن جنت میں، سعد بن ابی وقاص جنت میں، سعید بن زید جنت  
میں اور ابن جراح جنت میں ہیں۔

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے حسن، صحیح روایت  
نقل کی ہے کہ جنگ احد کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر دو زخمیں  
تھیں۔ آپ نے پہاڑی چٹان پر چڑھنا پناہ مگر نہ چڑھ سکے تو حضرت طلحہ آپ کے  
نیچے بیٹھ گئے یہاں تک کہ آنحضرت چٹان پر چڑھ سکے۔ پس میں نے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنا کہ طلحہ پر جنت واجب ہو گئی۔

ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ وہ شخص جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ شخص ہر ایسے شخص کو چلتا پھرتا دیکھے جس نے "راہ جہاد میں قربان ہونے کی" اپنی نذر پوری کر لی ہو تو وہ طلحہ بن عبید اللہ کی طرف دیکھے۔

ترمذی اور امام حاکم حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ شخص جو یہ خواہش رکھتا ہو کہ کسی شہید کو زمین پر چہل قدمی کرتے دیکھے تو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھے۔

ابن ماجہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت طلحہ زمین پر چلتے پھرتے شہید ہیں۔

ترمذی اور ابن ماجہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن عساکر حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ طلحہ کا تعلق ان لوگوں سے ہے جنہوں نے اپنی نذر پوری کر لی۔ امام ترمذی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے ایک حسن غریب روایت نقل کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ علیہ وسلم نے ایک جانی کا واقعہ اعرابی بدو سے کہا کہ تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھو کہ "جن لوگوں نے اپنی نذر پوری کر لی ہے" ان سے مراد کون ہیں؟ صحابہ کرام نے بدو سے اس لئے دریافت کرایا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادب و توقیر اور ہیبت کی وجہ سے یہ بات پوچھنے کی اپنے اندر ہمت نہیں رکھتے تھے۔ غرض کہ اس اعرابی نے پوچھا مگر حضور اکرم نے اعراض فرمایا۔ اس نے پھر پوچھا تو پھر بھی آپ نے توجہ نہ دی۔ اس نے تیسری مرتبہ دریافت کیا تو آپ نے پھر جواب نہ دیا۔ اتنے میں میں "طلحہ" کے دروازے سے

ظاہر ہوا۔ میں سبز لباس میں ملبوس تھا۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا اور فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جو صحت قضائی نخبہ سے متعلق پوچھتا تھا۔ اعرابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! وہ میں ہوں۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ شخص "طلحہ" ان لوگوں میں سے ہے جو اپنی نذر پوری کر چکے ہیں۔

ترمذی اور حاکم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے کانوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے یہ سنا کہ طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما جنت میں میرے پڑوسی ہیں۔

امام بخاری قیس بن حازم سے نقل کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ مشلول ہاتھ دیکھا ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے جنگ احد کے دن شل ہو گیا تھا۔

امام بیہقی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد میں باقی لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تنہا چھوڑ گئے تھے۔ صرف گیارہ انصاری اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس رہ گئے تھے۔ آپ ان کی ہمدردی میں پہاڑ پر چڑھ رہے تھے کہ مشرکین نے گھیر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی۔ کہ ہے کوئی یہاں جو ان کا مقابلہ کرے؟ حضرت طلحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ طلحہ تم شہید ہو۔ پھر ایک انصاری نے کہا۔ یا رسول اللہ! میں ان سے مقابلہ کرتا ہوں، اور وہ ان سے مقابلہ کرنے لگے۔ ادھر حضور اکرم نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دوبارہ پہاڑ پر چڑھنا شروع کر دیا۔ ادھر وہ انصاری شہید ہو گئے تو کھار نے پھر بچا لیا۔ اور حضور علیہ السلام کے قریب پہنچ گئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی ہے جو ان سے مقابلہ کرے؟ حضرت طلحہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔



آپ نے فرمایا تم ٹھہرو۔ اتنے میں ایک اور انصاری نے کہا۔ حضور میں حاضر ہوں۔ وہ لڑنے لگے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور پرچہ پھرنے لگے۔ مشرکین اس انصاری کو شہید کرنے کے بعد پھر چھپے پہنچ گئے۔

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر دفعہ بھی ارشاد فرماتے اور حضرت طلحہ ہر دفعہ اپنے آپ کو پیش کرتے حضور علیہ السلام فرماتے۔ تم ٹھہرو۔ پھر کوئی انصاری لڑنے کی اجازت طلب کرتا تو آپ اس کو اجازت دے دیتے اور وہ بھی پہلے والے کی طرح لڑتے لڑتے شہید ہو جاتے یہاں تک کہ حضور اکرم کے ساتھ سوائے طلحہ کے باقی کوئی نہ رہا یعنی سب شہید ہو گئے۔ مشرکین نے حضور علیہ السلام اور حضرت طلحہ کو گھیرے میں لے لیا۔ پس حضور اکرم نے فرمایا کہ ان کے مقابلے کے لئے کون ہے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں ہوں۔ تو پھر انہوں نے ایسی جنگ کی کہ جس طرح ان سے پہلے گیارہ انصاریوں نے کشتی تھی۔ اسی اثنا ان کی انگلیاں کٹ گئیں تو کہا: ”حسن“۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ طلحہ اگر تو اس موقع پر بسم اللہ کہتا یا اللہ کے نام کو یاد کرتا تو اللہ کے فرشتے تجھے اٹھا کر لے جاتے اور لوگ تجھے آسمان کی فضا میں دیکھتے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر اپنے صحابہ کرام کے مجمع کے پاس پہنچ گئے۔

شیخ نورالحی علیہ الرحمۃ نے صحیح بخاری کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت طلحہ کو جنگ جمل میں شہیدوں میں دیکھا تو اتنا روتے کہ آپ کی دماغی شریعت تر ہو گئی تھی۔ پھر فرمایا: کہ اسے طلحہ میں امید کرتا ہوں کہ تو ان لوگوں میں شمار ہو گا جن کے متعلق رب العزت نے فرمایا ہے: ”اور ہم ان کے دلوں میں موج دو کہ دو رتوں کو نکال دیں گے اور وہ بھائی بن کر ایک

دوسرے کے سامنے خوش و خرم بیٹھے ہوں گے“

## فصل: محمد بن طلحہ کے مناقب میں

کثرت سجدہ کے باعث آپ کا لقب سجاد مشہور تھا۔ آپ حضور علیہ السلام کے عہد میں تولد ہوئے۔ آپ کا نام ”محمد“ تھا اور کنیت ابو سلیمان تھی۔ الاستیلاب میں ہے کہ آپ نے جنگ جمل میں شہادت پائی تھی حضرت طلحہ نے ان کو جنگ کے لئے آگے بڑھنے کا حکم دیا تھا۔ اسی اثنا میں ان کی زبرد ان کے پاؤں میں پھنس گئی اور اسی پر کھڑے ہو گئے جب کوئی آدمی ان پر حملہ کرتا تو وہ اسے کہتے کہ میں تجھے حلو کی قسم دیتا ہوں، آخر کار اسود غسی نے حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا اور پھر یہ شعر پڑھے

واشاعت قوامہ بایاتہا، قلیل الذوی فیما یبوی البین مسلماً  
خوقتہ بالومع حبیب قہیمہ، فحوصوہا للیدین ولسفہ  
علی غیر شئیؑ انہ لیس تابعا علیا ولعویسم الحق ینلہ  
یذکر فی حلو والومع شاجر ذہلا فلا حلو قبل التقدم  
جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کو شہیدوں میں دیکھا تو فرمایا کہ یہ بڑا خوب رو جوان تھا۔ پھر غمزہ ہو کر مٹھ گئے۔ واقعہ کی روایت میں ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اس شہید کے پاس سے گزرے تو فرمایا: کہ یہ سجاد ہے جو اپنے باپ کی اطاعت میں شہید ہوا۔

## فصل: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں

ان کے اکثر مناقب تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں گزر چکے ہیں۔

مومن مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ ابو عبد اللہ زبیر بن عوام قرشی ہیں حضور علیہ السلام کی بھوپھی حضرت صفیہ آپ کی والدہ ماجدہ تھیں۔ آپ سولہ برس کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ قدیم الاسلام تھے۔ اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے آپ کو دھوئیں کی تکلیف دی گئی مگر وہ ہمیشہ ثابت قدم رہے اور تمام غزوات میں شامل رہے۔ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے راہ جہاد میں تلوار کو نیام سے باہر نکالا۔ آپ حضور علیہ السلام کے ساتھ جنگ احد میں بھی ثابت قدم رہے۔ بصرہ میں صفوان کے مقام پر ان کو عمرو بن جرموز نے شہید کیا۔ بوقت شہادت آپ کی عمر چونتیس برس تھی۔ پہلے ولوی سباغ میں انہیں دفن کیا گیا۔ بعد ازاں وہاں سے نکال کر بصرہ میں دفن کئے گئے اور وہیں پر آپ کی قبر مشہور ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ حضرت زبیر جنگ سے لوٹ کر نماز ادا فرما رہے تھے کہ شہید کر دیئے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی تلوار کو دیکھا اور فرمایا کہ اس تلوار نے چہرہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت زیادہ مدافعت کی ہے۔ پھر کہنے لگے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا تھا کہ ابن صفیہ "زبیر" کے قاتل کو جہنم کی بشارت دے دینا۔ اس کے جواب میں جرموز نے کہا کہ ہم تمہارے خلاف لڑیں تب بھی جہنمی اور اگر آپ کی حمایت میں لڑیں تب بھی جہنمی؟ پھر اسی عقد میں جرموز نے خودکشی کر لی۔

بخاری اور ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

شیخین نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور اکرم نے

ارشاد فرمایا کہ وہ کون ہے جو مجھے جنگ احزاب کے موقع پر قوم کی کفالت کرے؟ خبر لا کر دے۔ حضرت زبیر نے عرض کیا۔ حضور میں لاؤں گا۔ ۱۰

مستدرک حاکم کی روایت میں ہے حضور علیہ السلام نے جنگ خندق میں فرمایا کہ کفار کی خبر کون لے کر دے گا تو حضرت زبیر کھڑے ہو گئے نہ حضور نے پھر حکم فرمایا تو زبیر بھی پھر کھڑے ہو گئے۔ ۲۱

شیخین اور ترمذی نے حضرت زبیر سے روایت کیا ہے حضور اکرم نے فرمایا کون ہے جو بنی قریظہ کے ہاں جائے اور ان کی خبر لائے تو میں "زبیر" چلا گیا۔ جب واپس لوٹا تو حضور علیہ السلام نے میرے والدین کو جمع کیا اور فرمایا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

بخاری نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کافروں پر حملہ کیوں نہیں کرتے کہ ہم بھی آپ کی ہمراہی میں ان پر حملہ کریں۔ چنانچہ آپ نے حملہ کیا تو آپ کی پشت پر تلوار کی دو ضربیں لگیں اور ان دونوں کے درمیان وہ ضرب تھی جو آپ کو جنگ بدر میں لگی تھی۔ پس میں ان ضربات "کے گڑھوں" میں انگلیاں ڈال کر کھینٹتا تھا۔

فائدہ :- شیخ نور الحق نور اللہ مرتدہ صحیح بخاری کے ترجمہ میں فرماتے ہیں یہ سوک ایک شام کی ایک جگہ کا نام ہے جہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلمانوں اور رومیوں کا ٹکراؤ ہوا تھا۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کے چار ہزار آدمی شہید ہوئے تھے۔ جبکہ رومی مشرکوں کے ایک لاکھ پانچ ہزار آدمی قتل ہوئے اور چالیس ہزار زخمی ہوئے۔



حسن ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی عمیرہ صحابی مدنی سے روایت ہے کہ نبی  
**ثانیاً** کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس  
 میں فرمایا۔ اے اللہ ان کو ہدایت دہندہ اور ہدایت یافتہ بنا اور لوگوں کو ان  
 کے ذریعے ہدایت عطا فرما۔ ترمذی نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔ امام ترمذی  
 کی کتاب "سنن ترمذی" جیل القدر کتاب ہے۔ حتیٰ کہ شیخ الاسلام ہرودی علیہ الرحمۃ  
 فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ کتاب صحیحین بخاری و مسلم سے زیادہ نفع مند  
 ہے۔ اس لئے کہ اس میں جس طرح مذاہب اور موجودہ استدلال کا ذکر ہے وہ  
 صحیحین میں نہیں ہے۔ نیز حاکم اور خطیب نے ترمذی کی جملہ مرویات کو مطلقاً  
 صحیح کہا ہے۔ امام ترمذی خود کہتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو علما نے حجاز عراق  
 اور خراسان کی خدمت میں پیش کیا ہے اور جس شخص کے گھر میں یہ کتاب ہوگی گویا  
 کہ وہاں خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کلام فرما رہے ہیں۔

ابن ابی ملیکہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس  
**ثالثاً** رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ کیا آپ امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ  
 سے کچھ کہنا چاہیں گے کیونکہ وہ تو صرف ایک و تر پڑھتے ہیں۔ ابن عباس  
 نے فرمایا کہ وہ فقیہ ہیں۔ "بخاری"  
 شرح کہتے ہیں کہ فقیہ سے مراد مجتہد ہے۔

بخاری میں ابن ابی ملیکہ سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت امیر  
 معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام کی موجودگی میں  
 عشاء کے بعد وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی تو غلام نے جا کر اپنے مالک  
 ابن عباس سے یہ بات کہی تو انہوں نے فرمایا کہ جھوٹو اس لئے کہ وہ حضور اکرم

## فصل: حضرت امیر معاویہ کے فضائل میں

آگاہ ہو کہ حضور اکرم کے صحابہ کرام کی تعداد سابقہ انبیاء کرام کی تعداد کے  
 موافق ایک لاکھ چوبیس ہزار و تیس (۱۴۳۰۰) ہے مگر جن کے فضائل میں احادیث طیبہ لسان  
 ہیں۔ وہ گنتی کے چند حضرات ہیں اور باقیوں کی فضیلت میں صرف صحبت رسول  
 صلی اللہ علیہ وسلم ہی کافی ہے۔ اس لئے کہ "صحبت رسول" کے فضائل عقیدہ کے ترتیب  
 میں قرآن و حدیث ناقص ہے۔ پس اگر کسی صحابی کے فضائل میں احادیث نہ ہوں  
 یا کم آئی ہوں تو یہ ان کی فضیلت و غنیمت میں کمی کی دلیل نہیں ہے۔ اسی لئے ہم  
 یہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا ذکر کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کے  
 دلوں میں آپ کے شرف و مقام کا اضافہ ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اے اللہ معاویہ  
**اولاً** کو حساب و کتاب کی تسلیم سے سرفراز فرما اور عذاب سے محفوظ  
 رکھ۔ اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت عرب بن ساریہ سے  
 روایت کیا ہے۔ مسند امام احمد بہت بڑی اعتماد والی کتاب ہے۔ حافظ ثقف  
 جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ مسند احمد کی جملہ مرویات مقبول ہیں اور جو ضعیف  
 ہیں وہ بھی حسن کے قریب ہیں۔ نیز امام سیوطی فرماتے ہیں کہ امام احمد کا قول ہے  
 کہ اگر مسلمان کسی مسئلے میں اختلاف کریں تو انہیں چاہیے کہ وہ میری مسند کی  
 طرف رجوع کریں۔ اگر تم اس میں پاؤ تو وہ حسن ہے ورنہ حجت نہیں اور بعض  
 نے تو مسند احمد کی تمام روایات کو صحیح پر اطلاق کیا ہے۔ نیز ابن جوزی نے جو  
 مسند احمد کی بعض روایات کو ضعیفی کہا ہے۔ وہ اس کی اپنی خطا ہے۔ کیونکہ  
 تعصب اور افراط جوزی کی سرشت ہے۔ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی فرماتے  
 ہیں کہ مسند احمد میں کوئی موضوع حدیث نہیں ہے اور یہ کتاب سنن ابو جہر سے

صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں۔ "انتہی"

حضرت ابن عباس کا شمار فضلاء صحابہ میں تھا۔ آپ کے علم کی وسعت کے پیش نظر آپ کو بحر العلوم، جبرامت اور ترجمان القرآن کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ حضور اکرم نے ان کے لئے علم و حکمت اور تفسیر قرآن بالاولیٰ کی دعا فرمائی تھی جو کہ قبول ہوئی۔ آپ کا شمار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خواص میں تھا۔ آپ دشمنان علی کے شدید نکیر تھے۔ حضرت نے آپ کو خوارج حمورہ کے پاس مناظرے کے لئے بھیجا تھا۔ آپ نے مناظرہ کیا اور خارجیوں کو لا جواب کر دیا۔ جب حضرت ابن عباس جیسے ذی علم شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کی گواہی دین اور اپنے غلام کو ان پر نکیر کرنے سے منع فرمائیں اور دلیل یہ دیں کہ وہ صحابی رسول ہیں تو اسی سے حضرت معاویہ کے توفیق و علو کا پتہ چل جاتا ہے۔ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ جبرامت حضرت ابن عباس کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کے لئے یہی سب سے بڑی شہادت ہے۔

**رابعاً** حضرت معاویہ کا تب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اپنی کتاب "خلاصۃ السیر" میں امام مفتی حریم احمد بن عبد اللہ بن محمد طبری نے ذکر کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ کاتب تھے۔ چاروں خلفاء کے علاوہ عامر بن قیس، عبد اللہ بن ارقم، ابی بن کعب، ثابت بن قیس بن شماس، خالد بن سعید بن عامر، شغل بن ربیع، سلمیٰ، زید بن ثابت، معاویہ بن ابی سفیان، شرجیل بن حسدہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ ان میں سے حضرت معاویہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہما کو کتبت وحی کے لئے خاص کیا گیا تھا۔ یعنی دوسروں کی بہ نسبت یہ کل وقتی کاتب تھے۔ "انتہی"

تیرہ جو کہا گیا ہے کہ کتبت وحی ان کے لئے ثابت نہیں ہے۔ امام احمد بن محمد قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں اس قول کو صریح مردود کہا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں کہ معاویہ بن ابی سفیان پہاڑ ہیں۔ جنگ کے بیٹے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی ہیں۔

**خامساً** شیخ علی ہروی، "ملا علی قادری" شرح مشکوٰۃ میں ذکر کرتے ہیں کہ امام عبد اللہ ابن مبارک سے دریافت کیا گیا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز افضل ہیں یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما۔ تو آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمرکابی میں جنگ کرتے ہوئے حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں جو غبار داخل ہوا تھا وہ بھی عمرو بن عبد العزیز سے کئی درجہ افضل ہے۔ اس منقبت پر غور کرو۔ اس کلمہ کی فضیلت تو تجھے اس وقت معلوم ہوگی جب تجھے عبد اللہ بن مبارک اور عمر بن عبد العزیز کی فضیلت معلوم ہو جائے گی جو کہ بے شمار ہیں اور محدثین کی مبسوط کتب تواریخ میں موجود ہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کو امام الہدیٰ اور بانچواں خلیفہ راشد کہا جاتا ہے۔ محدثین اور فقہاء ان کے قول کو عظیم اور محبت مانتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام ان کی زیارت کرتے تھے۔ آپ وہ پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے حدیث رسول کو جمع کرنے کا حکم فرمایا۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان سے بھی افضل ہیں تو ان کے مقام و مرتبہ میں تجھے کیا گمان ہو سکتا ہے۔

**سادساً** بخاری اور مسلم "حضرت معاویہ" سے حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ صرف ثقہ، ضابط اور صدوق راویوں کی ہی روایت کرتے ہیں اور یہی ان کی شرط ہے اور مروان بن حکم نے کتاب طہارت میں آپ کو ضعف کی صف سے خارج رکھا ہے حالانکہ وہ ضعیف



روایات بھی حاصل کرتا ہے۔

**مسابعاً** ۱ صحابہ کرام اور محدثین عظام حضرت معاویہ کی مدح کرتے ہیں حالانکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل اور واقعات اختلافیہ کے تمام لوگوں سے زیادہ واقف ہیں اور ان کی تصدیق و توثیق ہے۔ امام قسطلانی شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ مناقب کا مجموعہ ہیں۔ اسی طرح شرح مسلم میں ہے کہ آپ کا شمار عدول فضلاء اور صحابہ انبیاء میں ہے۔ امام یاقعی فرماتے ہیں کہ آپ نہایت بزرگوار، سچی سیاست دان صاحب عقل اور سیادت کاملہ کے حقدار، صاحب الرائے تھے۔ گویا کہ حکومت کرنے کے لئے ہی پیدا ہوئے تھے۔ محدثین کرام ان کے نام کے بعد رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں جیسا کہ دیگر صحابہ کے نام کے بعد لکھتے ہیں بلا تفریق۔ جیسا کہ بروایت بخاری حضرت ابن عباس کا قول گزر چکا ہے۔

ابن اشیر جزیری کے نہایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت معاویہ سے زیادہ لائق سیادت میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ تو کسی نے سوال کیا کہ حضرت عمر فاروق کو بھی نہیں۔ فرمایا کہ حضرت عمر ان سے بہتر تھے لیکن سیادت کے معاملے میں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی آگے تھے۔ حضرت ابن عمر کے قول کی توجیح اس طرح کی گئی ہے کہ ان کی مراد یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ از حدی و ادب مال خرچ کرنے میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اور بعض نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ وہ واقعی انداز حکمرانی میں ان سے بڑھ کر تھے۔

قاضی عیاض ذکر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے معافی بن عمران سے کہا۔ کو عمر بن عبدالعزیز حضرت معاویہ سے افضل ہیں تو وہ غصہ میں آگئے اور

فرمانے لگے کہ حضور اکرم کے صحابہ کرام کے ساتھ کسی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے۔ حضرت معاویہ صحابی رسول مقبول ہیں۔ وہ آپ کے برادر نسبتی ہیں، کاتب ہیں اور سب سے بڑھ کر وحی الہی کے امین ہیں۔

**ثامناً** ۱ حضرت امیر معاویہ کا کثیر احادیث کا روایت کرنا۔ امام ذہبی ذکر کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت ام حبیبہ رضوان اللہ علیہم سے حدیث روایت کی ہیں۔ نیز اپنے تقدم کے باوجود حضرت ابو ذر نے بھی ان سے روایت کی ہے۔ اسی طرح حضرت ابن عباس، حضرت ابو سعید حضرت جریر رضی اللہ عنہم کے علاوہ ایک جماعت صحابہ نے ان سے روایت کی ہے، پھر تابعین میں سے حضرت جابر بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن مسعود، خالد بن معدان، ابو صالح سمان، سعید، تمام بن مذہب کے علاوہ کثیر خلق نے بھی آپ سے روایت کی ہے۔ "انہما"۔

بخاری نے اپنی صحیح میں "حضرت معاویہ" سے آٹھ احادیث روایت کی ہیں۔ ہم ان میں سے چند احادیث یہاں ذکر کر رہے ہیں جن سے نہ صرف حضرت امیر معاویہ کا شرف واضح ہو جائے گا بلکہ علماء کے دلوں میں آپ کی محبت بھی فروں تر ہوگی۔

امام احمد، ابو داؤد اور حاکم نے حضرت معاویہ سے مرفوع روایت کی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اہل کتاب "یہود و نصاریٰ" نے اپنے دین میں بہتر فرماتے ہیں کئے اور یہ ملت "اسلامیہ" بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی جن میں ایک فرقے کے مجزئہ بقیہ سب پہنچی ہیں اور جو جتنی ہے وہ جماعت ہے، پھر میری امت میں سے ایک قوم نمودار ہوگی جس میں خواہشات

اس طرح پھیل جائیں گی جس طرح کتے کا زہر کسی شخص میں سرائیت کر جاتا ہے کوئی رنگ و ریشہ اور جوڑا ایسا نہیں رہتا کہ جس میں نہ ہرن پہنچے۔

یہی، ابو داؤد نے حضرت معاویہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ جب تم عورتوں کی اتباع کرو گے تو بگڑ جاؤ گے۔

امام احمد، نسائی اور حاکم نے حضرت معاویہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ حضور اکرم نے فرمایا۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ بخش دے، مگر جو شخص مشرک ہو کر مرے یا کسی مومن کو عمداً قتل کرے، اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔

ابو یعلیٰ اور طبرانی نے حضرت معاویہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ غصہ میرے بعد کچھ آٹھ ہوں گے۔ وہ جو کہیں گے ان کی بات رو نہیں کی جائے گی۔ وہ جہنم میں ایسے گھسیں گے جیسے کہ بندہ گھسیں گے۔

ترمذی نے حضرت معاویہ سے مرفوعاً حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص شراب پیئے پس اس کو کوڑے مارو، حتیٰ کہ کردہ ہو حتیٰ مرتبہ پیئے تو پھر اس کو قتل کر دو۔

ابو داؤد نے حضرت معاویہ سے مرفوعاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ جو شراب پیئیں تو انہیں کوڑے مارو، پھر پیئیں تو پھر مارو، پھر پیئیں تو پھر مارو، پھر بھی پیئیں تو انہیں قتل کر دو۔ قتل کرنے کا حکم یا تو تہدید ہے یا منوہ ہے۔

ابو داؤد اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

سے بھی حدیث معاویہ کی مثل روایت کی ہے۔

بخاری نے حضرت ابو امامہ بن سہل سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے معاویہ بن ابی سفیان سے سنا درنحالیکہ وہ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ مؤذن نے اذان دی اور کہا۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر حضرت معاویہ نے بھی کہا۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ مؤذن نے کہا۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ حضرت معاویہ اور میں نے بھی کہا۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ مؤذن نے کہا۔ اشھد ان محمداً رسول اللہ۔ تو حضرت معاویہ نے بھی کہا۔ اشھد ان محمداً رسول اللہ۔ پس جب اذان پوری ہو گئی تو حضرت معاویہ نے کہا کہ لوگو! میں نے مؤذن کی اذان کے وقت اسی مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سنا۔ آپ بھی یہی کلمات فرماتے ہو کہ تم نے مجھ سے سنے ہیں۔

امام احمد حضرت علقمہ بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ کے نزدیک تھا۔ آپ وہی دہراتے تھے مؤذن کہتا تھا مگر جب مؤذن نے سحی الصلوٰۃ کہا تو آپ نے فرمایا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ جب مؤذن نے کہا۔ سحی علی انقلاب تو آپ نے کہا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ، اللہ اعلمی العظیم۔ بعد ازاں وہی کہا کہ جو مؤذن نے کہا۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے۔

بخاری، مسلم، مؤلف امام مالک، ابو داؤد، ترمذی و نسائی نے حضرت حمید بن عبد الرحمن بن عوف سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ منبر پر سال حج میں حضرت امیر معاویہ سے سنا جبکہ بالوں کا ایک گچھا آپ کے



پہرے دار کے ہاتھ میں تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے اہل مدینہ کہاں ہیں تمہارے علماء؟ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ ایسے بالوں سے منع فرماتے تھے اور فرماتے تھے نبی اسرائیل اس وقت تباہ ہوئے تھے جس وقت وہ ایسے بالوں کو پکڑتے "قبول" تھے۔

شیخین اور نسائی نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شریف آئے اور ہمیں مخاطب کر کے بالوں کا ایک چونڈا نکالا اور فرمایا کہ میں نہیں دیکھتا تھا کہ یہودیوں کے علاوہ بھی کوئی اس کو بناتا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ایسے بالوں کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ نے ان کا نام "جھوٹ" رکھا تھا امام نسائی حضرت سعید ثقفی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ کو منبر پر دیکھا اور ان کے ہاتھ میں غولوں کے بالوں کا ایک گچھا تھا۔ فرمایا کہ مسلمان غولوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسے بال استعمال کرتی ہیں۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے سنا کہ وہ غول میں جو اپنے سر میں ایسے بالوں کا اضافہ کرتی ہیں جبکہ یہ غصہ جھوٹ ہے جس کو وہ پھیلا رہی ہیں۔

طبرانی نے حضرت معاویہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حق حضرت عمر کی زبان اور دل میں متحقق کر دیا ہے۔

ابوداؤد میں حضرت معاویہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغالطہ میں ڈالنے والی باتیں کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ابوداؤد میں روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں

کے سامنے وضو فرمایا جیسا کہ انہوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وضو کرتے دیکھا تھا۔ جب سر کے مسح تک پہنچے تو پانی کا چلو بھر کر اٹھے ہاتھ پر ڈالا پھر اس کو وسط سر تک لے گئے یہاں تک کہ پانی کے قطرے گرنے لگے یا گرنے کے قریب تھے۔ پھر پیشانی سے گدی تک اور گدی سے پیشانی تک مسح کیا۔

ابوداؤد میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے حضور علیہ السلام فرمایا کہ رکوع اور سجدے میں مجھ سے آگے نہ بڑھا کر رکوع اور سجدے میں جتنی دیر میں تم سے پہلے چلا جاتا ہوں تو رکعت کے لئے اٹھتے وقت اتنا حمت تم پالتے ہو بیشک میرا جسم کچھ بھاری ہو گیا ہے۔

ابونعیم نے حضرت معاویہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص برے عمل کرتا تھا اور ناحق ظلم کرتے ہوئے ستائشوں آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ پس وہ شخص نکلا اور دیرانیا میں ایک راہب کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ ایک ایسا شخص کہ جس نے ستائشوں افراد کو ناحق ظلماً قتل کیا ہو کیا اس کی توبہ قابل قبول ہوگی۔ راہب نے کہا کہ نہیں تو اس نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا۔ پھر وہ ایک دوسرے راہب کے پاس گیا اور اس کو بھی اسی طرح کہا۔ دوسرے راہب نے بھی وہی کہا کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ اس شخص نے دوسرے راہب کو بھی قتل کر دیا۔ پھر تیسرے راہب کے پاس پہنچا۔ اس سے بھی دیکھا کچھ دریافت کیا تو اس نے بھی وہی جواب دیا کہ توبہ قبول نہیں ہوگی۔ لہذا اس نے اس تیسرے راہب کو بھی قتل کر دیا۔

پھر وہ ایک اور چوتھے راہب کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ ایک شخص

نے بڑائی کا کوئی عمل نہیں چھوڑا اور اس نے ظلماً ناحق سو قتل بھی کئے  
ہیں کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ واجب نے اس سے کہا: قسم بخدا!  
اگر میں تجھ سے یہ کہوں اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول نہیں  
فرماتا تو یہ مزاح جھوٹ ہے۔ یہاں دیر "علاقہ" میں عبادت گزار قوم  
ہے۔ تم وہاں جاؤ اور ان کے ساتھ مل کر اللہ کی عبادت کرو، پس  
وہ وہاں تائب ہو کر نکلا ابھی اس نے کچھ راستہ ہی طے کیا تھا کہ اللہ نے  
فرشتہ بھیج کر اس کی روح کو قبض کر لیا۔ پھر اس کے پاس عذاب اور رحمت  
کے فرشتے آگئے اور اس کے معاملے میں جھگڑنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان  
کے پاس ایک اور فرشتے کو بھیجا جس نے ان دونوں فرشتوں سے کہا کہ دونوں  
گاؤں کے درمیانی فاصلے کو ناپ لو۔ جو قریب ہوگا اس کا شمار اسی گاؤں  
والوں میں ہوگا۔ چنانچہ ناپا گیا تو وہ عبادت گزاروں اور توبہ تلا کرنے  
والوں کے گاؤں کے چند انگلی برابر قریب نکلا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو  
بخش دیا۔

شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں ہم نے بطریق ابو داؤد، عبد اللہ  
بن علامہ اور انہوں نے مغیرہ بن قرقہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں  
کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک دن مسجد میں باب حوض پر لوگوں  
کے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے لوگو! ہم نے فلاں فلاں دن چاند  
دیکھا اور تم پر روزہ رکھنے میں سبقت لے گیا ہوں۔ پس جو شخص اچھا سمجھتا  
ہے تو وہ ایسا کرے۔ حضرت مالک بن ہیرہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور  
کہا۔ اے معاویہ کیا ایسی کوئی چیز تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
سنی تھی؟ یا یہ تمہاری اپنی رائے ہے۔ آپ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے سنا ہے کہ پورے مہینے کے روزے رکھو اور اس کے پہلے  
حصہ کے۔

بخاری نے حمید بن عبد الرحمن سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاویہ  
نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد  
فرماتے سنا ہے کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے  
دین میں تفقہ عطا فرماتا ہے اور بیشک میں تو بائیسے والا ہوں جبکہ عطا  
کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور یہ امانت ہمیشہ دین پر قائم رہے گی بخلافین  
اس کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ امر الہی آجائے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت امیر معاویہ سے روایت کیا ہے۔  
وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا  
کہ میں تو خازن ہوں جس کو بطیب خاطر دوں گا پس اس میں برکت ہوگی  
اور جس کو اس کے مانگنے اور طلب کرنے پر دوں گا تو اس کی مثال ایسی ہوگی  
کہ جو کھائے مگر پیٹ نہ بھرے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت امیر معاویہ سے روایت کیا ہے۔  
وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوال کرتے ہوئے  
پٹ نہ جایا کرو۔ قسم بخدا! اگر تم میں سے کوئی مجھ سے سوال کرے اور میں  
اس کے سوال کے بار بار اصرار پر اس کو کچھ دے دوں تو میرے اس عطیہ  
میں اس کے لئے برکت نہیں ہوگی۔

ابو داؤد اور نسائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے  
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چیتے کی سواری سے اور سونے کے  
پہننے سے منع فرمایا ہے مگر یہ کہ مولیٰ چٹرا ہو۔ اسی طرح ایک اور



روایت میں ہے جو کہ انہی کتب میں حضرت معاویہ سے مرفوعاً مروی ہے۔  
آپ نے فرمایا کہ تم ریشم اور چیتے پر سواری نہ کرو۔

نسائی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں  
کہ ان کے پاس اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج تھے۔ پس کہا کہ کیا تمہیں معلوم  
ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ٹکڑا بھروسے کے پہننے سے بھی منع فرمایا  
ہے تو انہوں نے کہا کہ اللہ ہونے

الہود اور نے حضرت معاویہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اصحاب نبی  
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے اس چیز سے اور چیتے کی کھال پر سواری سے منع فرمایا ہے۔  
تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔ پھر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ  
وسلم نے حج اور عمرہ کے درمیان قرآن سے منع فرمایا ہے تو انہوں نے کہا۔  
کہ یہ تو ہم نہیں جانتے، حضرت معاویہ نے فرمایا کہ یہ بھی انہی میں شمار ہے  
مگر تم نے بھلا دیا۔

امام مسلم بن الحجاج کی روایت ان کے چچ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ  
فرماتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ  
مؤذن آیا اور اس نے آپ کو نماز کے لئے بلایا۔ حضرت معاویہ نے فرمایا کہ میں  
نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا کہ قیامت کے روز مؤذنون  
کی گردنیں سب سے لمبی "اونچی" ہوں گی۔

امام مسلم نے حضرت ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاویہ مسجد  
میں دوگوں کے ایک حلقہ کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ حلقہ باندھ کر کیسے بیٹھے  
ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم بیٹھ کر اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ فرمایا۔ اللہ کیا صرف

اسی لئے بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا کہ بخدا اس کے علاوہ بیٹھنے کا ہمارا کوئی مقصد  
نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم سے میں نے حلفت اس لئے نہیں لیا کہ تم پر کوئی  
تہمت لگا رہا ہوں بلکہ جن حضرات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عجب  
جیسا قرب حاصل تھا ان میں سے کوئی ایسا نہیں کہ اس نے عجب سے کم روایت نقل  
کی ہوں۔ بے شک حضور علیہ السلام صحابہ کی جماعت کے ایک حلقہ کے پاس  
گئے اور فرمایا کہ تم یہاں کس لئے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم یہاں  
بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہے ہیں اور ہم اس کی حمد کر رہے ہیں کہ اس نے  
ہمیں اسلام کی طرف ہدایت دی اور یہ اس کا احسان عظیم ہے۔ آپ نے  
فرمایا۔ اللہ تم صرف اسی مقصد سے بیٹھے ہو۔ عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے  
فرمایا کہ تم سے قسم اس لئے نہیں لی کہ تم پر کوئی تہمت ہے لیکن حضرت جبریل  
علیہ السلام میرے پاس آئے اور خبر دی اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے رد ہر  
تم پر فخر فرماتا ہے۔

حدثی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔ روایت ہے کہ حضرت  
معاویہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم کے سامنے وحی کو تحریر فرماتے تھے۔ آپ  
نے حضرت معاویہ سے فرمایا کہ دو اٹ ڈال دو، قلم کا قطر میڑھا کر دو، حرف  
ہا کو سیدھا لکھو۔ سین کے دہانوں کے درمیان فرق رکھو۔ نیم کے سرے کو ملا  
کر نہ لکھو۔ لفظ اللہ کو خوبصورت لکھو۔ رحمن کو کھینچ کر لکھو اور رحیم کو  
حسین لکھو۔

حضرت ابیر معاویہ اتباع سنت میں مرہیں تھے۔ امام  
تاسعاً بغوی شرح السنہ میں ابی مجاز سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت  
معاویہ رضی اللہ عنہ ایک دن نیکے ابو عبد اللہ ابن عامر اور عبد اللہ ابن زبیر بیٹھے

تھے۔ ابن عامر دیکھ کر کھڑے ہو گئے جبکہ ابن زبیر بیٹھے رہے۔ حضرت معاویہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ لوگ اس کے لئے کھڑے ہوں تو وہ اپنا کھانا جہنم کو بلائے۔ اس حدیث کو ترمذی، ابوداؤد اور مسند احمد نے بھی روایت کیا ہے۔

ابوداؤد اور ترمذی میں عمرو بن مرہ سے مروی ہے۔ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے امور مسلمین میں سے کسی شے کا حاکم بنایا ہو اور اس نے ان کی حاجت و ضرورت اور فقر و قلت کے آگے پردہ حائل کر دیا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاجت و قلت اور فقر کے آگے پردہ حائل کر دیتا ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت معاویہ نے لوگوں کی ضروریات معلوم کرنے کے لئے ایک آدمی کا تقرر کر دیا۔

بخاری نے منیر بن شعبہ کے کاتب وارد سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہ نے منیرہ کو لکھا کہ میرے پاس کوئی ایسی حدیث لکھ کر بھیج کہ جس کو تم نے خود حضور علیہ سے سنا ہو تو حضرت منیرہ نے ان کی طرف لکھا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو نماز سے فراغت کے بعد تین بار یہ لکھتے ہوئے سنا ہے۔ لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لہ المملک ولہ الحمد وھو کل شیء قدیم۔ پھر فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میل و محبت، اکثریت سوال، تفتیح مال، لوگوں کے حقوق ادا کرنے، ماؤں کی نافرمانی، اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ترمذی میں ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام المومنین نبی عاتشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ مجھے اختصار سے کوئی وصیت تحریر

فرمائیں۔ نبی صدیقہ نے ان کو لکھا۔ السلام علیک۔ اس ابود۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص لوگوں پر تنگی کر کے اللہ کی رضا کا طلبگار ہوگا تو لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی معافیت کافی ہے اور جو اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کی رضا کا طلبگار ہوگا تو اللہ تعالیٰ لوگوں کی طرف سے اس کا وکیل ہوگا۔ والسلام۔

ترمذی اور ابوداؤد نے سلیم بن عامر سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان معاہدہ تھا اور آپ ان کے علاقہ کی جانب نحو سفر تھے اس لئے کہ جیسے ہی معاہدے کی معاہدہ ختم ہو رومیوں پر حملہ کر دیا جائے۔ پس ایک شخص جو گھوڑے یا خچر پر سوار تھا آیا اور وہ کہتا تھا۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر اللہ نے عہد لادنی ہے جنگ نہ کرو۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت معاویہ نے اس سے دریافت کیا اس معاملے میں تو انہوں نے کہا۔ کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس شخص نے کسی قوم کے ساتھ معاہدہ کیا ہو تو جب تک مدت معاہدہ ختم نہ ہو اس وقت تک عہد نہ توڑے یا پھر ان کے معاہدے کو مسترد کر دے تاکہ عدم معاہدہ سے فریقین برابر آگاہ ہوں۔ یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے ہمراہی لوگوں کے ساتھ واپس لوٹ گئے۔

حضرت معاویہ کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ محبت کی ایک مثال وہ ہے جن کو تاحسی عیاض نے شفا شریفیت میں ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عابس بن ربیعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کے لئے گھر کے دروازے میں داخل ہوئے تو حضرت معاویہ پلنگ سے اٹھے اور ان سے انگلیہ



ہو کر ملے، ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور مرغاب نامی علاقہ "جو کہ نہر مرو کے پاس تھا" کی زمین ان کو عطا فرمادی۔ یہ عطا و اکرام صرف اس لئے تھا کہ حضرت عابس کی صورت حضور اکرم نور عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت شریفہ کے مشابہ تھی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو حدیث کی اتباع کا حکم **عاشرا** فرماتے اور اس کی مخالفت سے منع فرماتے تھے۔ امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ مدینہ شریف میں آئے اور یہاں کے فقہاء سے کوئی ایسی چیز سنتے جو سنت رسول کے مخالف ہوتی تو اہل مدینہ کو جمع کر کے فرماتے کہ کہاں ہیں تمہارے علماء؟ میں نے تو حضور علیہ السلام کو یوں فرماتے سنا ہے اور اس طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

بخاری نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ نماز پڑھتے ہو، البتہ تحقیق ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں اور حضور علیہ السلام کو ہم نے ایسی نماز پڑھتے نہیں دیکھا بلکہ آپ نے اس نماز سے منع فرمایا ہے یعنی عصر کے فرضوں کے بنی۔ دو رکعت پڑھنے سے۔

امام الحیثمین امام مسلم حضرت عمرو بن عطا سے روایت کرتے ہیں کہ رافع بن خبیر نے ان کو سائب کے پاس اس لئے بھیجا کہ میں ان سے "سائب" سے ایسی بات معلوم کروں جو انہوں نے حضرت معاویہ کو مانر میں کرتے ہوئے دیکھا ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ مقصودہ میں میں نے حضرت معاویہ کے ہمراہ نماز جمعہ پڑھی تھی۔ جب انہوں نے سلام

بھیرا تو میں نے اپنی جگہ پر کھڑا ہوا اور نماز پڑھی۔ جب گھر لوٹے تو مجھے بلایا اور فرمایا کہ جو کچھ تو نے کیا ہے دوبارہ اس طرح نہ کرنا۔ جب جمعہ کی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اس وقت تک نماز نہ پڑھو جب تک کہ بات نہ کر لو یا اپنی جگہ سے ہٹ نہ جاؤ۔

امام مسلم اپنی صحیح میں حضرت معاویہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حدیثیں وہ روایت کرو جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں روایت کی گئی ہیں اس لئے کہ حضرت عمر لوگوں کو خوفِ الہی سے ڈراتے تھے، شارح مسلم فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت بغیر تحقیق و تدقیق کے کثرت

اداویت بیان کرنے سے ہے۔ اس لئے کہ حضرت معاویہ کے زمانے میں اہل کتاب نے مفتوحہ علاقوں میں ان کی کتابوں سے نقل و روایت کا رواج شروع ہو گیا تھا اس لیے آپ نے اس سے منع فرمایا اور لوگوں کو عہدِ فاروقی کی مرویات کی طرف رجوع کرنے کا حکم فرمایا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دینِ حدیث کے معاملے میں سختی کرتے تھے اور ضبط سے کام لیتے تھے۔ لوگ ان کی ہیبت و سطوت سے خوفزدہ تھے اور وہ حدیث میں جلد بازی سے لوگوں کو منع فرماتے تھے۔ احادیث پر شہادت طلب کرتے تھے یہاں تک کہ احادیث خوب مستقر ہو گئیں اور سنن مشہور ہو گئیں۔

بخاری نے محمد بن جیسر بن مطعم سے روایت کیا ہے کہ وہ قریش کے ایک وفد کے ہمراہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ ان کو کسی نے یہ روایت پہنچائی کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ عنقریب علاقہ قحطان کا ایک بادشاہ ہوگا۔ یہ سنتے ہی آپ غضب ناک ہو گئے۔ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔

پھر فرمایا۔ اَمَّا بَعْدُ۔ مجھے یہ بات بھی ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو نہ تو وہ کتاب اللہ میں ہیں اور نہ اس کا اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ وہ تمہارے جاہل لوگ ہیں۔ پس تم ایسی باتوں سے بچو کہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں گی۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے آپ نے فرمایا۔ یہ امر قریش میں رہے گا۔ تم میں سے کوئی شخص ان کے ساتھ دشمنی نہیں کرے گا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی پیشانی پر نشان نہ لگا دے یا وہ دین کو قائم نہ کریں۔

**حادی عشر** کثیر صحابہ کرام کی بیعت نے حضرت معاذ کی پیروی کی مثلاً حضرت عمرو بن عاص اور ان کے فرزند حضرت عبداللہ زبیر رضی اللہ عنہ، معاذ بن حذافہ وغیرہم رضی اللہ عنہم۔

**اثنا عشر** حضرت عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ کو شام کا گورنر بنایا۔ حالانکہ آپ تو حکام و امراء کی صفات فساد میں بہت اختیار فرماتے تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت معاذ کو معزول نہ کیا بلکہ انہیں ان کی گورنری پر بحال رکھا۔

**ثلثہ عشر** فقہاء کرام حضرت مہدی کے جتہاؤ کو معتمد علیہ سمجھتے تھے۔ اور دیگر صحابہ کرام کے مذہب کی حرمت آپ کا مذہب بھی ذکر کرتے تھے۔ مثلاً آپ کا یہ قول کہ معاذ ابن جبل، معاذ بن اسعد بن مسیب کا مذہب یہ ہے کہ مسلمان کا فسر کا وارث ہو سکتا ہے اور حضرت معاذ سے ان کا یہ قول کہ ناکہ عراج ایک دیانے صاحب ہے جیسا کہ حضرت ابی اللہ صدیق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور ان کا یہ قول کہ کینین یامنین کا اسلام حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے منقول ہے اور حضرت

معاذ رضی اللہ عنہ سے بطریق صحیح ثابت ہے۔

**والعشر عشر** حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا خلافت حضرت معاذ کو سپرد کر دینا باوجود اس کے کہ امام حسن کے ساتھ ایسے چالیس ہزار اشخاص تھے جنہوں نے موت یران سے بیعت کر رکھی تھی۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ خلافت کے ال نہ ہوئے تو سبط یلیب امام حسن خلافت ان کے حوالے کیوں کرتے۔ بلکہ اپنے والد گرامی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرح جنگ لڑتے۔ عنقریب اس کی تفصیل آئے گی۔

**خامسہ عشر** حضرت معاذ رضی اللہ عنہ امام حسن علیہ السلام سے نہایت ادب سے پیش آتے تھے اور ان کی خدمت کرتے تھے۔ ابن بیت نبوت کے فضائل میں رطب اللسان رہتے۔ یہ سب باتیں مخالفت و مخالفت کے وجود ان کے اثبات حق پر دلالت کرتی ہیں مگر محنت و محنت تو بقدر الہی پیش آجکتی تھی۔

امام احمد نے اپنی مسند حضرت معاذ کا یہ قول روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام حضرت امام حسن علیہ السلام کی زبان اور حوث چوستے تھے اور لکھتے تھے اُن لبوں اور زبان کو کبھی عذاب نہ دے گا جن کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوہا ہو۔ ملا علی قاری ہری شرح مشکوٰۃ میں عبداللہ ابن بریدہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن حضرت معاذ کے ہاں تشریف لائے تو حضرت معاذ نے فرمایا کہ میں آپ کی خدمت میں ایسا عطیہ پیش کروں گا کہ ایسا عطیہ نہ تو آپ سے پہلے کسی کو ملا ہوگا اور نہ آپ کے بعد کسی کو ملے گا پھر چار لاکھ کا عطیہ پیش کیا جو امام حسن نے قبول فرمایا۔

مسند احمد میں ہے کہ ایک آدمی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کوئی



مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سوال حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھو اس لئے کہ وہ مجھ سے زیادہ صاحبِ علم ہیں۔ سائل نے کہا کہ امیر المومنین مجھے علی رضی اللہ عنہ کے جواب سے آپ کا جواب زیادہ پسند ہے۔ آپ نے فرمایا یہ بڑی بات ہے تو ایسے آدمی کو ناپسند کر رہا ہے جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے علم کی بنا پر معزز سمجھتے تھے اور اس کے بارے میں فرمایا کہ ”اے علی تیری نسبت مجھ سے وہی ہے جو ہارون کی موسیٰ سے تھی مگر میرے بعد کوئی نہیں آئے گا۔“ یونہی جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کوئی مسئلہ درپیش آتا تو ان سے دریافت فرماتے۔ یہ حدیث مسند احمد کے علاوہ دوسری کتب میں بھی مروی ہے اور بعض نے کچھ زیادہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں۔ مثلاً حضرت معاویہ نے اس سائل سے فرمایا کہ کھڑا ہو اللہ تعالیٰ تیرے پاؤں کو کھڑا کرے اور اراکین دیوان سے اس کا نام ادا کر دیا۔ مزید فرمایا کہ حضرت عمر فاروق، حضرت علی سے مسائل دریافت کرتے اور استفادہ کرتے تھے اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ جب بھی حضرت عمر کو کوئی مشکل مسئلہ پیش آیا تو آپ فرماتے کہ یہاں ”حضرت“ علی ”رضی اللہ عنہ“ موجود ہیں۔

امام ستغفیری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عقیب بن عامر سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہا تھا تو فرمایا کہ تم بخدا مجھے علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب روئے زمین پر کوئی نہیں تھا۔ اس کے قبل کہ میرے اور ان کے درمیان جو کچھ رونما ہوا، اور میں جانتا ہوں کہ ان کی اولاد میں سے ایک خلیفہ ہوگا جو اپنے زمانے میں روئے زمین پر سب سے بہتر ہوگا اور ان کا ایک نام آسمان میں ہے جس کو آسمان والے

جانتے ہیں اور اس کی علامت یہ ہوگی کہ ان کے زمانے میں پھلوں کی کثرت ہوگی باطل مٹ جائے گا اور حق زندہ ہوگا۔ وہ صالح لوگوں کا زمانہ ہوگا۔ ان کے سر بلند ہوں گے اور وہ ان کو دیکھیں گے۔ معاویہ اس سے حضرت امام مہدیؑ کی حاکم اور ابن بخاری نے بروایت بشام بن محمد ان کے والد سے روایت کیا ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو حضرت امیر معاویہ سے سالانہ ایک لاکھ عطیہ ملتا تھا تو ایک سال وہ وظیفہ کئی طرح رک گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ شدید تنگدستی کا شکار ہوئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ قلم و دوات مشکوٰۃ تاکہ معاویہ کو خط لکھوں اور اسے اپنی یاد دہانی کراؤں۔ پھر میں خاموش ہو گیا۔ پس میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو آپ نے مجھے فرمایا کہ حسن تم کیسے ہو، میں نے عرض کیا، آبا جان بہتر ہوں اور وظیفہ میں تاخیر کی شکایت بھی کی تو آپ نے فرمایا کہ تو دوات مشکوٰۃ کرا اپنی جیسی مخلوق کو خط لکھ رہا تھا تاکہ اسکو یاد دہانی کرائے۔ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو چہر میں کس طرح کروں؟ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ کہو۔ اسے میرے تلب میں اپنی امید ڈال دے اور اپنے سے علاوہ کی تمام امیدیں مٹا دے۔ حتیٰ کہ میں تیرے سوا کسی سے امید نہ رکھوں۔ اے اللہ میری قوت میں اضافہ فرما جو کہم عقلی کی وجہ سے کمزور ہو گئی ہے، کہ اس کی طرف میری رغبت نہ جائے اور نہ میرا سوال اس کو پہنچ سکتا ہے اور نہ وہ میری زبان پر جاری ہو سکتی ہے اور جو قوتے اولین و آخرین کو یقین کی دولت مرحمت فرمائی ہے۔ اے رب العالمین مجھے بھی اس کے لئے خاص کر لے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم بخدا میں نے مشکل ایک ہفتہ بھی یہ دعا نہیں کی تھی کہ مجھے پندرہ لاکھ کا وظیفہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مرسلہ مل گیا۔ پس میں نے کہا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو اپنے مکر میں کو کبھی فراموش نہیں

فرمایا اور نہ اس کی دعا کو رد فرماتا ہے۔ پھر میں نے دوبارہ خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ اے حسن! آپ کیسے ہو۔ عرض کی۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بہتر ہوں۔ اور اپنی ساری بات بیان کی۔ تو فرمایا۔ اے میرے نختہ جگر بیٹے، اسی طرح جو اپنی امید کو خالق سے وابستہ رکھے اور مخلوق سے امید نہ رکھے تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایسا معاملہ کرتا ہے۔

محمد بن محمود دامی اپنی تصنیف نفائس القنوں میں ذکر کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ حضرت علی خدا کی قسم شیر کی طرح تھے۔ جب آواز لگاتے تھے اور جب ظاہر ہوتے تو چاند کی طرح۔ جب عطا و اکرام پر آتے تو بارانِ رحمت کی طرح ہوتے تھے۔ بعض حاضرین نے دریافت کیا کہ آپ افضل ہیں یا علی؟ فرمایا کہ حضرت علی کے چند نقوش بھی آل ابی سفیان سے بہتر ہیں۔ پھر دریافت کیا گیا کہ آپ نے علی سے جنگ کیوں کی؟ فرمایا کہ حکومت و بادشاہت بے غیر ہیں۔ پھر فرمایا کہ جو حضرت علی کی مدح میں ان کی شایانِ شان شعر سنائے میں اس کو ہر شعر کے بدلے ہزار دینار انعام دوں گا۔ چنانچہ حاضرین نے شعر سنائے اور حضرت معاویہ فرماتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں۔ پھر حضرت عمر بن عباس رضی اللہ عنہ نے کئی شعر پڑھے۔ جب وہ اس شعر پر پہنچے

هو البناء العظيم وقلبك نوح

وباب الله وانقطع الخطاب

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس شعر کو پسند کیا اور انہیں سات ہزار دینار مرحمت فرمائے۔

صواعقِ محرقہ میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضرار بن جبرہ سے کہا کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف سناؤ۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معاف فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں تجھے قسم دیتا ہوں۔ پھر انہوں نے کہا کہ قسم بخدا حضرت علی کی غایت نہایت بعید تھی۔ بہت قوی تھے۔ وہ فیصلہ کرنے کے اہل تھے۔ عدل پر بھی حکم دیتے تھے۔ ان کے چاروں اطراف علم کے فوارے پھوٹتے تھے۔ حکمت ان کی زبان پر بولتی تھی۔ دنیا اور اس کی رنگینیوں سے وحشت زدہ رہتے تھے۔ رات سے انہیں موافقت تھی اور اس کی وحشت و تنہائی سے بھی نجات رکھتے تھے۔ وہ ہمیشہ روتے رہتے تھے۔ لمبی سوچ رکھتے تھے۔ مخقر لباس رکھتے اور کھانا بھی معمولی کھاتے۔ ہمارے درمیان سادگی سے رہتے۔ ہمارے سوال کا جواب دیتے اور ہمارے بلانے پر چلے آتے۔ قسم بخدا۔ اتنی قربت کے باوجود ہم پر ان کی ایسی ہیبت تھی کہ ہم ان سے کلام بھی نہ کر سکتے تھے۔ وہ دینی چیزوں کی تحکیم کرتے، مساکین کو قرب بخشتے۔ کوئی شہ نہ دراپنے ناحق کے لئے ان کی حمایت کی توقع نہیں کرتا تھا اور ضعیف ان کے عدل سے ناامید نہیں تھے۔ بعض مواقع پر میں نے ان کو دیکھا کہ جب رات چھا جاتی، ستارے ڈوب چکے ہوتے تو آپ اپنا دائرہ شریف کو پکڑے ٹرپ ٹرپ کر رہے تھے اور غردین کی طرح آہ و بکا کر رہے تھے اور فرماتے۔ اے جا اپنے شوق کا دھوکہ کسی اور کو دے۔ حیدہاتِ ہیہات۔ جا میں نے تجھے تین طلاق دے دیں۔ کبھی بھی تیری طرف رجوع نہیں کروں گا۔ کیونکہ اسے دنیا تیری عمر قلیل ہے مگر تیرے خطرات کثیر ہیں۔ آہ، آہ تو شہ کم ہے، مسافت دور ہے اور راستہ وحشتناک ہے۔ یہ اوصاف سنتے ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رونے



لگ گئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ حسن کے باپ پر رحمت بے پایاں فرمائے۔ وہ واقعی ایسے ہی تھے۔

**السادس عشر** ایک آدمی خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے یزید کو امیر المومنین کہہ کر کہا تو آپ نے اس کے کوڑے لگوائے اور دوسری دفعہ کسی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جھوٹی توأپ تے اس کو بھی کوڑے لگوائے۔

**السابعة عشر** ابن عباس کہتے ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر تھا حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت معاویہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی حاضر خدمت تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر خدمت اقدس ہوئے حضور علیہ السلام نے حضرت معاویہ سے دریافت کیا کہ کیا تمہیں علی سے محبت ہے؟ عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب تمہارے درمیان جھگڑا ہوگی حضرت معاویہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور عفو۔ حضرت معاویہ نے عرض کیا کہ ہم قضائے الہی پر ناراضی ہیں۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی **وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَقْتَلْتُمْ وَلَكِنِ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ** حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے تعلق یہ ارشاد گرامی ہے کہ شاید ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے مابین صلح کرادے۔

**التاسعة عشر** حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے پہلا وہ شخص جو میری سنت کو بدلے گا وہ بنو امیہ کا ایک فرد ہوگا اور اس کو یزید کہہ جائے گا۔ اس کو روایاتی نے اپنی مسند میں حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔

ابو علی "صحیح غالباً ابو لیلیٰ ہے" نے بسند ضعیف حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت انصاف پر قائم رہے گی۔ حتیٰ کہ پہلا شخص جو اس میں رشتہ ڈالے گا۔ وہ بنو امیہ کا ایک فرد ہوگا اور اس کو یزید کہہ جائے گا۔ پس یہ بات اس اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنت رسول کی کوئی مخالفت نہیں کی۔

حضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سن ستر ہجری کے شروع سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو اور فوجوں چھوڑ دوں کی حکومت سے۔ "رواد احمد"

سنہ سے تاریخ ہجری مراد ہے یا پھر حضور علیہ السلام کی پروردہ پویشی کے ستر سال بعد مراد ہے اور فوجوں کی امارت سے مراد یزید کی امارت ہے اور اللہ حکم الاموی کی حکومت مراد ہے اور لوگوں میں یہ بات پھیلی ہوئی ہے کہ حضور علیہ السلام نے یزید کو دیکھا تھا جبکہ حضرت معاویہ اس کو اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ایک جنتی نے ایک جہنمی کو اٹھا رکھا ہے مگر یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ یزید کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں پیدا ہوا تھا جیسا کہ ابن امیر نے اپنی جامع میں ذکر کیا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا قصہ

### الحکمۃ عشرین

صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، سال کی عمر میں ماہِ رجب میں بمقام دمشق فوت ہوئے۔ آخری عمر میں آپ کو لغوہ ہو گیا تھا اور وہ اپنی عمر کے آخری ایام میں فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں قریش کے ایک فرد کی طرح ذی طویٰ میں رہتا اور سلطنت و حکومت کو نظر بھردیکھنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضور علیہ السلام کی ایک تہبند، ایک چادر ”اورھنے والی“ ایک قمیص اور کچھ بال شریف اور ناخن تھے۔ آپ کی وصیت تھی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی قمیص میں کفنا اور اسی چادر شریف میں لپٹا نا اور تہبند میری کمر پر لپیٹ دینا۔ پھر میرے ناک کے نتھنوں، پیشانی اور ہاتھوں میں یہ بال اور ناخن شریف رکھ دینا۔ بعد ازاں مجھے اللہ ارحم الراحمین کے حضور میں پیش کر دینا۔

امام الاثر امام مالک علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ کوئی

### الحادی عشرون

شخص اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلاً ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ، یا عمرو بن عاص رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کو بھی گالی دے یا ایسا دیا کہے تو وہ گھلی گرا ہی پڑے یا کفر پر ہے۔ اسے قتل کیا جائے گا اور اگر گالی کے علاوہ کوئی اور بد گوئی کرتا ہے۔ ”اعتراض کرتا ہے“ تو اسے عبرتناک ملا دی جائے۔ ”مواقیعۃ“

### فصل :- صلح کے ذکر میں جو کہ معجزہ ہے

حضرت ابوبکر ثقیفی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں

نے منبر شریف پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جلوہ افروز دیکھا اور حضرت ام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے۔ آپ ایک دفعہ اپنے صحابہ کو دیکھتے اور ایک دفعہ حضرت حسن کو دیکھتے اور فرماتے کہ میرا یہ بیٹا سزاوار ہے اور امید ہے کہ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔

انہی حضرت ابوبکر ثقیفی سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھاتے اور حضرت حسن، بچپن میں آتے اور حضور علیہ السلام کی گردن اور پشت پر بیٹھ جاتے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ہوتے تھے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدے سے اُٹھتے اور اُٹھتے تھے کہ ام حسن کو نیچے اتار دیتے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے دیکھا ہے کہ جتنا آپ اس بچے سے پیار فرماتے ہیں اتنا کسی دوسرے بچے سے پیار نہیں فرماتے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے دنیا میں یہ بھول ہیں لا ریب میرا یہ بیٹا سزاوار ہے اور عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو بہت بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔ یہ ابن ابی حاتم کی روایت ہے اور تقریباً ایسی ہی روایت مسند احمد میں ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے جامع الاصول میں روایت ہے آپ فرماتے ہیں۔ قسم بخدا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما ایک پہاڑ جیسا لشکر لے کر حضرت سیدنا امیر معاویہ کے مقابلے پر آگئے تو حضرت عمرو بن عاص نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں ایسے دو مرد مقابل شکروں کو دیکھ رہا ہوں جو ایک دوسرے کو قتل کے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے۔ حضرت معاویہ نے فرمایا۔ قسم بخدا، وہ دونوں سے بہتر ہیں۔ اسے عمرو تو دیکھ کر اگر وہ ان کو



قتل کر ڈالیں تو پھر امیر مسلمین کی نگہبانی کے لئے کون رہ جائے گا؟ عورتوں کی کفالت کون کرے گا؟ بچوں کی دیکھ بھال کے لئے کون رہ جائے گا؟ پھر حضرت معاویہ نے قریش کے دو آدمی حضرت عبدالرحمن بن عمرہ اور حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ چنانچہ یہ دونوں آپ کی خدمت میں گئے اور صلح کی درخواست کی۔ حضرت حسن بن علی نے ان دونوں سے فرمایا کہ ہم بنو عبدالمطلب کو اس مال میں سے بہت کچھ وصول ہو چکا ہے اور یہ امت ایک دوسرے کا خون بہانے پر تلی گئی ہے پس آپ نے صلح کر لی۔

ملا علیؑ تباری ہر ولی شرح مشکوٰۃ شریف میں "فخائر" سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ابو عمرو فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ جب شہید ہوئے تھے تو امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر چالیس ہزار سے زائد لوگوں نے بیعت کی تھی اور اس سے پہلے وہ لوگ آپ کے والد کے ہاتھ پر بیعت علی الموت کر چکے تھے اور یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے فرمانبردار تھے۔ پس حضرت حسن عراق، ماوراءالنہر، عتق خراسان میں سات ماہ تک خلیفہ رہے پھر حضرت معاویہ نے ان کی طرف اور انہوں نے حضرت معاویہ کی طرف پیش قدمی کی اور سوا کے صلح میدان میں دونوں لشکر جب آمنے سامنے صفت آرا ہوئے تو امام حسن نے دیکھا کہ جب تک ایک لشکر دوسرے لشکر کا صفایا نہ کر دے کسی کو غلبہ حاصل نہ ہوگا۔ پس آپ نے حضرت معاویہ کو لکھا کہ وہ خلافت ان کے سپرد کرتے ہیں مگر اس شرط پر کہ آپ اہل مدینہ، اہل حجاز و عراق کے کسی ایک آدمی سے بھی کسی قسم کی باز پرس نہیں کریں گے خصوصاً ان امور کے سلسلے میں جو میرے والد گرامی کے زمانے میں ہو چکے ہیں تو حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا کہ یہ تو قیاس میں بھی نہیں ہے۔ مجھے سب کچھ منظور ہے مگر قیس بن سعد کی نہیں اس لئے کہ مجھے وہ جہاں بھی ملا تو میں اس کی زبان اور ہاتھ کاٹ لوں گا۔ حضرت حسن نے دوبارہ لکھا کہ اگر ایسی بات ہے تو میں آپ کی بات سے تو میں آپ کی بیعت نہیں کروں گا۔ پھر حضرت معاویہ نے ان کے پاس ایک سفید کاغذ روانہ کیا اور کہا کہ اپنی مرضی کے مطابق شرائط لکھو، میں اس کا پابند رہوں گا۔ چنانچہ ان دونوں کی صلح ہو گئی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ شرط لکھی کہ حضرت معاویہ کے بعد امر خلافت ان کے سپرد ہوگا جس کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا۔

عاریق محقق حضرت محمد بن محمد الحنفی البخاری المعروف خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمۃ جو کہ محبت اہلبیت میں بہت آگے بڑھے ہوئے تھے۔ اپنی کتاب فصل الخطاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم غسانی کا ارشاد ہے کہ جب امر خلافت حضرت حسن نے حضرت معاویہ کے حوالے کر دیا تو اس سنی کا نام "سنتہ الجماعت" رکھا گیا۔ ایک شیعہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کہا: یا مہذبی المؤمنین! اے مومنین کو ذلیل کرنے والے۔ آپ نے فرمایا: میں تو معزز المؤمنین یعنی مومنین کو عزت دینے والا ہوں۔ میں نے اپنے باپ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ سے سنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ تم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مارت کو مکروہ نہ جانو اس لئے کہ میرے بعد امر خلافت انہی کی راہ ہوگی۔ اگر تم نے اس کو گنوا دیا تو تم سرور کو ان کے شکانونوں سے بیروں کی طرح گرتے دیکھو گے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعہ روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ معاویہ اگر امر خلافت کے تم والی بنو تو بیعت اللہ سے ڈرنا اور انصاف

کرنا۔ حضرت معاویہ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ مجھے یہ گمان رہا کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق اس آزمائش سے لازماً گزروں گا یہاں تک کہ میں اس آزمائش میں مبتلا ہوں۔ ”رواہ احمد و بیہقی“

نکتہ | حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں پر جب تم نظر و فکر کرو گے تو تم ہر دو بڑی جماعتوں کو معظّم و مکرم پاؤ گے اور عظمت و کرامت ہی ان پر دلالت کرتی ہے۔

### حضرت معاویہؓ پر طعن اور ان کے جوابات

جان لے کہ ہم حضرت معاویہؓ و دیگر صحابہ کرام علیہم السلام کے معصوم بہونے کا دعویٰ نہیں کرتے کیونکہ معصوم ہونا انبیاء و ملائکہ کے ساتھ متعلق ہے اور انہی کے خواص میں سے ہے جیسا کہ مرام الکلام فی ضم الکلام میں اس کی تحقیق کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی انبیاء کرام سے جو باتیں سہواً یا طبیعت بشریہ سے صادر ہوئی ہیں ان کو نسیان کہا جاتا ہے لیکن ان کا نام ترک فضل رکھنا زیادہ افضل ہے اور اگر ایسی کوئی بات کسی ایک صحابی رسول سے صادر ہو جائے جو ان کی شایان شان نہیں تو یہ بعید از امکان نہیں اور پھر حضرات صحابہ کرام کے مابین اختلافات و جنگیں جویش نیز ایسی باتوں کا صدور ہوا کہ جن میں غور و فکر کرنے والوں کو حیرانگی ہوتی ہے مگر ہمارے مذہب اہلسنت و جماعت میں حدود و جہات میں تاویل کرنے کی کوشش کی جائے اور جہاں تاویل ممکن ہی نہ ہو تو وہاں ایسی روایت کو رد کرنا واجب ہے۔ نیز سکوت و طعن سے گریز بھی واجب ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قطعی طور پر ان حضرات صحابہ سے مغفرت و اچھائی کا وعدہ فرمایا ہے۔

اور حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ ان حضرات کو آگ مس نہیں کرے گی اور جو ان کے باہمی تناقضات پر تنقید کرے گا اس کے لئے سخت ترین وعید ہے۔ پس جملہ اصحاب رسول سے حسن ظن رکھنا اور ان کا ادب کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔ یہی سلف صالحین محدثین کا اور اصولین حدیث کا مذہب ہے اور اسکا پر ثبات قدمی کے لئے ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں۔

اکثر لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں اور شاید اس میں سکت ہے کہ ان سے کوئی بات ہو گئی ہوگی، اور اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ آخر دنیا تک ان کے لئے اعمال صالحہ کا کوئی سلسلہ جاری رہے قریب ہے کہ جس چیز کو تم مکروہ جانو وہ تمہارے لئے بہتر ہو۔

بعض محدثین نے جن میں مجدد الدین شیرازی نے اپنی کتاب پہلا طعن | سفر السعاده میں اعتراض کیا ہے کہ حضرت معاویہ کے فضائل میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے اور اسی طرح بخاری نے ابن ملیک کی حدیث پر ”مقولہ ذکر معاویہ“ کا باب باندھ لیا ہے۔ دیگر صحابہ کی طرح فضائل و مناقب کا باب نہیں باندھا۔

اس سلسلے میں پہلے دو حدیثیں گزر چکی ہیں۔ ان میں سے جواب | ایک مسند امام احمد کی اور دوسری سنن ترمذی کی ہے۔ اگر عدم سحت سے عدم ثبوت مراد ہے تو یہ مردود و قول ہے جیسا کہ فقہین کے مابین ہو گزرا اس میں کوئی حرج نہیں کہ اس کا دائرہ بہت تنگ ہے اور بہت سے احکام و فضائل احادیث حسان سے ہی ثابت ہیں کیونکہ احادیث صحاح بہت کم ہیں۔ پھر جو حدیثیں سنن دمسند میں ہیں وہ



درج حسن سے کم نہیں ہیں۔ نیز فضائل میں حدیث ضعیف پر عمل کا جواز نہ حدیث میں متعین ہو چکا ہے۔ روایت حسن کی فضیلت تو اپنی جگہ میں نے تو بعض کتب معتبرہ میں صاحب میزان امام مجد الدین ابن اثیر کا یہ قول دیکھا ہے کہ مسند احمد میں فضیلت معادیر کی حدیث صحیح ہے مگر اس وقت وہ کتاب یاد نہیں آ رہی ہے اور پھر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی شرح سفر السعاده میں انصاف نہیں کیا گویا کہ انہوں نے کلام مصنف کا اقرار کر لیا ہے اور دوسرے تعصبات پر تعقب کی طرح اس پر بھی تعقب نہیں کیا۔

بخاری کے اس فعل کا جواب یہ ہے کہ ان کا تفتن فی الکلام ہے۔ اسی طرح بخاری نے اسامہ بن زید، عبد اللہ بن سلام، جابر بن مسلم بن عبد اللہ کے بارے میں کہا ہے کہ ان کے فضائل جلیلہ کو ذکر مضمون سے ہی ذکر کیا ہے۔

**دوسرا طعن** امام مسلم علیہ الرحمۃ نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ کھیل کود میں مشغول تھا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پس میں دروازے کے عقب میں چھپ گیا تو حضور علیہ السلام نے پیادہ محبت سے مجھے کندھے پر مٹکا کر سید فرمایا۔ پھر فرمایا جاؤ معاویہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ میں گیا اور واپس آکر جواب دیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کا پیٹ نہ بھرے۔

**جواب** یہ کلمہ عرب کی عادت کے طور پر ہے جیسے قتالہ اللہ ما اکرمہ، ویل امہ وابیہ ما اجودہ، اس کے حقیقی معنی مراد نہیں ہیں، برسر تسلیم تو پھر

اللہ تعالیٰ اس کو موجب رحمت و قدرت بنادے گا۔ جیسا کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں ایک باب باندھا ہے۔ "باب وہ شخص کہ جس پر نبی کریم علیہ وسلم نے لعنت کی ہو یا ملامت کی ہو یا بدو عادی ہو جب کہ وہ اس کا مستحق نہ ہو تو یہ اس کے لئے پاکیزگی، رحمت اور اجر ہوں گی اور پھر اس باب میں مذکورۃ الصدور حدیث لائے ہیں۔

اور اسی میں حضرت بی بی صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے عائشہ کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے رب سے کیا شرط رکھی ہے۔ "سن" میں نے کہا کہ اے اللہ میں بشری ہوں پس جس مسلمان کو میں نے گالی دی ہو، لعنت کی ہو تو تو اس کو اس شخص کے لئے باعثِ طہارت بنادے۔

اسی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اللہ میں بشری ذات سے عہد لینا چاہتا ہوں اور تو اس کے کبھی برعکس نہ کرنا۔ میں لباسِ بشری میں ہوں۔ اگر کسی مسلمان کو اذیت دی یا کسی کو میں نے گالی دی ہو، لعنت کی ہو یا مارا ہو تو آپ اس کو اس شخص کے لئے رحمت و باعثِ طہارت بنادینا اور روزِ حشر اس کو اپنی قربت کا سبب بنا دینا۔ دوسری روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ اے اللہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم "لباسِ بشری میں ہوں مجھے بھی غصہ آ جاتا ہے جیسا کہ دوسرے بشر کو غصہ آ جاتا ہے۔

اسی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے شرط رکھی ہے۔ میں نے اللہ سے

و درخواست کی ہے کہ میں لباس بشری میں ہوں۔ راضی بھی رہتا ہوں جیسے  
دوسرے بشر راضی ہوتے ہیں، غصہ بھی ہوتا ہوں جیسے دوسرے بشر غصہ  
ہوتے ہیں۔ پس اگر میں اپنی امت کے کسی فرد کے لئے بدعا کروں جب کہ  
وہ اس کا مستحق نہ ہو تو تو اسکو شخص کے لئے پاکیزگی اور روزِ حشر اپنے  
تقرب کا باعث بنانا۔ پس اللہ تعالیٰ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ  
ایسا فرمایا اور انہیں زمین کی سرداری عطا کی اور یہ انتہائی کرمِ گہری ہے  
ترمذی شریف میں یوسف بن سعید سے مروی ہے کہ  
**تیسرا طعن** جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ  
عنہ کی بیعت کر چکے تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر امام حسن سے کہا کہ  
آپ نے مومنین کا منہ کالا کر دیا ہے۔ یا یہ کہا کہ آپ مومنین کا منہ کالا کرنے  
والے ہیں۔ امام حسن نے فرمایا کہ تو مجھے برا نہ کہہ اللہ تجھ پر رحم کرے کہ  
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی امیہ کو اپنے منبر پر فروکش دیکھا تو  
آپ نے اس کو اچھا نہ سمجھا۔ پس سورۃ کوثر نازل ہوئی۔ اے محمد یعنی ایک  
جنت میں ایک نہر ہے اور سورۃ لیلۃ القدر نازل ہوئی۔ خیر من  
الکف مشہور تک۔ ۱۰ سے محمد بنوا امیہ آپ کے بعد ایک ہزار ماہ تک  
حکمرانی کریں گے۔ تاہم بن فضل کہتے ہیں کہ ہم نے بنوا امیہ کی حکمرانی کی مدت  
تخمینہ لگایا تو دانتی پور سے ایک ہزار ماہ ہوئے۔ نہ کم نہ زیادہ۔ "ابن ابی امام  
ابن الاثیر انجی جامع میں فرماتے ہیں کہ یہ ترسی سال چار ماہ ہوتے ہیں۔  
امام حسن کی امیر معاویہ سے بیعت حضور علیہ السلام کے پردہ فرمانے کے تیس  
سال بعد ہوئی اور ان کی حکمرانی ابو مسلم خراسانی کے ہاتھوں ختم ہوئی۔ پس یہ  
ٹوٹل ۶۲ سال ہوئے۔ اس میں سے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت

کی مدت اٹھ سال آٹھ مہینے نکال دیئے جائیں تو باقی ایک ہزار ماہ رہ جاتا ہے۔  
اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضور  
علیہ السلام نے پردہ فرمایا اس حال میں کہ آپ تین قبائل کو اچھا نہ سمجھتے تھے  
(۱) بنو ثقیف (۲) بنو حنیفہ (۳) بنو امیہ۔ "ترمذی"

یہاں مطلقہ بنوا امیہ کی مذمت مقصود نہیں ہے کیونکہ  
**جواب** بنوا امیہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور خلیفہ راشد  
حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ دونوں شامل ہیں اور دونوں باجماع  
اہل سنت امام الہدی ہیں اور حضور علیہ السلام کی ناگواری کا باعث زبیر بن  
معاویہ، عبید اللہ بن زیاد اور اولاد مروان بن حکم ہے یعنی یہ سنت  
رسول کے مخالف تھے اور اصحاب رسول و آل رسول کو انہوں نے ایذا  
دی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہے کہ امر خلافت کا بنوا امیہ  
کی طرف منتقل ہونا نوشتہ تقدیر ہے اور اہل بیت نبوت کے لئے اللہ  
کے ہاں سے بھلائی ہی بھلائی ہے۔

مسلم شریف میں حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی  
**چوتھا طعن** ہے کہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما  
حضرت سعد کے پاس آئے اور کہا کہ تجھے ابو تراب "حضرت علی کو سبب و  
شتم کرنے سے کس چیز نے منع کیا ہے۔ سعد نے کہا کہ جب تک حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی ان کے حق میں باتیں یاد ہیں۔ میں ان کو سرگنہ  
برا نہیں کہوں گا۔ پس ان باتوں کا ذکر کیا اور حضور علیہ السلام نے فرمایا  
کہ علی تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہماروں کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر  
میرے بعد کوئی نبی نہیں (۲) خیبر کے دن میں جبکہ اس کو عطا کروں گا جو



اللہ اور اس کے رسول مقبول سے محبت کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہو (۲) جب آیت مباہلہ نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا اے ابھی یہ ہیں میرے اہل بیت "ابھی اٹھنا" اور اس میں شک نہیں کہ حضرت علی کی برائی کا کہنا کھلی غلطی ہے۔

**جواب** شرح مسلم شریف میں مذکور ہے کہ اس کی تاویل کرنا واجب ہے، یا پھر سب و شتم سے مراد ان کی اجتہاد میں خطا اور ہمارے اجتہاد کی صحت ہے یا یہ کہ انہوں نے قوم کے کچھ لوگوں کو حضرت علی کو برا بھلا کہتے سنا تو چاہا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی زبانی حضرت علی کی فضیلت بیان کر کے لوگوں کو اس سے باز رکھیں اصل بات یہ نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس میں حضرت علی کرم اللہ کو گالی دینے کا حکم نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس میں حضرت علی کرم اللہ کو گالی دینے کا حکم نہیں ہے بلکہ سبب مانع دریافت کیا گیا ہے اور حضرت علی کو ان کی کنیت ابو تراب سے ذکر کرنا یہ کوئی تشبیح نہیں ہے اس لئے کہ یہ تو آپ کی پسندیدہ کنیت تھی۔

**پانچواں طعن** حضرت معاویہ کے دور میں بدعات کا فہور ہے۔ شرح وقایہ میں ہے کہ مدنی پر قسم کا رد کرنا بدعت ہے۔ اور اس پر سب سے پہلے فیصلہ حضرت معاویہ نے کہا نیز سیوطی فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ نے سب سے پہلے خصی، بھڑے، لوگوں کو خادم بنایا اور سب سے پہلے اپنے بیٹے کو ولیعہد بنایا۔

**جواب** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی شہادت کے مطابق حضرت معاویہ مجتہد تھے۔ خطا و صواب کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے پھر انہوں نے مزید کو اہل بیت سے حسن سلوک کی وصیت فرمائی تھی جس کو اس نے پورا نہ کیا اگر حسن بن علی رضی اللہ عنہما زندہ ہوتے تو حسب وعدہ امر خلافت انہیں کے سپرد ہوتا۔

حضرت معاویہ نے حضرت حسن بن علی کو زہر دلوایا۔

**چھٹا طعن** یہ بہت بڑا بہتان ہے اور مؤرخین کی ایسی خرافات ہیں جو معتد علیہ نہیں ہیں۔

**ساتواں طعن** تفصیلاً ان کی شرح تلخیص میں مذکور ہے کہ حضرت معاویہ بیمار تھے تو حضرت امام حسن عیادت کے لئے تشریف لائے۔ بیٹھے تو معاویہ نے ان کے سامنے یہ اشعار پڑھے۔

وتجلدی للشامین اریہو، انی لریب الہول لا انقضع  
واذا المہدیۃ انشبت اظفارھا، الفیت کل تمیۃ لا انقضع  
یہ روایت غیر صحیح ہے اور اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس میں کوئی تصریح نہیں ہے کہ اس سے مراد حضرت حسن علیہ السلام ہی ہوں۔

**آٹھواں طعن** کہ وہ حضرت حسن کے وصال پر خوش ہوئے۔ تاریخ ابن خلکان میں مذکور ہے کہ اسی روز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا معاویہ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ آپ کے اہل بیت میں ایک بہت بڑا سانحہ ہوا ہے۔ ابن عباس نے کہا

مجھے علم نہیں، مگر آپ کو میں خوش دیکھتا ہوں۔

مؤرخین حاطب الہیل ہیں اور اگر تسلیم کر بھی لیں تو گنا ہے ان کی خوشی کسی امر دیگر کی وجہ سے ہو۔

جواب

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے لئے حضور علیہ السلام کا قول ہے کہ تجھے بائیں گروہ قتل کرے گا۔ "مسلم"

نواں طعن

اہل سنت کا اجماع ہے کہ جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر چڑھائی کی وہ امام حق پر چڑھائی کرنے والے ہیں مگر یہ بغاوت اجتہاد کی تھی جو کہ ان پر معاف ہے، ملا علی قاری

جواب

شرح مشکوٰۃ میں ذکر کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اس حدیث کی یہ تادیل کرتے تھے کہ ہمارا گروہ تو خونِ عثمان رضی اللہ عنہ کا مطلب بلکہ کرتے والا تھا۔

جنگ صفین میں حضرت علی کا قول "عبادت مخلوف دسواں طعن" ہے "قاضی میند کا حضرت علی کے دیوان کی شرح میں

دسواں طعن

یہ گمان کیا ہے کہ ابتر سے مراد حضرت معاذیہ ہیں اور اس کی تائید میں وہ حدیث ذکر کی ہے جو مسورہ کوثر کے نزول کا سبب ہے۔

یہ دیوان حضرت علی سے پسند شدہ منسوب ہے جو کہ وضع و تخریف میں ضرب المثل ہے۔ بر تقدیر تسلیم ہم یہ

جواب

نہیں مانتے کہ شارح نے جو ذکر کیا ہے وہی مراد صاحب دیوان کی ہے اس پر کیا حجت ہے کہ دوسرے پر قاضی شارح جیسے لوگ برائی کریں، اور پھر خلیفہ بطور تعزیر کسی شخص کو سب و شتم کر سکتا ہے جبکہ دوسروں کے لئے یہ جائز نہیں، بالچلہ۔ جب ان اکابر کے مابین طعن باللسان

"تکوار" و قریح پذیر ہوا ہے تو زبانی طعن تو بہت ہی کم ہے مگر یہ بھی دوسروں کے لئے جائز نہیں۔ اگر دو بھائی آپس میں سب و شتم کریں تو کسی دوسرے کو جائز نہیں کہ کسی ایک کو گالی دے، اس نے بہت سے اعتراضات کا جواب واضح دیا ہے۔ ان میں سے زعفرانی اپنی کتاف میں حضرت عبدالرحمن بن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔

الابلیغ معاد بن حباب ۱۶ میر الفضل العین بن سناکذمی معاذیہ بن حرب کو میری یہ بات پہنچا دو کہ وہ ہم پر ظلم کرنے والوں کا امیر ہے۔

پہلی بات یہ کہ کیا یہ شعر ثابت بھی ہے یا کہ موضوع ہے اور زعفرانی نے تو اپنی تفسیر میں ایسی احادیث نقل کی ہیں جن کے بطلان پر کسی کو شک بھی نہیں اور اعتراض ال ورفض تو ایک ہی وادی سے ہیں۔

ان میں سے ایک امام مسلم نے اپنی صحیح میں عبدالرحمن بن عبد ربیع سے روایت کیا ہے۔ وہ کلام طویل ہے۔ اس کی تلخیص یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن ناہض رضی اللہ عنہما نے کعب کے سامنے میں بیٹھ کر یہ حدیث مرفوعاً بیان کی کہ جو امام پر حملہ کرے تو اسے قتل کر دو۔ عبدالرحمن نے ان سے کہا کہ یہ تیرے چچا زاد معاذیہ ہیں جو ہمیں ایک دوسرے کا ناحق مال کھانے کا اور قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ عبداللہ کچھ دیر خاموش رہے پھر بولے کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت میں اس کی اطاعت کرو اور معاصی میں اس سے بچو۔ دراصل مسائل کا مقصور حضرت امیر معاذیہ رضی اللہ عنہ کی اس اجتہادی خطا کا اظہار تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے اور ان پر مال خرچ کرنے کی شکل میں ان کی طرف سے ہوتی تھی۔



کئی ایک لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ محدث جلیل ابو عبد الرحمن  
**گیارہواں طعن** | احمد نسائی نے اہل شام سے سوال کیا کہ یہیں فضیلت  
 معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوئی حدیث سنائیں۔ انہوں نے کہا۔

لا، مشیخنا، بطنی انہ۔ ان کا پیٹ نہ بھرے کے علاوہ  
 مجھے کوئی حدیث معلوم نہیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے "کیا معاویہ  
 اس پر راضی نہیں کہ متساوی چھوٹ جائیں، وہ فضیلت ڈھونگ ہیں پس  
 اہل شام نے ان کو مارا کہ وہ بیمار ہو گئے اور فوت ہو گئے۔

اہل شام کے سوال کا مقصد وہ تھا کہ وہ حضرت علی کرم اللہ  
**جواب** | وجہ پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کریں  
 پس وہ سوائے ادب کے باعث ناراض ہو گئے۔ یہاں تک تو احسن تھا  
 مگر جب وہ صحابی پر طعن میں حد سے بڑھ گئے تو انہوں نے مارا بہر حال  
 بشر سے خطا ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ نسائی کی اس سے مراد حضرت معاویہ  
 رضی اللہ عنہ کی مدح ہو جیسا کہ گزر چکا ہے پھر اس قبیل کے کلمات تو حضرت  
 معاویہ کے لئے موجب پاکیزگی اور اجر و رحمت ہیں مگر اہل شام اس کے  
 مفہوم نہ سمجھے یا پھر انہوں نے سوچا کہ اس محدث نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو  
 حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ترجیح کیوں نہ دی۔ پس اپنی جہالت کے باعث انہوں  
 نے اس محدث کو مارا۔

اکثر صحیح اور حسن روایت میں ایسے لوگوں کے لئے  
**بارہواں طعن** | وعید شدید مذکور ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 سے بغض رکھیں یا ان سے جنگ لڑیں۔

حضرت علی سے تو ایسے حضرات نے بھی جنگ کی ہے جن کا  
**جواب** | جنتی ہونا قطعی ہے مثلاً حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا  
 حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہما ہیں۔ پس احادیث وعید کو غیر صحابہ  
 پر محمول کرنا واجب ہے حروری کی مثل۔ یا ان احادیث کو متعصب اور  
 غیر مجتہد کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔

تیس سال کی حدیث جو کہ حضور علیہ السلام کے غلام حضرت  
**تیسرہواں طعن** | سفینہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ خلافت  
 صرف تیس سال ہوگی، پھر ملوکیت ہوگی، پھر وہ فرماتے تھے، خلافت  
 ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دو سال، خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے دس سال، خلافت  
 عثمان رضی اللہ عنہ کے ۱۲ سال اور خلافت علی رضی اللہ عنہ کے چھ سال پورے  
 تیس سال ہوتے ہیں۔ یہ روایت مسند احمد، ترمذی، ابو داؤد، نسائی کی ہے  
 مسند احمد، ترمذی، ابو الجلی اور ابن حبان کی روایت ہے حضور علیہ السلام  
 نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت میں خلافت تیس سال ہوگی بعد ازاں  
 ملوکیت ہوگی اور بخاری نے تاریخ میں اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ  
 عنہ سے روایت کیا ہے کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور ملوکیت شام میں ہوگی  
 بعد ازاں تیس سال مطلق خلافت کی نفی نہیں ہے کیونکہ بارہ خلفاء

**جواب** | تو حدیث صحیح سے ثابت ہیں۔ مذکورہ تیس سالہ خلافت سے  
 مراد خلافت کاملہ ہے جس میں نہ تو خلافت سنت کا شائبہ ہو اور نہ بغیر  
 کسی خلاصہ و انقطاع کے جاری رہے۔ یہیں تسلیم ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ  
 عنہ بیشک عالم و متقی اور عادل تھے مگر علم و ورع میں اور عدل میں خلفائے  
 اربعہ کے ہم پل نہ تھے جیسا کہ اولیا کرام میں بلکہ انبیاء و ملائکہ میں بھی مراتب  
 کا تفاوت ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت باجماع صحابہ اور  
 حضرت امام حسن کی تسلیم و رضا کے باعث اگرچہ صحیح تھی مگر وہ سابقہ حضرات

کی منہاج پر نہ تھی۔ اس لئے کہ انہوں نے صحاحات کو وسعت دی جبکہ خلفاء اربعہ نے اس سے استرازا کیا۔ پھر ابراہیم کی حساست بھی تو مقررین کی سیئات میں گنی جاتی ہیں اور شاید ان کی توسیع اپنائے زمانہ کے قصورِ رحمت کی وجہ سے تھی۔ اگرچہ خود ان میں یہ چیزیں نہیں تھیں جیسا کہ تو پہلے جان چکے ہیں البتہ خلفاء اربعہ کا عبادات و معاملات میں رجحان بالکل واضح و ظاہر ہے جس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔

## فصل - حضرت عمرو بن عاص کے ذکر میں

ابو عبد اللہ اور ابو محمد آپ کی کنیت ہے۔ آپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وزیر تھے۔ ترمذی نے حضرت عقب بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے ایک غریب اور مروی سند سے مرفوعاً حدیث بیان کی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے مگر عمرو بن عاص ایمان لائے ہیں یعنی قریش تو فتح مکہ کی ہیبت سے اسلام لائے تھے اور عمرو بن عاص فتح سے سال دو سال پہلے برضا و رغبت ایمان لائے تھے۔ ابن الحاکم کہتے ہیں کہ ان کے دل میں اس وقت جیشہ میں اسلام بیٹھ گیا تھا۔ جب شاہ نجاشی نے سرکارِ دو عالم کی نبوت کا اعتراف کیا تھا اور بغیر کسی دعوت کے بحالت ایمان یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ مدینہ پہنچے اور ایمان لائے، امام ذہبی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص حضرت خالد بن ولید اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما کے بعد تیسرے میں ہجرت فرما کر مدینہ میں آئے تھے۔ آپ سے آپ کے بیٹے عبد اللہ، غلام ابوقیس، قیس بن ابی حازم، ابوعثمان ہندی، قبیضہ بن زویب، ابو حرہ غلام عقیل، عبد الرحمن بن شماس عروہ بن زبیر و دیگر حضرات ایمان لائے انہیں اللہ تعالیٰ نے روایت کی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے عمرو بن عاص کو غزوہ فوات اسلام میں امیر مقرر کیا تھا۔ ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ آپ کو جہنم بھی دکھایا تھا حالانکہ اس وقت ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہم و دوسرے حضرات بھی موجود تھے یہ آپ کی دشت کو دور کرنے کی غرض سے تھا اس لئے کہ یہ قبول اسلام سے قبل مسلمانوں سے شدید عداوت رکھتے تھے۔

تہ کچھ ذہبی میں ہے حضرت حماد بن سلمہ نے اپنی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عاص کے دونوں بیٹے مومن ہیں یعنی عمرو اور ہشام، عبد الجبار بن ابی اسحاق ابی ملیکہ سے اور وہ حضرت طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ عبد اللہ کی ماں اور عبد اللہ کے باپ بہترین البیت ہیں۔

امام مسلم اپنی صحیح میں ابی شماس مہری سے روایت کرتے ہیں کہ کم بوقت نزع حضرت عمرو بن العاص کے باں حاضر ہوئے تو وہ بہت دمے اور چہرہ دیوار کی طرف گھما لیا۔ ان کے بیٹے ان سے کہتے تھے کہ ابا جان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو آپ کو قلائد قلل بشارت دی تھی۔ پس آپ نے فرمایا کہ ہم اللہ کی وحدانیت اور اس کے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی کو سب سے افضل سمجھتے ہیں۔ پھر میں نے تین دور دیکھے ہیں۔ ایک وہ کہ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ کا سب سے زیادہ دشمن دیکھا ہے اور اس کے علاوہ مجھے کوئی چیز محبوب نہ تھی کہ کسی طرح میں حضور علیہ السلام پر قابو پا کر کہ "نعود باللہ" انہیں قتل کروں۔ اگر میں اسی حالت میں فوت ہو جاتا تو میں جہنمی ہوتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کو میرے دل میں ڈالا تو میں حضور علیہ السلام



کی خدمت اقدس میں آگیا اور عرض کیا کہ آپ سیدھا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا حضور علیہ السلام نے فرمایا عمر کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ ایک شرط کا ارادہ ہے۔ فرمایا کیسی شرط؟ میں نے عرض کی کہ میری بخشش ہو جائے۔ فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام سابقہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت سابقہ تمام خطاؤں کو مٹا دیتی ہے اور بیشک حج بھی اقبل کی تمام معصیت کو دھو دیتا ہے۔

”الفرغی میں نے بیعت کر لی“ پھر کون تھا جو حضور علیہ السلام سے مجھ سے بڑھ کر محبت کرتا اور میری نظر میں آپ سے بڑھ کر کوئی بزرگ و بزر نہیں تھا اور آپ کے جلال و رعیت میں آپ کو نظر بھر کر دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ اب اگر کوئی مجھ سے آپ کی وصفت ”حلیہ“ دریافت کرے تو نہیں بتا سکوں گا۔ اس لئے میری آنکھوں نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا ہی کب تھا۔ اگر میں اس حالت میں فوت ہو جاتا تو مجھے قوی امید ہے کہ میں سیدھا جنت میں جاتا۔ پھر میں نے ایسی چیزوں میں ہاتھ ڈالا کہ تو ہمیں جانتا کہ اس میں میرا کیا حال تھا۔ پس جب میں اس حالت میں مردوں تو نہ تو کوئی رونے والی میرے قریب آئے اور نہ آگ۔ پھر جب تم مجھے دفن کرو تو میرے اوپر مٹی ڈالنا اور اتنی دیر میری قبر کے ارد گرد رہنا جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیا جاتا ہے تاکہ میں تم سے آنس کروں اور دیکھوں کہ میرے رب کے قاصد ”منکر نکیر“ مجھ سے کیا کیا پوچھتے ہیں۔

### فصل حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ذکر میں

ابن عساکر نے بطریق ابن وہب سے انہوں نے حرط بن عمران سے انہوں نے سالم اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ ابوسفیان پر لعنت کر۔ اے اللہ عمارت بن ہشام پر لعنت کر۔ اے اللہ صفوان بن امیہ پر لعنت کر۔ تو اس پر آیت نازل ہوئی کہ آپ کے لئے کوئی امر نہیں ہے۔ اللہ چاہے تو ان کی توبہ قبول فرمائے اور چاہے تو ان کو عذاب دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کی توبہ کو قبول فرمایا۔ پس وہ اسلام لائے اور وہ اسلام میں اچھے رہے۔ ترمذی نے اس کو روایت کر کے حسن کہا ہے اور جامع الاصول میں ہے کہ حضرت ابوسفیان کی طائف کی لڑائی میں ایک آنکھ ضائع ہو گئی اور وہ جنگ یرموک تک ایک آنکھ سے رہے مگر جنگ یرموک میں دوسری آنکھ بھی شدید ہو گئی تو وہ نابینا ہو گئے اور <sup>یا سید</sup> بعض نے کہا کہ اسلام میں مدبر ترفیع میں ان کا انتقال ہوا اور سناہ جنازہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔ زحف شری نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عسی اللہ ان یجعل بلیک عروہ بین الذین عادیدو منہو مودۃ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی تو ان کی سختی نرم ہو گئی اور خودی ختم ہو گئی۔

امام مسلم حضرت بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سلمان نے تو ابوسفیان کی طرف دیکھتے تھے اور نہ ان کے پاس بیٹھتے تھے۔ پس انہوں نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے تین چیزیں مرحمت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اچھا کون سی؟ عرض کیا کہ میری بیٹی ام حبیبہ عرب کی حسین اور جلیل ترین بیٹی ہے۔ میں آپ سے اس کا نکاح کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو آپ اپنا کاتب بنالیں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر کہا کہ مجھے حکم دیں کہ میں کفار کو قتل کروں جیسا کہ میں مسلمانوں کو قتل کیا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔

شرح مسلم میں اس حدیث کو مشکل کہا گیا ہے اس لئے کہ ابوسفیانؑ مشہد میں اسلام لائے تھے اور حضور علیہ السلام کا نکاح اس سے قبل مسیح میں حضرت ام حبیبہ سے ہو چکا تھا اور یہ جمہور کے نزدیک درست ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ حدیث بعض راویوں کا وہم ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ موضوع ہے مگر یہ سب اقوال مردود ہیں اس لئے کہ راوی سب کے سب ثقہ ہیں اور ابن زبیل کا گمان ہے کہ اگر وہ حضور علیہ السلام سے یہ سب کچھ طلب نہ کرتے تو آپ اس کو کچھ بھی سنا نہ کرتے اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سائل کو اثبات میں ہی جواب دیتے تھے۔

### فصل حضرت ابوسفیانؑ کی بیوی اور حضرت معاویہؓ کی والدہ کا کچھ ذکر

مؤلف مشکوٰۃ کہتے ہیں کہ وہ فتح مکہ کے دن اپنے شوہر کے اسلام لانے کے بعد مسلمان ہوئی تھیں اور حضور علیہ السلام نے ان دونوں کو اسی سابقہ نکاح پر برقرار رکھا۔ وہ بڑی فصیح و بلیغ خاتون تھیں اور عقلمند بھی۔ جب عورتوں نے سرکارِ دو عالم کی بیعت کی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بناؤ گی۔ کہنے لگی کہ میں تو جاہلیت میں بھی شریک پر راضی نہیں تھی اور پھر اسلام میں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تو چوری نہیں کریگی تو کہنے لگیں کہ ابوسفیانؑ خرابا متھ کھینچ کر رکھنے والے آدمی ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں ابی اور اپنے بیٹے کی حسب کفالت تو اس کے مال سے لے سکتی ہے آپ نے پھر فرمایا کہ نہ ناک کے قریب نہ پہنکنا۔ تو کہنے لگیں۔ کیا کوئی آزاد شریف عورت نہ ناک کر سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا نہ قتل نہ کرنا اپنی اولاد کو۔ تو کہنے لگیں۔ کہ کیا آپ نے ہمارا کوئی ایسا بچہ چھوڑا ہے جس کو بدر میں قتل نہ کیا ہو۔ بچنے ہیں ان کو ہم نے پالا اور جب بڑے ہوئے تو آپ لوگوں نے ان کو قتل کر دیا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی یہ بات سن کر مسکرا پڑے۔ اہم معاویہ

رضی اللہ عنہا خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں فوت ہوئی اور اسی دن حضرت ابو قحافہؓ والد گرامی حضرت ابوبکر صدیقؓ فوت ہوئے۔ ان سے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے۔

بخاری نے اپنی کتاب میں حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں۔ ہند بنت عتبہؓ آئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر کوئی گھر ایسا نہیں تھا جس کا خراب و خوار ہونا مجھے آپ کے گھر والوں سے زیادہ محبوب ہو یعنی اسلام قبول کرنے سے پہلے مگر اس وقت میری صفا ایسے ہوتی ہے کہ روئے زمین پر کوئی گھر مجھے آپ کے گھر سے زیادہ محبوب و عزیز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے قدرت میں میری جان ہے۔ یہی حالت میرے ہاں ہے۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ، ابوسفیانؑ جزیر ہیں آدمی ہیں کیا اس میں کوئی حرج ہے؟ کہ میں اس کے مال میں سے اپنے عیال کے طعام کے لئے کچھ لے لوں۔ آپ نے فرمایا ہاں معروف خرچ لے سکتی ہو۔ یہ حدیث بہت سے واسطوں و طریقوں سے مروی ہے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول "کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے قدرت میں میری جان ہے۔ یہی کیفیت اپنی بھی ہے ہند کی تصدیق ہے اور بعد ازاں شدید محبت کی خبر بھی ہے جس نے اس کے برعکس سمجھا پس تحقیق وہ وہم میں مبتلا ہوا۔

### فصل مروان بن حکم اموی کے ذکر میں

مروان کے باپ نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا تھا اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راز کو ظاہر کر دیا کرتے تھے تو اس لئے حضور علیہ السلام نے ان کو طائف روانہ کر دیا تھا اور مروان بھی ان کے ہمراہ تھے۔



قسطانی اپنی شہر بخاری میں فرماتے ہیں کہ مروان سرکارِ دو عالم کی حیات میں پیدا ہوئے اور آپ سے سماعت بھی کی ہے۔ وہ بچپن میں ہی اپنے باپ حاکم کے ہمراہ طائف چلے گئے تھے اور وہیں رہے۔ اس وقت تک جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی اور ان کو مدینے بلوایا۔ "انہی ملخصاً"

میں کہتا ہوں کہ یہ بات میرے نزدیک غلط غلط ہے اور کتابِ تواریخ میں ان کے محاسن سے زیادہ مطاعن مذکور ہیں۔ "خدا ہی جانتا ہے" ان پر کہے گئے اعتراضات میں سے ایک وہ قتلہ ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بپا ہوا۔ دوسرا یہ کہ انہوں نے حضرت امام حسن کو روضہ رسول میں دفن کرنے سے منع کیا تھا۔ تیسرا یہ کہ جب ان کو تھنیک کے لئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ ذریعہ ابنِ ذریعہ ملعون ابنِ ملعون ہے۔ حاکم نے اس کو اپنی تصحیح مستدرک میں روایت کیا ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ جنگِ جمل میں انہوں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اور اس کے محاسن میں حدیث کا روایت کرنا شامل ہے۔

صاحبِ مشکوٰۃ کہتے ہیں کہ انہوں نے بے شمار صحابہ سے روایت کی ہے جن میں حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما شامل ہیں اور ان سے عروہ ابنِ زبیر اور علی بن حسین نے روایت کی ہے۔

ابن حجر عسقلانی فتح الباری کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کا شرف حاصل ہے۔ اگر یہ ثابت ہے تو پھر جن حضرات نے ان پر کلام کیا ہے وہ معتمد علیہ اپنے قول میں نہیں ہیں۔ اس لئے کہ وہ اصل روایت ہیں۔ پس حضرت عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ حدیث میں مہتمم نہیں تھے اور صحابی رسول پہل بن سعد بن الساعدی نے ان کے صدق پر اعتماد کرتے ہوئے ان سے روایت کی ہے اور وہ جوان پر

تنقید کی گئی ہے وہ یہ کہ انہوں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا پھر طلبِ خلافت بالسیف میں ان کی شہرت ہے۔ حتیٰ کہ ہوا جو کچھ ہوا مگر طلحہ رضی اللہ عنہ کا قتل بالتادیل تھا۔ "انہی"

بخاری نے محمد بن بشار سے انہوں نے شعبہ سے، انہوں نے حکم سے، انہوں نے علی بن حسین سے، انہوں نے مروان سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کے ہاں موجود تھا۔ حضرت عثمانؓ نے تمتع سے روکا اور فرمایا کہ حج اؤ عمرہ کو ایک احرام میں جمع کیا جائے۔ پس میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ انہوں نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھ کر تبلیہ کہا اور فرمایا کہ میں کسی کے کہنے پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک نہیں کر سکتا، بالجللہ مروان کے مطاعن میں سکوت اولیٰ ہے۔

بخاری کے بعض شراح نے کہا ہے کہ حاکم کی روایت حدیث ان کے لئے قویٰ پاکیزگی و رحمت کا موجب ہے۔ واللہ اعلم۔

مولف "شیخ عبدالعزیز پرہاروی" فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے وہ اہل انصاف کے لئے کافی ہے اور مبتدعین کی سرکشی کے لئے میں اللہ سے ہی ان کی شکایت کر سکتا ہوں۔ یہ نازِ جموکا وقت ہے۔ رمضان شریف کی تین تاریخ اور ۱۳۳۲ھ ہے اور میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے خاتمہ بالخیر کا سوال کرتا ہوں اور وہ میرے لئے صاحبِ جود و انعام ہے۔

مترجم اللہ تعالیٰ کے کہ کم و فضل پر بخون ہے کہ آج ۸ دسمبر ۱۹۸۳ء مطابق ۲ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ بروز جمعرات بوقت دس بجے صبح اس تالیف جلیل کا ترجمہ پایہ تکمیل کو پہنچا

وصل اللہ علی محبوب رب العالمین و مطلوب المتتاقین و علی آلہ الطیبین و اصحابہ الطاہرین و سائرہ السالین احبین۔



عقیدہ کی اصلاح کے لیے ایک عمدہ کتاب

# من هو معاویہ؟

مؤلف

قاری محمد لقمان قادری

مقررین: مولانا محمد صدیق ہزاروی، پیر سائیں علامہ غلام رسول قاسمی

مولانا مفتی غلام حسن قادری، مولانا مفتی محمد عبدالغفور الہادی

مولانا محمد ششائش قصوری، مولانا غلام مصطفیٰ نوری، مولانا محمد کاشفۃ اقبال مدنی

دائر الاسلام، لاہور

البشارات العالیہ لمن احب سیدنا معاویہ

## مناقب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

مصنف

محقق اہل سنت حضرت علامہ حکیم مفتی شفیقات احمد نقشبندی مجددی کیلانی

والضحیٰ پبلی کیشنز، لاہور

لگا رہا ہوں منامین تو کے پھر انبار

خبر کرو مرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

(میر جبریل انیس)

إِنْ شَاءَ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الْمَنَّانُ

اس مجموعہ رسائل کے بعد

حضرت مولانا مشکل کشا جناب سیدنا علی المرتضیٰ

كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْأَسْلَى

کے خصائص و فضائل و مناقب اور اقوال و حیات و مرویات پر

مشتمل علمائے اہل سنت کے نایاب تحقیقی رسائل

جلد چھپ کر مجاہدان صحابہ و اہل بیت کے قلوب و اذہان کو گرمائیں گے۔



## ”دائر الاسلام“ کی تراش علمیہ

260	حضرت سید محمد سلیمان اشرف بہاری	1	المُتَّبِعِينَ مَعَ تَتَابِعِهِ وَتَتَابِعِهِ
80	پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری	2	الرشاد
50	علامہ سید محمد سلیمان اشرف بہاری	3	لُزُومَةُ النِّقَالِ فِي رَحْمَةِ الرَّجَالِ
200	مولانا عبدالحق خیر آبادی، برکات احمد لونگی	4	شرح المرقاة مع رسالہ وجود راہی
10	کوثر نیازی	5	امام احمد رضا؛ ایک نئے جہت شخصیت
80	ولی اللہ لاہوری، فقیر محمد جھلمی، غوث شید احمد سعیدی	6	اسکات ضروری
80	علامہ فضل حق خیر آبادی، محمود احمد برکاتی	7	الروض المجد (ودعہ الوجود)
160	غوث شہ نورانی (ایڈیٹر ہمدرد)	8	علامہ فضل حق خیر آبادی؛ چند عنوانات
80	علامہ غلام سعیدی (دارالعلوم نعیمیہ کراچی)	9	حیات اکناد اعلیٰ مولانا محمد بندہ یالوی
50	NET	10	مولانا قاری محمد لقمان قادری
80	NET	11	مولانا قاری محمد لقمان قادری
15	NET	12	مولانا غلام دھیمیر ہاشمی قصوری
40	NET	13	مولانا عبدالمسیح بیدل رام پوری
100	NET	14	فیصل خان (راول پنڈی)
25	NET	15	ساج الحقول مولانا عبد القادر بدایونی
25	NET	16	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی
100	NET	17	سیدنا میر معاذیہ جٹو
100	NET	18	انفصیت سیدنا صدیق اکبر علیہ السلام
000	تحقیق: ڈاکٹر سید فردوس سہول	19	دیوان فضل حق خیر آبادی
000	مولانا خیر الدین خجوری دہلوی	20	خیر الامصار، اساتذہ الضروریہ، حفظہ المستن
000	امام ابو بکر احمد بن علی مروزی	21	مسند ابو بکر صدیق علیہ السلام
000	مولانا سید حفایت علی کانی مراد آبادی	23	کلیات کانی



# دن کے کلمے اور نماز کی جامعہ مکمل کتاب

حضرت امیر مومنین علیؓ اور یہ طریقہ کریم والا دوزخ کا گشت ہے

8-C مکی الدین بلڈنگ اسلام آباد مارکیٹ لاہور

Cell: 0321-9425765

دارالافتاء